روزنامہ

الفضل

سالانہ نمبر

ہفتہ 30 دسمبر 2000ء
30 فتح 1379 ہش

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

CPL: 61

TEL: +92 - 4524 - 213029

میں کیونکر گن سکوں تیری عنایات
ترے فضلوں سے پُر ہیں میرے دن رات

بینن کے دو بادشاہ جن کو جلسہ سالانہ برطانیہ 2000 کے موقع پر
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے کپڑوں کا تبرک عطا فرمایا۔

اوپر والے بادشاہ
Ajigla Toyi Kpodegbe

Chapargui Adkou Bio Alido
نیچے والے بادشاہ

خدا کے عظیم الشان کلام کا ایک دفعہ پھر معجزانہ ظہور

29 جولائی 2000

''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے''

الہام حضرت مسیح موعود

کیونکر کھلے خدا جو نہ دیکھو وہ آدمی سجدہ کرے زمیں پہ تو ہو عرش پر نماز

عالمی بیعت 2000ء میں چار کروڑ نفوس احمدیت کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ بیعت کے بعد سجدہ تشکر کا منظر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ حضرت مسیح موعود کا کوٹ زیب تن کئے سجدہ شکر بجا لا رہے ہیں۔

جلسہ سالانہ برطانیہ 2000ء کے سٹیج کا ایک منظر

مشرق و مغرب کے روحانی طیور جلسہ میں شامل ہونے کے لئے تشریف لائے

اداریہ

30 دسمبر 2000ء — 30 فتح 1379 ہش

اکیسویں صدی کے انسان کے لئے
بہترین تحفہ

بیسویں صدی میں انسان کی مادی ترقیات تمام انسانی تاریخ کی آنکھیں چندھیا دیتی ہیں مگر اس کا ماحصل ایک مفکر کے الفاظ میں یہ ہے

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزر گاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

اس لئے کہ اس نے نور مجسم سے اپنا منہ موڑ لیا اس ذکر سے دلوں کے کواڑ بند کر لئے جو دلوں کو تسکین دیتا ہے اس حی و قیوم سے رابطہ توڑ لیا جو ہر زندگی اور روئیدگی کا منبع ہے۔

ایک برتر ہستی کی تلاش کا مادہ انسان کی فطرت میں رکھا گیا تھا مگر اس ازلی و ابدی وجود کو بھول کر وہ فانی اور گھٹیا لذات کی تلاش میں سرگرداں ہو گیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اسفل سافلین کی وعید کا شکار ہو گیا۔ مگر دیکھو دیکھو خدا کی محبت کا سورج پھر قادیان سے چڑھا ہے خدا کے مامور نے سونے کی ایک کان نکالی ہے۔ اسے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور اسے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اسے وہ لعل تاباں ملا ہے جسے وہ دنیا میں بانٹنے کے لئے بے قرار ہے۔

حضرت مسیح موعود کی بعثت کا پہلا اور آخری مقصود انسان کو اسی در پر سجدہ ریز کرنا ہے جس نے اسے اپنی شناخت کے لئے تخلیق کیا تھا۔ آپ نے 1882ء میں اس عظیم مہم کی خدا کے حکم سے بناڈالی اور تمام شیطانی روکوں اور اندھیروں کے باوجود یہ روشنی آگے سے آگے بڑھتی جارہی ہے۔ اور اب جبکہ انسانیت 21ویں صدی کی دہلیز پر کھڑی ہے اس کے لئے خدا اور اس کی توحید سے بڑا کوئی تحفہ نہیں۔ اسی لئے ہم نے 20ویں صدی کے آخری لمحات میں الفضل کا سالانہ نمبر اسی پاک و برتر ہستی سے منسوب کیا ہے۔ انسان کو یہ سچا خدا، حقیقی بہشت اور چمکتا ہوا ہیرا مبارک ہو۔

ہمیں بتایا گیا ہے کہ زمین ایک دفعہ پھر اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔ اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی توحید شرک اور بت پرستی کے تمام داغ دھو ڈالے گی۔ حضرت مسیح موعود کے غلاموں کی بے پناہ قربانیوں سے زمین لالہ رنگ اور شفق لو رنگ ہو رہی ہے چپے چپے پر خدا کی توحید اور محمد مصطفیٰ کی عظمت کے ترانے گائے جا رہے ہیں۔ خدا کی توحید کا آفتاب مغرب سے طلوع ہو رہا ہے حق آ رہا ہے اور باطل بھاگ رہا ہے کیونکہ اس کی قسمت میں یہی لکھا ہے۔

خدا کرے انسان اپنے خدا کو جلد پہچانے کیونکہ یہی اس کے دکھوں کا مداوا ہے۔ اس سے رشتہ قائم کرے کیونکہ یہی اس کی عظمت کا راز ہے۔

مرکزِ شرک سے آوازۂ توحید اٹھا
دیکھنا مغرب سے ہے خورشید اٹھا
نور کے سامنے ظلمت بھلا کیا ٹھہرے گی
جان لو جلد ہی اب ظلم صنادید اٹھا

کلام محمود

الفضل سالانہ نمبر 2000ء
بعنوان
توحید باری تعالیٰ

منظومات

اللہ کی محبت جس قوم کو نصیب ہو جائے اس کی فتح ہی فتح ہے
(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

وہ ایک ہے۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں اس کی بادشاہت زمین و آسمان پر ممتد ہے

اللہ جل شانہ کا پاکیزہ تعارف خود خالق کائنات کی زبان مبارک سے

وہ زمین و آسمان کا نور ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں

واحد و لا شریک

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا' بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تو کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور اس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں ہوا۔ (سورۃ اخلاص)

حی و قیوم خدا

اللہ! اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا (اور) قائم بالذات ہے۔ اسے نہ تو اونگھ پکڑتی ہے اور نہ نیند۔ اسی کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ کون ہے جو اس کے حضور شفاعت کرے مگر اس کے اذن کے ساتھ۔ وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے۔ اور وہ اس کے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پر ممتد ہے اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں۔ اور وہ بہت بلند شان (اور) بڑی عظمت والا ہے۔ (البقرہ۔256)

نور الٰہی کی مثال

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے جس میں ایک چراغ ہو۔ وہ چراغ شیشے کے شمع دان میں ہو۔ وہ شیشہ ایسا ہو گویا ایک چمکتا ہوا روشن ستارہ ہے۔ وہ (چراغ) زیتون کے ایسے مبارک درخت سے روشن کیا گیا ہو جو نہ مشرقی ہو اور نہ مغربی۔ اس کا تیل ایسا ہے کہ قریب ہے کہ وہ از خود بھڑک کر روشن ہو جائے خواہ اسے آگ کا شعلہ نہ بھی چھوا ہو۔ یہ نور علیٰ نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کا دائمی علم رکھنے والا ہے (النور۔36)

صاحب اسمائے حسنیٰ

وہی اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں غیب کا جاننے والا ہے اور حاضر کا بھی۔ وہی ہے جو بن مانگے دینے والا' بے انتہا رحم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے' پاک ہے' سلام ہے' امن دینے والا ہے' نگہبان ہے' کامل غلبہ والا ہے' ٹوٹے کام بنانے والا ہے (اور) کبریائی والا ہے' پاک ہے اللہ اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔ وہی اللہ ہے جو پیدا کرنے والا' پیدائش کا آغاز کرنے والا اور مصور ہے۔ تمام خوبصورت نام اسی کے ہیں۔ اسی کی تسبیح کر رہا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔ (الحشر 23 تا 25)

مبارک ذات

بس ایک وہی برکت والا ثابت ہوا جس کے قبضہ قدرت میں تمام بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔ وہی جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے اعتبار سے بہترین ہے۔ اور وہ کامل غلبہ والا (اور) بہت بخشنے والا ہے۔ وہی جس نے سات آسمانوں کو طبقہ در طبقہ پیدا کیا۔ تو رحمان کی تخلیق میں کوئی تضاد نہیں دیکھتا۔ پس نظر دوڑا۔ کیا تو کوئی رخنہ دیکھ سکتا ہے؟ نظر پھر دوسری مرتبہ دوڑا' تیری طرف نظر ناکام لوٹ آئے گی اور وہ تھکی ہاری ہو گی۔ (الملک 2 تا 5)

فعّال لما یرید

یقیناً تیرے رب کی پکڑ بہت سخت ہے۔ یقیناً وہی شروع بھی کرتا ہے اور دہراتا بھی ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ بہت بخشنے والا اور بہت محبت کرنے والا ہے۔ صاحب عرش (اور) صاحب مجد ہے۔ جو چاہتا ہے اسے ضرور کر کے رہتا ہے۔ (البروج 13 تا 17)

اول و آخر

وہی اول اور وہی آخر' وہی ظاہر اور وہی باطن ہے اور وہ ہر چیز کا دائمی علم رکھتا ہے۔ وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ زمانوں میں پیدا کیا۔ پھر اس نے عرش پر قرار پکڑا۔ وہ جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھ جاتا ہے۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں بھی تم ہو۔ اور جو تم کرتے ہو اللہ اس پر ہمیشہ نظر رکھتا ہے۔ (الحدید 4'5)

لطیف و خبیر

وہ آسمانوں اور زمین کا عدم سے پیدا کرنے والا ہے۔ اس کی کوئی اولاد کہاں سے ہو گی جبکہ اس کی کوئی بیوی ہی نہیں۔ اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔ یہ ہے اللہ تمہارا رب۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہر چیز کا خالق ہے۔ پس اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز پر نگران ہے۔ آنکھیں اس کو نہیں پا سکتیں ہاں وہ خود آنکھوں تک پہنچتا ہے اور وہ بہت باریک بین اور ہمیشہ باخبر رہنے والا ہے۔ (انعام 102 تا 104)

کیسے انکار کرو گے

تم کس طرح اللہ کا انکار کرتے ہو جبکہ تم مردہ تھے پھر اس نے تمہیں زندہ کیا۔ وہ پھر تمہیں مارے گا اور پھر تمہیں زندہ کرے گا۔ پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب کا سب پیدا کیا جو زمین میں ہے۔ پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور اسے سات آسمانوں کی صورت میں متوازن کر دیا اور وہ ہر چیز کا دائمی علم رکھنے والا ہے۔ (البقرہ 29'30)

تخلیق کے نشانات

یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں اور ان کشتیوں میں جو سمندر میں اس (سامان) کے ساتھ چلتی ہیں جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے اور اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے اتارا پھر اس کے ذریعہ سے زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کر دیا اور اس میں ہر قسم کے چلنے پھرنے والے جاندار پھیلائے اور اسی طرح ہواؤں کے رخ بدل بدل کر چلانے میں اور بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں' عقل کرنے والی قوم کے لئے نشانات ہیں۔ (البقرہ۔166)

نوٹ: آیات کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے ترجمہ قرآن سے لیا گیا ہے۔

OOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOOO

آیت الکرسی میں صفات باری کا نہایت لطیف نقشہ ہے۔ اور سورہ بقرہ کی آخری آیتوں میں دل کو پاک کر دینے والی دعائیں ہیں۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

خدا فرماتا ہے کہ میں بڑی طاقتوں والا' بادشاہ اور بلند شان والا ہوں

اگر چاہتے ہو کہ خدا تم سے محبت کرے تو سچ بولو امانت ادا کرو اور پڑوسی سے حسن سلوک کرو

اللہ تعالیٰ کی بلند شان اور اس کے حصول کی راہیں رسول اللہؐ کی زبان مبارک سے

جوش توحید

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے یہ آیت پڑھی "آسمان لپٹے ہوئے ہیں اس کے داہنے ہاتھ میں۔ وہ پاک ہے اور بہت بلند ان شریکوں سے جو لوگ اس کے مقابل میں ٹھہراتے ہیں"۔ حضورؐ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میں بڑی طاقتوں والا اور نقصان کی تلافی کرنے والا ہوں۔ میرے لئے ہی بڑائی ہے۔ میں بادشاہ ہوں میں بلند شان والا ہوں۔" اللہ تعالیٰ اس طرح اپنی ذات کی مجد اور بزرگی بیان کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ ان کلمات کو بار بار بڑے جوش سے دہرا رہے تھے یہاں تک کہ منبر لرزنے لگا اور ہمیں خیال ہوا کہ کہیں آپ منبر سے گر ہی نہ جائیں۔

(مسند احمد جلد 2 ص 88)

میرا کوئی ہمسر نہیں

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ میری تکذیب کرتا ہے حالانکہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے وہ مجھے گالیاں دیتا ہے حالانکہ اسے ایسا کرنے کا حق نہیں تھا۔ مجھے جھٹلانے سے مراد یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ دوبارہ ہمیں اس طرح پیدا نہیں کر سکتا جس طرح اس نے ہمیں پہلے پیدا کیا ہے اور مجھے گالی دینے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنا بیٹا بنایا ہے حالانکہ میری ذات صمد یعنی بے نیاز ہے اور نہ میرا کوئی بیٹا ہے اور نہ میں جنا گیا ہوں یعنی نہ میں کسی کا بیٹا ہوں اور نہ ہی کوئی میرا ہمسر ہو سکتا ہے۔

(مسند احمد جلد 2 ص 317)

لامحدود بادشاہت

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے بندو! میں نے اپنی ذات پر ظلم حرام کر رکھا ہے۔ تم سب گم گشتہ راہ ہو سوائے ان لوگوں کے جن کو میں صحیح راستہ کی ہدایت دوں۔ پس مجھ سے ہدایت طلب کرو۔ میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جس کو میں کھانا کھلاؤں۔ پس مجھ سے ہی رزق طلب کرو۔ میں تم کو رزق دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جس کو میں لباس پہناؤں۔ پس مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں لباس پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم دن رات غلطیاں کرو تو بھی میں تمہارے گناہ بخش سکتا ہوں۔ پس مجھ سے ہی بخشش مانگو۔ میں تمہیں بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! تم مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے کہ نقصان پہنچانے کا ارادہ کرو' اور نہ ہی تم مجھے نفع پہنچا سکتے ہو کہ نفع پہنچانے کی کوشش کرو۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے سب اگلے اور پچھلے جن وانس سب کے سب اول درجہ کے متقی اور پرہیزگار بن جائیں اور اس شخص کی طرح بن جائیں جو تم میں سے سب سے زیادہ تقویٰ رکھتا ہے۔ تو تمہارا ایسا ہو جانا بھی میری بادشاہت میں ایک ذرہ بھر اضافہ نہیں کر سکتا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے سب اگلے اور پچھلے جن وانس تم میں سے جو سب سے زیادہ بدکار ہے اس کے قلب بدنہاد کی طرح ہو جائیں تو بھی میری بادشاہت میں کسی چیز کی کمی نہیں کر سکتے۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے سب اگلے اور پچھلے جن وانس ایک میدان میں اکٹھے ہو جائیں اور مجھ سے حاجات مانگیں اور میں ہر ایک انسان کی حاجات پوری کر دوں تو بھی میرے خزانوں میں اتنی بھی کمی نہیں آئے گی جتنی سمندر میں سوئی ڈال کر اس کو باہر نکالنے سے سمندر کے پانی میں کمی آتی ہے۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جن کا میں نے حساب کیا ہے۔ میں تم کو ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا پس جس شخص کا اچھا نتیجہ نکلے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ اور جو شخص اس کے علاوہ کوئی اور چیز پائے۔ یعنی ناکامی کا منہ دیکھے تو وہ اپنی ہی ذات کو ملامت کرے کہ اس کی اپنی ہی بدعملی کا نتیجہ ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم)

اللہ اور بندوں کا ایک دوسرے پر حق

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔

اے معاذ کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

فرمایا اللہ کا حق یہ ہے کہ بندے اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔

پھر فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ بندوں کا خدا پر کیا حق ہے۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں فرمایا یہ کہ وہ ان کو عذاب نہیں دے گا۔

(صحیح بخاری کتاب التوحید باب فی دعاء النبی امتہ الی توحید اللہ)

قرب الٰہی کی راہ

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے دوست سے دشمنی کی میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ میرا بندہ جتنا میرا قرب اس چیز سے' جو مجھے پسند ہے اور میں نے اس پر فرض کر دی ہے حاصل کر سکتا ہے اتنا کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر سکتا اور نوافل کے ذریعہ سے میرا بندہ میرے قریب ہو جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں اور جب میں اس کو اپنا دوست بنا لیتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں' جن سے وہ سنتا ہے' اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے' اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے' اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ یعنی میں ہی اس کا کارساز ہوتا ہوں اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ چاہتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب التواضع)

تخلیق انسانی کا مقصد

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ یعنی انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اس میں یہ استعداد ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ظلی طور پر اپنا سکے۔

(مسند احمد جلد 2 ص 323)

جس سے خدا محبت کرنے لگے اس پر دنیا کی نفرتیں غالب نہیں آسکتیں۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

اللہ تعالیٰ اور اس کی توحید کے متعلق حضرت مسیح موعود کے پر معارف ارشادات

اللہ اس ذات کا نام ہے جس کی خوبیاں حسن واحسان کے کمال نقطہ پر پہنچی ہوئی ہوں

توحید ایک نور ہے جو آفاقی اور انفسی معبودوں کی نفی کے بعد دل میں پیدا ہوتا ہے

خدا کے معنی

خدا بمعنی خود آیندہ ہے اور خدائے تعالیٰ جل شانہ اسی وجہ سے خدا کہلاتا ہے کہ وہ کسی کے پیدا کرنے کے بغیر خود بخود ہے۔

(سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد 2 ص 146)

ذات باری کا اسم اعظم

"ذات واجب الوجود کا اسم اعظم جو اللہ ہے کہ جو اصطلاح قرآنی ربانی کی رو سے ذات مستجمع جمیع صفات کاملہ اور منزہ عن جمیع رذائل اور معبود برحق اور واحد لاشریک اور مبدء جمیع فیوض پر بولا جاتا ہے۔"

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 ص 415 حاشیہ نمبر 11)

"اللہ جس کا ترجمہ ہے وہ معبود یعنی وہ ذات جو غیر مدرک اور فوق العقول اور وراء الوراء اور دقیق در دقیق ہے جس کی طرف ہر ایک چیز عابدانہ رنگ میں یعنی عشقی فنا کی حالت میں جو نظری فنا ہے یا حقیقی فنا کی حالت میں جو موت ہے رجوع کر رہی ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد 17 ص 268)

تمام صفات کا موصوف

قرآن کی اصطلاح کی رو سے اللہ اس ذات کا نام ہے جس کی تمام خوبیاں حسن واحسان کے کمال کے نقطہ پر پہنچی ہوئی ہوں اور کوئی منقصت اس کی ذات میں نہ ہو۔ قرآن شریف میں تمام صفات کا موصوف صرف اللہ کے اسم کو ہی ٹھہرایا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اللہ کا اسم تب متحقق ہوتا ہے کہ جب تمام صفات کاملہ اس میں پائی جائیں۔"

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14 ص 21)

پاک قدرتوں کا مظہر

قرآن شریف میں ایسی تعلیمیں ہیں کہ جو خدا کو پیارا بنانے کے لئے کوشش کر رہی ہیں۔ کہیں اس کے حسن وجمال کو دکھاتی ہیں اور کہیں اس کے احسانوں کو یاد دلاتی ہیں۔ کیونکہ کسی کی محبت یا تو حسن کے ذریعہ سے دل میں بیٹھتی ہے اور یا احسان کے ذریعہ سے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ خدا اپنی تمام خوبیوں کے لحاظ سے واحد لاشریک ہے۔ کوئی بھی اس میں نقص نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام پاک قدرتوں کا اور مبدء ہے تمام مخلوق کا۔ اور سرچشمہ ہے تمام فیضوں کا اور مالک ہے تمام جزا سزا کا اور مرجع ہے تمام امور کا۔ اور نزدیک ہے باوجود دوری کے اور دور ہے باوجود نزدیکی کے۔ وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اور بھی ہے اور وہ سب چیزوں سے زیادہ پوشیدہ ہے۔ مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس سے کوئی زیادہ ظاہر ہے۔ وہ زندہ ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اس کے ساتھ زندہ ہے۔ وہ قائم ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اس کے ساتھ قائم ہے اس نے ہر ایک چیز کو اٹھا رکھا ہے۔ اور کوئی چیز نہیں جس نے اس کو اٹھا رکھا ہو۔ کوئی چیز نہیں جو اس کے بغیر خود بخود پیدا ہوئی ہے یا اس کے بغیر خود بخود جی سکتی ہے۔ وہ ہر یک چیز پر محیط ہے۔ مگر نہیں کہہ سکتے کہ کیسا احاطہ ہے۔ وہ آسمان اور زمین کی ہر یک چیز کا نور ہے۔ اور ہر یک نور اسی کے ہاتھ سے چمکا۔ اور اس کی ذات کا پرتوہ ہے۔ وہ تمام عالموں کا پروردگار ہے کوئی روح نہیں جو اس سے پرورش نہ پاتی ہو۔ اور خود بخود ہو کسی روح کی کوئی قوت نہیں جو اس سے نہ ملی ہو۔ اور خود بخود ہو۔

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 152)

توحید ایک نور ہے

توحید ایک نور ہے جو آفاقی اور انفسی معبودوں کی نفی کے بعد دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اور وجود کے ذرہ ذرہ میں سرائت کر جاتا ہے۔ پس وہ بجز خدا اور اس کے رسول کے ذریعہ کے محض اپنی طاقت سے کیونکر حاصل ہو سکتا ہے۔ انسان کا فقط یہ کام ہے کہ اپنی خودی پر موت وارد کرے اس شیطانی نخوت کو چھوڑے کہ میں علوم میں پرورش یافتہ ہوں اور ایک جاہل کی طرح اپنے تئیں تصور کرے اور دعا میں لگا رہے۔ تب توحید کا نور خدا کی طرف سے اس پر نازل ہوگا اور ایک نئی زندگی اس کو بخشے گا۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 ص 148)

توحید کے تین پہلو

یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو خواہ انسان ہو خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر وفریب ہو منزہ سمجھنا اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا۔ کوئی رازق نہ ماننا۔ کوئی معزّ اور مذل خیال نہ کرنا۔ کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اسی سے خاص کرنا۔ اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا۔ اپنا تذلل اسی سے خاص کرنا۔ اپنی امیدیں اسی سے خاص کرنا۔ اپنا خوف اسی سے خاص کرنا۔ پس کوئی توحید بغیر ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی۔ اول ذات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ اس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کی طرح سمجھنا اور تمام کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت خیال کرنا۔ دوم صفات کے لحاظ سے توحید۔ یعنی یہ کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذات باری کسی میں قرار نہ دینا اور جو بظاہر رب الانواع یا فیض رساں نظر آتے ہیں یہ اسی کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا۔ تیسرے اپنی محبت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید۔ یعنی محبت وغیرہ شعار عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک نہ گرداننا اور اسی میں کھوئے جانا۔

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب روحانی خزائن جلد 12 ص 349)

ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے

ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے۔ تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 ص 23)

اہم ترین امور میں سے اللہ جل شانہ کا ماننا اس کو اسماء حسنیٰ اور صفات و محامد میں یکتا و بے ہمتا ماننا ہے۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الاول)

توحید کے دو گہرے اثرات ہیں ایک کائنات کی وحدت اور ایک مؤحد سوسائٹی

پس صحیح معنوں میں مؤحد بنیں اور ایک بدن کی طرح یک جان ہو جائیں

توحید کے قیام اور اس کے تقاضوں کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی پر حکمت نصائح

توحید کے دو گہرے اثرات

(دین) میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا جو تصور ہے وہ کوئی ایسا تصور نہیں جس کا آسمانوں سے تعلق ہو اور انسانی زندگی سے اس کا واسطہ نہ ہو۔ (دین) جس توحید کا تصور پیش کرتا ہے اور جس کا قرآن کریم میں بار بار ذکر آتا ہے وہ کوئی خیالی توحید نہیں کہ محض خدا کو ایک مان لیا جائے بلکہ اس کے دو گہرے اثرات پھر دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں اور ہم ان کو مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

کائنات کی وحدت

توحید کا ایک مطلب یہ ہے کہ اگر خدا ایک ہے تو اس کی ساری کائنات میں بھی وحدت ہی نظر آئے گی اور اس میں کسی دوسرے وجود کا کوئی اشارہ بھی تمہیں نظر نہیں آئے گا' کوئی ٹکراؤ نظر نہیں آئے گا۔ ایک کامل نظام ہے جو ایک دوسرے سے تعاون کرتا ہوا دکھائی دے گا۔ چنانچہ آسمان کے بڑے سے بڑے وجودوں سے لے کر زمین کے چھوٹے سے چھوٹے ذرہ تک (جس کے دل میں پوری طرح اترنے کی بھی ابھی تک انسان کو پوری طاقت نصیب نہیں ہوئی اور اس سے بھی چھوٹے ذرے وہ دریافت کرتا چلا جا رہا ہے) سارے نظام عالم میں آپ کو توحید نظر آئے گی۔ ایک ایسی کامل وحدت کہ وہ مطالعہ کرنے والوں کو حیران کر دیتی ہے' ان لوگوں کو جو علم رکھتے ہیں۔

موحد سوسائٹی

توحید کا دوسرا تصور (مومن) کی زندگی میں ملتا ہے اور ان اعمال سے اس کا تعلق ہے جو (مومن) بجالاتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں ایک موحد سوسائٹی اور ایک ایسا معاشرہ عمل میں آتا ہے جس کے اندر آپ کامل توحید کا عکس پائیں گے۔ اسی مضمون کو جو دراصل توحید ہی کی شاخیں ہیں قرآن کریم یوں بیان فرماتا ہے۔

(—) (الملک 2 تا 5)

یہ وہ اعلان ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک کائنات کے مطالعہ کا تعلق ہے اس میں آپ کو کہیں بھی دو ہستیوں کا ثبوت نظر نہیں آتا کوئی اشارہ بھی ایسا نہیں ملتا کہ گویا کائنات کو دو مختلف وجودوں نے پیدا کیا ہو۔ (۔) ایک ہی خدا ہے۔ جس کا ایک خاص مقصد ہے اور وہ مقصد ایک سنگل مقصد ہے' اس میں توحید پائی جاتی ہے' حسن عمل ہے۔ تو آپ ساری کائنات میں جس طرف بھی نظر ڈالیں گے اگر آپ غور سے دیکھیں گے' گہری نظر سے دیکھیں گے تو توحید کے سوا آپ کو کچھ نظر نہیں آئے گا۔ یہی توحید ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور (مومن) معاشرہ میں دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ ایک وجود بن جائے۔ محض خیال میں وہ ایک خدا کو پوجنے والا نہ رہے بلکہ واقعاتی طور پر دنیا میں بھی ایک ہی سوسائٹی ظاہر ہو جو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک وجود بن جائے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس مضمون کو مختلف شکلوں میں بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ (۔) آل عمران آیت:103)

کہ دیکھو جب تم نے ایک خدا کو پکڑا ہے تو دو دو چار چار رسیاں کیوں پکڑو گے باقی رسیاں تو پھر شیطان کی رسیاں ہیں کیونکہ ایک خدا کی تو ایک ہی رسی ہے اس لئے اس رسی کو پکڑو جو تمہارے واحد خدا کی رسی ہے دوسری طرف توجہ نہ کرو۔ ولا تفرقوا کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے سوا دوسری رسیوں کی طرف مائل نہ ہو جانا وہ تمہیں غلط طرفوں میں لے جائیں گی۔ توحید کے قائل ہو تو اپنے نظام میں دنیا میں تمہیں توحید دکھانی پڑے گی اگر ایک خدا کے پجاری ہو تو تمہاری سوسائٹی میں وحدت نظر آنی چاہئے۔ اگر اس کے بجائے تمہارے اندر اختلاف پائے جاتے ہیں۔ تم ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہو۔ ایک دوسرے کی برائیاں چاہتے ہو' لڑائیوں کے لئے بہت تیزی دکھاتے ہو' تکبر کرتے ہو اپنے بھائی سے اور اس کو نیچا سمجھتے ہو تو پھر تمہیں یہ وہم ہے کہ تم توحید کے پجاری ہو۔ پھر تو تم نے الگ الگ رسیاں پکڑ لیں' پھر تو تم ایک خدا کے قائل نہیں رہے۔ فرماتا ہے۔ دیکھو

ساری کائنات جس کو اختیار نہیں ہے غلط رستے پہ جانے کا' اس میں توحید قائم ہے۔ تمہیں اختیار دیا تھا موت اور زندگی کے درمیان' اس لئے دیا تھا کہ تم زندگی کی طرف مائل ہو اور پہلے سے بڑھ کر زیادہ حسن اختیار کرو۔ اگر تم ٹھوکر کھاؤ گے' اگر تم اس فلسفہ کو نہیں سمجھو گے تو پھر رفتہ رفتہ تم موت کا شکار ہو جاؤ گے۔ تمہیں موت پر غالب آنے کے لئے پیدا کیا گیا تھا موت سے مغلوب ہونے کے لئے تمہیں پیدا نہیں کیا گیا۔ یہ ہے قرآن کریم کا پیغام جو ہر (مومن) کو دیا گیا ہے۔

مومن کی مثال

اور جس طرح توحید کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص مشرک ہو اس کا ٹھکانہ آگ ہے' جہنم ہے' بالکل اسی طرح (مومن) کی سوسائٹی کو جو شخص اختلاف میں مبتلا کرتا ہے اس کے لئے بھی قرآن کریم نے جہنم کا لفظ بیان فرمایا ہے اور اس کی جزاء آگ بتائی ہے چنانچہ فرماتا ہے:۔ (۔) دیکھو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جب تک تمہیں ایک وجود نہیں بنا دیا اس سے پہلے تم ایک دوسرے کے دشمن ہو کر آگ کے کنارے پر کھڑے تھے۔ تم اس آگ میں کسی وقت بھی گر سکتے تھے۔ پس یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں بھی شرک کا انجام آگ ہے اور آخرت میں بھی شرک کا انجام آگ ہے۔ جو قومیں ایک دوسرے سے لڑ پڑتی ہیں وہ خود آگ میں داخل ہو جاتی ہیں اور اس آگ سے ان کو کوئی نہیں بچا سکتا۔ یہ کئی قسم کی آگ ہے ایک تو ایسی آگ ہے جو ان کی ترقی کی ساری طاقتیں کھا جاتی ہے' ان کے دل کا چین اڑا دیتی ہے' سوسائٹی میں لطف کی بجائے نفرت کا ایک ماحول پیدا ہو جاتا ہے جس میں آدمی جلتا اور کڑھتا رہتا ہے۔ جس سے نفرت کی جائے وہ بھی مارا جاتا ہے اور جو نفرت کرتا ہے وہ بھی مارا جاتا ہے تو ہر وہ چیز جو آپ کی سوسائٹی کو مشرک سوسائٹی میں تبدیل کر دیتی ہے وہ گناہ ہے۔ وہ ایسی خطرناک چیز ہے جس سے آپ کو بچنا چاہئے اور قرآن کریم صرف بچنے کی ہدایت ہی نہیں دیتا بلکہ تفصیل سے سمجھاتا بھی ہے اور آنحضرت ﷺ اس کی ہمارے سامنے تشریح بیان فرماتے ہیں اور ایک ایک باریک نکتہ بتاتے ہیں کہ تم اپنی سوسائٹی کو شرک سے کس طرح بچا سکتے ہو۔ وحدت میں کس طرح پرو سکتے ہو۔ سب سے پہلے تو آنحضرت ﷺ نے توحید کا نقشہ قرآن سے اخذ فرما کر ان الفاظ میں بیان کیا کہ مومنوں کی جماعت کی مثال بدن کی سی

خدا ہر گنہگار کے لئے اپنی گود پھیلائے کھڑا ہے کہ آئے اور اس کی گود میں جگہ پائے۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

ہوتی ہے۔

فرضی توحید کوئی چیز نہیں

پس (دینی) نظام کو سمجھیں اور اس بات کو خوب سمجھ لیجئے کہ آپ جب تک موحد نہیں بنیں گے اور اس دنیا میں بھی ایک موحد سوسائٹی کو پیدا نہیں کرتے اس وقت تک فرضی توحید کوئی چیز نہیں۔ توحید وہ ہے جو عمل کی دنیا میں نظر آرہی ہے اور خدا نے آپ کو اس کے نمونے دیدیئے ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر آپ اپنی سوسائٹی کو موحد سوسائٹی نہیں بناتے اور ایک بدن کی طرح یک جان نہیں بن جاتے اور ہر احمدی کا دکھ سب کا دکھ نہیں بن جاتا۔ ہر احمدی کی خوشی سب کی خوشی نہیں بن جاتی اس وقت تک معاشرہ مجموعی طور پر ترقی نہیں کر سکتا۔ اس لئے کوئی ایسا فعل نہ کریں جو اس توحید کو توڑنے والا اور اس یگانگت کی روح کو پارہ پارہ کرنے والا ہو۔ جب آپ اپنے اندر یہ خوبیاں پیدا کرلیں گے تو پھر آپ موحد ہو جائیں گے جو قوم موحد بن جاتی ہے اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بیشمار برکتیں نصیب ہوتی ہیں اور دنیا میں عظیم الشان ترقی کرتی ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس کو آگے بڑھنے سے روک نہیں سکتی۔

طاقت کا راز

پس جتنے آپ تھوڑے ہیں جتنے آپ کمزور ہیں اتنے ہی زیادہ توحید کے ساتھ چمٹنے کی ضرورت ہے۔ آپ کی ساری طاقت کا راز یہ ہے کہ آپ ایک دوسرے کے ساتھ یک جان ہو جائیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے جو توحید قائم فرمائی اس کا نقشہ قرآن کریم نے یہ بیان فرمایا (۔) کہ دیکھو پھر محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ ؐ کے ماننے والوں کی کیا کایا پلٹی ہے یعنی رسول اللہ نے اپنے عمل سے ان کو کیسا تبدیل کر دیا۔ (۔) یہ آپس میں بے حد محبت کرنے والے ہیں اور جتنی آپس میں محبت کرتے ہیں اتنی ہی غیروں کے مقابلہ میں سختی اختیار کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ ترقی کرنے کا راز ہے اس کے اندر حکمت کا ایک گہرا اور انمول موتی پوشیدہ ہے ہمیشہ وہ قومیں غیروں پر سخت ہوتی ہیں جو اندرونی طور پر ایک دوسرے سے محبت کیا کرتی ہیں۔ ان میں غیر راہ نہیں پاسکتا' ان کو کمزور نہیں کر سکتا' ان کے اندر کسی قسم کا رخنہ نہیں ڈال سکتا جو قومیں آپس میں ایک دوسرے میں رخنہ ڈالتی پھرتی ہیں وہ غیروں کی خوراک بن جایا کرتی ہیں غیر ان میں داخل ہو جاتے ہیں۔

پس اگر آپ اپنوں کے لئے نرم ہیں تو لازماً غیروں کے لئے سخت ہو جائیں گے۔ اگر اپنوں کے لئے سخت ہیں تو لازماً غیروں کے لئے نرم ہو جائیں گے۔ وہاں آپ کی محبتیں پھیل جائیں گی اور کسی قوم کو تباہ کرنا ہو تو اس سے زیادہ خطرناک زہر اور کوئی نہیں ہے جو اس کے اندر داخل کر دیا جائے۔ پس آپ یاد رکھیں کہ بڑی محنت اور کوشش کے ساتھ احمدیت کی حفاظت کریں۔ (۔)

وحدت کی قدر کریں

آپ ہی ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی نمائندگی کرنی ہے۔ اس لئے ان چھوٹی چھوٹی برائیوں سے صرفِ نظر نہ کریں۔ یہ حقیقت میں بہت بڑی ہیں اور وحدت کی قدر کریں۔ ہر وہ بات کریں جس سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ ہر اس بات سے نفرت کریں جس سے آپس میں نفرت پیدا ہوتی ہو۔ اور جو پہلے ہو چکا اس کو ختم سمجھیں اور آئندہ کے لئے اگر آپ کی موجودگی میں کوئی بات ہو جس سے نفرت پیدا ہوتی ہو تو یا اس کو روکیں یا وہاں سے اٹھ کر چلے جائیں جو لوگ نفرت پیدا کرتے ہیں ان سے تعلق توڑلیں صرف وہی وجود ہیں جو تعلق توڑنے کے لائق ہیں باقی کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سچا احمدی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل 12 نومبر 1983ء)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

پبلشر آغا سیف اللہ۔ پرنٹر قاضی منیر احمد۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت دار النصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت 45 روپے

حمد رب العالمین

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدءالانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا
ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا
چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چمکار کا
تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا
کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا
تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا
خوبرویوں میں ملاحت ہے ترے اس حسن کی
ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اس ترے گلزار کا
چشمِ مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا
آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ ترا رخ کافر و دیندار کا
ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اغیار کا
تیرے ملنے کے لئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا

(درثمین)

جو شخص اللہ تعالیٰ کے پیار کو پالیتا ہے اسے دنیا میں بھی جنت مل جاتی ہے۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث)

خالق کائنات کی ذات و صفات کا
وجد آفریں دینی تصور
اور
اس کی بارگاہ عالی تک رسائی کے لئے روحانی سفر

جس کو تیری دھن لگی آخر وہ تجھ کو جا ملا — جس کو بے چینی ہے یہ وہ پا گیا آخر قرار

عاشقی کی ہے علامت گریہ و دامان دشت — کیا مبارک آنکھ جو تیرے لئے ہو اشکبار

(محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت)

خدا کی اکمل تجلی عظیم شہ لولاک پر

ہمارا پیارا خدا رب العالمین ہے اور اس کا محبوب ترین رسول رحمۃ للعالمین ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ خدا تعالیٰ جل شانہ و عزاسمہ ازل سے اپنے ماموروں اور برگزیدوں کو اپنا عدیم المثال حسین و جمیل چہرہ دکھلاتا چلا آ رہا ہے مگر اس نے اپنی مقدس ذات اور صفات جمالی و جلالی کی سب سے بڑھ کر اکمل و اعلیٰ تجلی عظیم صرف اور صرف شہ لولاک نورِ دو عالم سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرمائی اس طرح تاریخ مذاہب کے عالمی اور انقلابی دور کا آغاز ہوا۔ جس میں پہلی بار خالق کائنات نے اپنے ذاتی نام "اللہ" کا پوری قوت و شوکت اور کثرت کے ساتھ اپنی آخری کتاب قرآن مجید میں اعلان عام اور تذکرہ فرمایا ورنہ قدیم حجری عہد سے اب تک دنیا بھر کی اقوام اسے دوسرے ناموں سے یاد کرتی آ رہی تھیں مثلاً آسٹریلیا کے جنگلی باشندے اسے "بائی" یونانی "زیوس" رومی "جوپیٹر" (Jupiter) یورپ میں آباد ٹیوٹانی قوم اسے "اوڈن" قدیم امریکی اسے "توناتیاہ" (Tonatioh) ہندوستان کے آریہ اسے "اندر" (پرمیشور) چینی اسے "شانگٹی" (Shangti) جاپانی اسے "کامی" اور یہودی اسے "الوہیم" اور "یہوذاہ" کے نام سے پکارتے تھے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "خدا اور تصور خدا" از علامہ نیاز فتح پوری ناشر حلقہ نیاز و نگار کراچی اشاعت جنوری 1994ء)

حضرت سعدی کا عارفانہ شعر

بلاشبہ اس وسیع دنیا کا ذرہ ذرہ خدا کی ہستی کا ثبوت اور نشان اور اس کی صفات کا عکس جمیل ہے جیسا کہ حضرت شیخ مشرف الدین مصلح بن عبداللہ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ (ولادت 2 نومبر 1414ء وفات 9 نومبر 1492ء) کا عارفانہ شعر ہے

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

اسی شعر کی نسبت ایک قدیم صوفی بزرگ اور شیخ طریقت کو عالم رویاء میں دکھلایا گیا کہ آسمان کے دروازے کھولے گئے ہیں اور فرشتے نور کی طباقیں لے کر اترے ہیں بزرگ نے پوچھا یہ کیا بات ہے کہنے لگے کہ یہ سعدی شیرازی کے لئے ہے جس نے یہ شعر کہا ہے جو خدا تعالیٰ کے حضور مقبول ہو گیا ہے۔

(نفحات الانس مترجم ص 515 مؤلفہ حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ ناشر حبیب پبلی کیشنز اردو بازار لاہور)

مغرب کے فلاسفروں کا اختراعی نظریہ

باوجودیکہ رب العالمین مبدءالانوار ہے اور اس کے نور کی بدولت سارا عالم "آئینہ ابصار" بن رہا ہے۔ ہر طرف وہی جلوہ آراء ہے۔ آفتاب و ماہتاب اور ستاروں میں اسی کی چمکار ہے مگر اس کی ذات چونکہ لطیف در لطیف مخفی در مخفی، وراء الوراء اور لاتعداد دبیز پردوں میں پوشیدہ ہے اس لئے مغرب کے بعض نام نہاد مفکروں اور فلاسفروں نے یہ نظریہ اختراع کر رکھا ہے کہ:

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتداً مذہب کو اخلاقیات سے کوئی سروکار نہ تھا بظاہر (بظاہر اس لئے کہ ہم صرف قیاس آرائی کر رہے ہیں اور ہماری رائے محض پیٹرونس (Petronius) کی آواز بازگشت ہے اور خود اس کی رائے لیوکریٹس (Lucretius) کی آواز بازگشت)

"وہ خوف ہی تھا جس نے پہلے پہل خداؤں کو وجود بخشا۔"...

زمینی طاقتوں کا خوف، دریاؤں اور سمندروں کا خوف، درختوں اور ہواؤں کا خوف، لہٰذا مذہب نے آسودگی خاطر کی شکل میں ان طاقتوں کی پرستش کا قالب اختیار کر لیا اور یہ پرستش مشتمل تھی نذر و نیاز، قربانیوں، ٹوٹکوں اور دعاؤں پر لیکن پادریوں نے ضابطہ اخلاق اور قانون کی پشت پناہی کے لئے جب اس خوف کے ساتھ مذہبی رسومات کو استعمال کرنا شروع کیا تو وہیں سے مذہب ایک اہم طاقت بن گیا اور اسی وقت سے مملکت اور مذہب کی رقابت کا آغاز ہوا۔ مذہب نے لوگوں کو یہ باور کرایا کہ مملکت، ضابطہ اخلاق اور قوانین پر اصل حکمرانی دیوتاؤں کی ہے۔ چنانچہ اس نے خداؤں کا نقشہ اس طرح کھینچا کہ تھوت نامی دیوتا مصر میں اپنے قوانین (Menes) مینس کے حوالہ کر رہا ہے اور بابل میں شمش (Shamash) نامی خدا اپنا مجموعہ قوانین حمورابی کے سپرد کر رہا ہے۔ اسی طرح یہوداہ (یہودیوں کا خدا) یہودیوں کے لئے احکام عشرہ اور (613) پند و نصائح حضرت موسیٰ کو عنایت کر رہا ہے۔ نیز سلطنت روما کے لئے ایجیریا نامی دیوی (Egeria) نیوما پامپی لیئس (Numa Pompilius) کو قوانین کا مجموعہ عطا کر رہی ہے۔ پس مسیحی ممالک کے حامیوں اور پیگن (بے دین) فرقوں نے یک زبان ہو کر یہ اعلان کر دیا کہ زمینی حکمران دیوتاؤں کے مامور کردہ ہیں اور انہیں ان کی حمایت حاصل ہے پھر تو تقریباً ہر مملکت تشکر و امتنان کے جذبات سے مملو ہو کر زمین اور اس کی آمدنی میں پادریوں کے ساتھ شریک اور حصہ دار بن گئی۔

(تاریخ کا سبق اردو ترجمہ "The Lessons of History" ص 50، 51 مولفہ ول ڈیورنٹ و اریئل ڈیورنٹ "Will and Aricl Durant" مترجم محمد علی باوہاب ناشر یونائیٹڈ کارپوریشن کراچی اشاعت دسمبر 1996ء)

متصوّفین اور خدا کا قلمی خاکہ

اس سے بڑھ کر افسوسناک المیہ اور سانحہ یہ ہے کہ بیسویں صدی کے بعض متصوفین جن کا خدا تعالیٰ سے براہ راست کوئی تعلق نہیں تھا عمر بھر محض "خدا ہونا چاہئے" کی پہلی منزل کے ابتدائی زینہ پر قدم رکھ سکنے پروردگار عالم کے عجیب و غریب قلمی خاکے بنا کے شائع کئے چنانچہ ڈاکٹر مرتضیٰ نقوی صاحب درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء کے مشہور گدی نشین جناب خواجہ حسن نظامی مرحوم کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ان کے خاکے طویل نہیں بلکہ بہت اجمالی ہیں جن میں مزاح کا لطیف عنصر بھی شامل ہے اور اسلوب کا بانکپن تو ہر جگہ نمایاں ہے۔ وہ تخئیلی خاکوں میں اللہ میاں کا خاکہ اس طرح پیش کرتے ہیں:

"بے صورت کی ایک مورت ہے۔ تارا بھی نہیں۔ چاند بھی نہیں۔ ہفت افلاک بھی نہیں۔ عرش و کرسی بھی نہیں۔ سمندر اور پہاڑ بھی نہیں۔ بہتا ہوا دریا بھی نہیں۔ ششدر و حیران کنارہ بھی نہیں۔ کوندنے والی بجلی بھی نہیں، گرجنے والا بادل بھی نہیں، جمادات بھی نہیں، نباتات بھی نہیں۔ حیوان بھی نہیں۔ انسان بھی نہیں۔ وہ تو بس بے صورت کی ایک مورت ہے۔ کیا وہ لیلیٰ کے چہرے کا حسن ہے، کیا وہ مجنوں کی آہ و بکا ہے؟ کیا وہ شیریں کی ایک میٹھی بات ہے؟ کیا وہ فرہاد کی کوہ شکنی ہے؟ کیا وہ پھولوں سے بھرے بہتے پانی میں اپنی شکل دیکھنے

والی ہریالی ڈالی ہے؟ کیا وہ بل کھائی ہوئی زلف ہے؟ کیا وہ سرمئی آنکھ ہے؟ یا آنکھوں کا گلابی ڈورا ہے؟ یا نکیلی پلک ہے؟ یا گلابی رخسار ہے؟ یا سرد ہے یا چکور ہے یا چکوا ہے یا چکوی ہے؟"

(فن و شخصیت خواجہ حسن نظامی ص 1260 از ڈاکٹر امام مرتضیٰ نقوی۔ ناشر اردو اکیڈمی سندھ سال اشاعت 1991ء)

یاد رہے جناب خواجہ صاحب نے یہ قلمی خاکہ سالنامہ میلادی جنتری 1936ء ص 165 پر شائع کیا تھا۔

حضرت مسیح موعود کا پیش فرمودہ وجد آفریں تصور

حضرت مسیح موعود اس یقین محکم پر قائم تھے کہ آپ کمال محمد ﷺ کے غیر محدود اور ناپیدا کنار سمندر کا صرف ایک قطرہ ہیں۔ آپ کا دعویٰ تھا کہ "یہ عاجز... اس جلیل الشان نبی کے **احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سید الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے۔**"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد 1 ص 572)

آپ نے اپنے مقصد بعثت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے دنیا بھر میں منادی کی کہ

"فلاسفر... آسمان اور زمین کو دیکھ کر اور دوسری مصنوعات کی ترتیب ابلغ و محکم پر نظر کر کے صرف اتنا بتاتا ہے کہ کوئی صانع ہونا چاہئے مگر میں **اس سے بلند تر مقام** پر لے جاتا ہوں اور اپنے ذاتی تجربوں کی بناء پر کہتا ہوں کہ **خدا ہے۔**"

(امریکی سیاح ڈکسن سے گفتگو مطبوعہ ملفوظات جلد دوم طبع دوم ص 12)

حضرت اقدس عہد عاضر میں خدائے عزوجل کے بے مثال عاشق تھے اور اس کی چہرہ نمائی اور ربانی تجلیات کا روحانی مرکز بھی۔ خود فرماتے ہیں۔

ہر اک عاشق نے ہے اک بت بنایا
ہمارے دل میں یہ دلبر سمایا

وہی آرام جاں اور دل کو بھایا
وہی جس کو کہیں رب البرایا

ہوا ظاہر وہ مجھ پر بالایادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

آپ کے قلم سے خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کا وجد آفریں، دلکش اور روح پرور تصور ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:

"ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا۔ اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ پہلے بولتا تھا۔ اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ بلکہ وہ سنتا اور بولتا بھی ہے۔ اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔ وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں۔ وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور جس کا کوئی ہمتا نہیں۔ جس کا کوئی ہم صفات نہیں۔ اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں۔ وہ قریب ہے باوجود دور ہونے کے اور دور ہے باوجود نزدیک ہونے کے۔ وہ تمثل کے طور پر اہل کشف پر اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے مگر اس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے۔ اور وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اور بھی ہے اور وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامد حقہ کا اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام طاقتوں کا اور مبدء ہے تمام فیضوں کا اور مرجع ہے ہر ایک شئی کا۔ اور مالک ہے ہر ایک ملک کا اور متصف ہے ہر ایک کمال سے اور منزہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے۔ اور مخصوص ہے اس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسی کی عبادت کریں اور اس کے آگے کوئی بات بھی ان ہونی نہیں۔ اور تمام روح اور اس کی طاقتیں اور تمام ذرات اور ان کی طاقتیں اسی کی پیدائش ہیں۔ اس کے بغیر کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی۔ وہ اپنی طاقتوں اور اپنی قدرتوں اور اپنے نشانوں سے اپنے تئیں آپ ظاہر کرتا ہے۔ اور اس کو اسی کے ذریعہ سے ہم پا سکتے ہیں۔ اور وہ راستبازوں پر ہمیشہ اپنا وجود ظاہر کرتا رہتا ہے اور اپنی قدرتیں ان کو دکھلاتا ہے۔ اسی سے وہ شناخت کیا جاتا اور اسی سے اس کی پسندیدہ راہ شناخت کی جاتی ہے۔

وہ دیکھتا ہے بغیر جسمانی آنکھوں کے۔ اور سنتا ہے بغیر جسمانی کانوں کے اور بولتا ہے بغیر جسمانی زبان کے۔ اسی طرح نیستی سے ہستی کرنا اس کا کام ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ خواب کے نظارہ میں بغیر کسی مادہ کے ایک عالم پیدا کر دیتا ہے۔ اور ہر ایک فانی اور معدوم کو موجود دکھلا دیتا ہے۔ پس اسی طرح اس کی تمام قدرتیں ہیں۔ نادان ہے وہ جو اس کی قدرتوں سے انکار کرے۔ اندھا ہے وہ جو اس کی عمیق طاقتوں سے بے خبر ہے۔ وہ سب کچھ کرتا ہے اور کر سکتا ہے بغیر ان امور کے جو اس کی شان کے مخالف ہیں یا اس کے مواعید کے برخلاف ہیں اور وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں اور اس تک پہنچنے

کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ قرآن مجید نے کھولا ہے اور تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گزر چکی ہیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں کیونکہ

نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں۔"

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 ص 309 تا 311)

رب العرش کا مندرجہ بالا روح پرور اور حق و معرفت سے لبریز تصور کتاب اللہ اور آنحضرت ﷺ کی مقدس احادیث کا نہایت لطیف اور جامع خلاصہ ہے۔

سورہ فاتحہ میں دلکش نقشہ

حضرتِ احدیت

قرآن مجید کے تمام مضامین پوری شان جامعیت کے ساتھ سورۃ فاتحہ میں موجود ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اس مبارک سورۃ کی پر معارف تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

سورۃ فاتحہ میں اس خدا کا نقشہ دکھایا گیا ہے جو قرآن شریف منوانا چاہتا ہے اور جس کو وہ دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ چنانچہ اس کی چار صفات کو ترتیب وار بیان کیا ہے۔ جو امہات الصفات کہلاتی ہیں جیسے سورۃ الفاتحہ ام الکتاب ہے۔ ویسے ہی جو صفات اللہ تعالیٰ کی اس میں بیان کی گئی ہیں وہ بھی ام الصفات ہی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ رب العالمین۔ الرحمٰن۔ الرحیم۔ مالک یوم الدین۔ ان صفات اربعہ پر غور کرنے سے خدا تعالیٰ کا گویا چہرہ نظر آجاتا ہے۔ ربوبیت کا فیضان بہت ہی وسیع اور عام ہے اور اس میں کل مخلوق کی کل حالتوں میں تربیت اور اس کی تکمیل کے تکفل کی طرف اشارہ ہے۔ غور تو کرو جب انسان اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر سوچتا ہے تو اس کی امید کس قدر وسیع ہو جاتی ہے۔ اور پھر رحمانیت یہ ہے کہ بدوں کسی عمل عامل کے ان اسباب کو مہیا کرتا ہے جو بقائے وجود کے لئے ضروری ہیں۔ دیکھو چاند، سورج، ہوا، پانی وغیرہ بدوں ہماری دعا اور التجا کے اور بغیر ہمارے کسی عمل اور فعل کے اس نے ہمارے وجود کے بقا کے لئے کام میں لگا رکھے ہیں اور پھر رحیمیت یہ ہے کہ اعمال کو ضائع نہ کرنے اور مالکیت یوم الدین..... بامراد کرتی ہے۔ دنیا کی گورنمنٹ کبھی اس امر کا ٹھیکہ نہیں لے سکتی کہ ہر ایک بی اے پاس کرنے والے کو ضرور نوکری دے گی مگر خدا تعالیٰ کی گورنمنٹ کامل گورنمنٹ اور لاانتہا خزائن کی مالک ہے۔ اس کے حضور کوئی کمی نہیں۔ کوئی عمل کرنے والا ہو۔ وہ سب کو فائز المرام کرتا ہے....(پس)

خوب یاد رکھو کہ یہ امہات الصفات روحانی طور پر خدا نما تصویر ہیں۔ ان پر غور کرتے ہی معاً خدا سامنے ہو جاتا ہے اور روح ایک لذت کے ساتھ اچھل کر اس کے سامنے سربسجود ہو جاتی ہے۔"

((تفسیر "سورہ فاتحہ" ص 111، 112 (الحکم 31۔ اگست 1901ء)

حدیث قدسی میں ام الصفات کی شاندار تشریح

ام الصفات جس درجہ وسعت و کثرت سے اولین و آخرین پر جلوہ گر ہیں ان کی شاندار تشریح آنحضرت ﷺ کی درج ذیل حدیث قدسی میں ملتی ہے۔

(ترجمہ)

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اے میرے بندو! تم سب قصوروار ہو مگر وہ جسے میں بچالوں، تم مجھ سے بخشش طلب کیا کرو۔ میں تمہیں بخش دوں گا۔ جو شخص یہ جانتا ہے کہ مجھے بخشش کی طاقت ہے پھر مجھ سے بخشش مانگتا ہے تو میں اسے بخش دیتا ہوں اور کوئی پروا نہیں کرتا، تم سب گم کردہ راہ ہو مگر وہ جس کو میں راہ دکھلاؤں۔ تم مجھ سے ہدایت مانگا کرو۔ میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ تم سب محتاج ہو مگر وہ جس کو میں بے نیاز کردوں۔ تم مجھ سے مانگو۔ میں تمہیں بے نیاز کروں گا۔ اگر تمہارے اگلے پچھلے (اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ انسان اور جن چھوٹے اور بڑے مرد اور عورتیں) زندہ اور مردہ تر اور خشک سب مل کر میرے بندوں میں سب سے زیادہ شقی القلب بندہ کی طرح ہو جائیں تو میری سلطنت میں مچھر کے پر کے برابر کوئی کمی نہیں آسکتی اور اگر سب کا دل متقی سے متقی انسان کی طرح ہو جائے تو میری سلطنت میں ایک مچھر کے پر کے برابر زیادتی نہیں ہو سکتی۔

اگر تمہارے اول و آخر (اور ایک روایت میں انسان و جن، چھوٹے اور بڑے، مرد و زن) زندہ اور مردہ، تر اور خشک سب جمع ہوں اور ان میں سے ہر سائل کو میں اس کی منہ مانگی مراد دے دوں تو بھی میرے خزانہ میں کچھ کمی نہ آئے گی۔ جیسا کہ تم میں کوئی شخص سمندر کے کنارے گزرے اور اس میں سوئی ڈبو کر نکال

لے (تو سمندر میں کوئی کمی نہیں آتی) اسی طرح میری سلطنت میں بھی کچھ کمی نہیں آئے گی۔

یہ اس لئے کہ میں سخی ہوں، بزرگی والا ہوں، بے نیاز ہوں۔ بات میری بخشش اور بات میرا عذاب ہے اور ایک اور روایت میں ہے، میری بات (میں) میری بخشش (ہے) اور میری بات (میں) میرا عذاب ہے (کچھ کرنا نہیں پڑتا) اور جب میں کسی چیز کے کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو صرف یہ کہہ دیتا ہوں کہ موجود ہو جا، وہ موجود ہو جاتی ہے۔

(مسلم، ترمذی۔ مسند احمد بن حنبل۔ ترجمان السنہ جلد اول ص299۔300 مؤلفہ مولانا محمد بدر عالم صاحب ناشر ندوۃ المصنفین دہلی 1948ء)

اسماء الٰہیہ کئی لاکھ ہیں

احادیث نبوی سے ننانوے ناموں کے علاوہ جن اسماء الٰہی کا پتہ چلتا ہے۔ ان میں سے بعض یہ ہیں:۔

ابد۔ البرھان۔ الدھر۔ القسط۔ المولیٰ۔ الخلیفہ۔ الرفیق۔ الفاتن۔ الجمیل۔ الدائم۔ الناظر۔ القدیم۔ الوتر۔ المقوم۔ الجواد۔

(المعجم المفہرس" ص زیر لفظ اللہ جلد1 ص79 مطبوعہ لیڈن 1936ء انتخاب احادیث (جعفر شاہ تھانیسری)

سیدنا حضرت مسیح موعود کو الہاماً اللہ تعالیٰ کے دو نام بتلائے گئے۔ یعنی عاج اور الصاعقة (عاج یعنی مجیب اور پرورش کرنے والا۔ تذکرہ طبع سوم ص101، 447)

الغرض اسماء الٰہی کی کوئی حد و نہایت نہیں ہے اور بڑے بڑے ائمہ، اور محدثین مثلاً حضرت عبدالعزیز بن یحییٰ" ۔ حضرت ابوبکر بن عربی" ۔ حضرت امام نووی" ۔ حضرت حافظ ابن حجر" ۔ حضرت امام خطابی"، حضرت ابن تیمیہ" اور حضرت قرطبی" نے بھی تصریح فرمائی ہے کہ اسمائے الٰہی ننانوے میں محصور نہیں۔ ("سیرت النبی" مجلد چہارم ص504 "اللولوء والمرجان" ص285، 286 حاشیہ (محمد فواد عبدالباقی) مورخ اسلام حضرت علامہ علی بن برہان الدین الحلبی" نے "سیرت حلبیہ" جلد1 ص128 میں اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار نام اور خاتمۃ المفسرین حضرت علامہ الشیخ اسماعیلی حقی البروسوی نے "روح البیان" جلد9 ص468 میں چار ہزار نام بتلائے ہیں اور سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ:۔

"خدا تعالیٰ کے ننانوے نام نہیں بلکہ اس کے نام ننانوے ہزار میں بھی ختم نہیں ہوتے عدد محض تقریبی ہے۔ یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں۔ صوفیاء یا گزشتہ انبیاء نے ذہن نشین کرنے کے لئے یہ اصطلاح وضع کر دی کیونکہ ان ناموں کا ذکر یہودیوں کی کتابوں میں بھی آتا ہے۔

خدا تعالیٰ کے اگر موٹے موٹے نام بھی گنے جائیں۔ تو بھی ننانوے سے بڑھ جاتے ہیں پھر نام در نام آجاتے ہیں۔ پھر ان کی تشریح آجاتی ہے اور اس طرح یہ نام کئی ہزار یا کئی لاکھ تک جا پہنچتے ہیں۔"

("تعلیم العقائد والاعمال" پر خطبات ص104)

خالق کائنات تک پہنچانے کی خوشخبری

وہ انسان جو قریباً چھ ہزار سال قبل غاروں کی اتھاہ اور تاریک گہرائیوں میں رہتا تھا اب راز کائنات دریافت کرنے کے لئے آسمان کی پہنائیوں میں محو پرواز ہے اور سالہا سال تک اعلیٰ ترین دماغوں کی عرق ریزی اور بے شمار ڈالر صرف کر کے اربوں اور کھربوں تاروں میں سے ہمارے قریب ترین سیارے اور زمین سے قریباً دو لاکھ چالیس ہزار میل پر واقع چاند پر کمند ڈالنے کے بعد مریخ تک پہنچ چکا ہے۔ جس کا فاصلہ ہم سے تقریباً ساڑھے تین کروڑ میل اور سورج سے تقریباً چودہ کروڑ بیس لاکھ میل ہے۔

(معلومات کا انسائیکلوپیڈیا علی ناصر زیدی پروفیسر پاکستان اکیڈمی ص19۔20 ناشر میری لائبریری لاہور)

بلاشبہ جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کی یہ حیرت انگیز کامیابی ہے۔ مگر اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ نے چودہ سو سال قبل اس سے بڑھ کر ہر فرد بشر کو یہ خوشخبری سنائی کہ

ہم تمہیں چاند، مریخ اور سورج بلکہ ہر دو جہان کے خالق و مالک تک پہنچا سکتے ہیں۔

چنانچہ قرآن کریم کا یہ خارق عادت کمال اور علمی معجزہ ہے کہ اس نے جہاں جہاں کائنات عالم کی وسیع سرحدوں، اس کی تسخیر کی جدوجہد اور اس سلسلہ میں آخری زمانہ کی ایجادات کی خبریں دی ہیں وہاں نہایت بلیغ اور پر حکمت اشاروں اور کنایوں اور پیرایوں میں اس بنیادی حقیقت کی طرف بھی ضرور توجہ دلائی ہے کہ دنیا محض کمرہ امتحان اور عارضی اور وقتی اور طفیلی چیز ہے اور شمس و قمر اور دوسرے اجرام بالآخر فنا ہونے والے ہیں اور ازلی اور ابدی اور حیی و قیوم ذات صرف خدا تعالیٰ کی ہے۔ اور یہ کہ اس نے انسانی روح اور فطرت میں ازل سے تسخیر کائنات کا جو بے پناہ ولولہ اور جوش رکھا ہے۔ وہ محبوب حقیقی کی تلاش و جستجو کی طرف راہنمائی کے لئے ہی رکھا ہے۔ اس لئے بنی نوع انسان کا واحد نصب العین یہ ہونا چاہئے کہ وہ کسی طرح اس پوری کائنات کے خالق و مالک

خدا کی عالی بارگاہ تک رسائی حاصل کرلیں۔ اور اس دنیا میں ہی اس کے عرفان اور لقاء اور رؤیت کا شرف انہیں میسر آجائے تا ابدی زندگی پاسکیں۔ چنانچہ سورہ کہف کے آخر میں مغربی اقوام کی ایجادات کی خبر دینے کے بعد اسی دنیا میں دیدار الٰہی کی واضح بشارت دی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اسی دنیا میں خدا کا دیدار نصیب ہو جائے جو حقیقی خدا اور پیدا کنندہ ہے پس چاہئے کہ وہ ایسے نیک عمل کرے جن میں کسی قسم کا فساد نہ ہو ساتھ ہی یہ بھی چاہئے کہ ہر ایک قسم کے شرک سے پرہیز ہو۔ (الکہف: ص111)

اس فرمان ربانی میں جن اعمال صالحہ کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے اس میں عجز و انکسار، خدا تعالیٰ کے فرائض بالخصوص پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی اور اس کے حضور گریہ وزاری لازمی طور پر شامل ہیں۔ حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں۔

"جن کو خدا تعالیٰ نے اپنا درد عطا کیا ہے... یقیناً سمجھے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو عمدہ نعمت دنیا کے لئے لائے **وہ یہی درد اور محبت الٰہی ہے** جس کو خدا اور رسول کی محبت دی گئی اس نے اپنی اصل مراد کو پالیا ہے۔"

(مکتوبات احمد جلد اول ص50)

پھر صلوٰۃ اور دعا میں فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"جب انسان کی دعا محض دنیوی امور کے لئے ہو تو اس کا نام صلوٰۃ نہیں لیکن جب انسان خدا کو ملنا چاہتا ہے اور اس کی رضا کو مد نظر رکھتا ہے اور ادب انکسار تواضع اور نہایت محویت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہو کر اس کی رضا کا طالب ہوتا ہے تب وہ صلوٰۃ میں ہوتا ہے۔ اصل حقیقت دعا کی وہ ہے جس کے ذریعہ سے خدا اور انسان کے درمیان رابطہ تعلق بڑھے۔

یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔"

(بدر 25 مئی 1905ء ص4 تفسیر سورہ البقرہ ص44 ناشر ادارۃ المصنفین ربوہ)

اس ضمن میں حضور نے حقیقی دعا کے فلسفہ پر نہایت اثر انگیز اور انقلاب آفریں انداز میں روشنی ڈالی ہے فرماتے ہیں:۔

"مفارقت میں بھی ایک کشش ہوتی ہے جو محبت کے مدارج عالیہ پر پہنچاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی ایک ذریعہ قرار دیا ہے کیونکہ اس سے قلق اور کرب میں ترقی ہوتی ہے اور روح میں ایک بے قراری اور اضطراب پیدا ہوتا ہے جس سے وہ دعاؤں کی روح اس میں نفخ کی جاتی ہے کہ وہ آستانہ الوہیت پر یارب یارب کہہ کر اور بڑے جوش اور شوق کے ساتھ دوڑتی ہے۔ جیسا کہ ایک بچہ جو تھوڑی دیر کے لئے ماں کی چھاتیوں سے الگ رکھا گیا ہو بے اختیار ہو ہو کر ماں کی طرف دوڑتا اور چلاتا ہے اسی طرح پر بلکہ اس سے بھی بے حد اضطراب کے ساتھ روح اللہ کی طرف دوڑتی ہے اور اس دوڑ دھوپ اور قلق و کرب میں وہ لذت اور سرور ہوتا ہے جس کو ہم بیان نہیں کرسکتے یاد رکھو **روح میں جس قدر اضطراب اور بے قراری خدا تعالیٰ کے لئے ہوگی اسی قدر... ان میں قبولیت کا نفخ ہوگا۔"**

(الحکم 10 جون 1901ء ص4)

سیدنا حضرت مصلح موعود کا ایک صدی پیشتر کا ایک یادگار واقعہ

سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

"1900ء میرے قلب کو (دینی) احکام کی طرف توجہ دلانے کا موجب ہوا ہے اس وقت میں گیارہ سال کا تھا۔ حضرت مسیح موعود کے لئے کوئی شخص چھینٹ کی قسم کے کپڑے کا ایک جبہ لایا تھا۔ میں نے آپ سے وہ جبہ لے لیا تھا کسی اور خیال سے نہیں بلکہ اس لئے کہ اس کا رنگ اور اس کے نقش مجھے پسند تھے۔ میں اسے پہن نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے دامن میرے پاؤں سے نیچے لٹکتے رہتے تھے۔ جب میں گیارہ سال کا ہوا اور 1900ء نے دنیا میں قدم رکھا۔ تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں خدا تعالیٰ پر کیوں ایمان لاتا ہوں۔ اس کے وجود کا کیا ثبوت ہے۔ میں دیر تک رات کے وقت اس مسئلہ پر سوچتا رہا۔ آخر دس گیارہ بجے میرے دل نے فیصلہ کیا کہ ہاں ایک خدا ہے وہ گھڑی میرے لئے کیسی خوشی کی گھڑی تھی۔ جس طرح ایک بچہ کو اس کی ماں مل جائے۔ تو اسے خوشی ہوتی ہے اسی طرح مجھے خوشی تھی۔ کہ میرا پیدا کرنے والا مجھے مل گیا۔ سماعی ایمان علمی ایمان سے تبدیل ہو گیا میں اپنے جامہ میں پھولا نہیں سماتا تھا۔ میں نے اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ایک عرصہ تک کرتا رہا۔ کہ خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق کبھی شک پیدا نہ ہو اس وقت میں گیارہ سال کا تھا.... مگر آج بھی اس دعا کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ میں آج بھی یہی کہتا ہوں خدایا تیری ذات کے متعلق مجھے کبھی شک پیدا نہ ہو۔ ہاں اس وقت میں بچہ تھا اب مجھے زائد تجربہ ہے اب میں اس قدر زیادتی کرتا ہوں کہ خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق حق الیقین پیدا ہو۔

جب میرے دل میں خیالات کی وہ موجیں پیدا ہونی شروع ہوئیں۔ جن کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے تو ایک دن ضحیٰ کے وقت یا اشراق کے وقت میں نے وضو کیا۔ اور وہ جبہ اس وجہ سے نہیں کہ خوبصورت ہے بلکہ اس وجہ سے کہ حضرت مسیح موعود کا ہے اور متبرک ہے۔ یہ پہلا احساس میرے دل میں خدا تعالیٰ کے فرستادہ کے مقدس

ہونے کا تھا پہن لیا۔
تب میں نے اس کوٹھڑی کا جس میں میں رہتا تھا۔ دروازہ بند کر لیا اور ایک کپڑا بچھا کر نماز پڑھنی شروع کی۔

اور میں اس میں خوب رویا خوب رویا۔ خوب رویا اور اقرار کیا کہ اب نماز کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ اس گیارہ سال کی عمر میں مجھ میں کیسا عزم تھا۔ اس اقرار کے بعد میں نے کبھی نماز نہیں چھوڑی۔ گو اس نماز کے بعد کئی سال بچپن کے زمانہ کے ابھی باقی تھے۔ میرا وہ عزم میرے آج کے ارادوں کو شرماتا ہے۔

مجھے نہیں معلوم میں کیوں رویا۔ فلسفی کہے گا اعصابی کمزوری کا نتیجہ ہے مذہبی کہے گا تقویٰ کا جذبہ تھا۔ مگر میں جس سے یہ واقعہ گزرا کہتا ہوں مجھے معلوم نہیں۔ میں کیوں رویا؟ ہاں یہ یاد ہے کہ اس وقت میں اس امر کا اقرار کرتا تھا کہ پھر کبھی نماز نہیں چھوڑوں گا اور وہ رونا کیسا بابرکت ہوا۔ وہ افسردگی کیسی راحت بن گئی جب اس کا خیال کرتا ہوں۔ تو سمجھتا ہوں کہ وہ آنسو ہسٹیریا کے دورہ کا نتیجہ نہ تھے پھر وہ کیا تھے؟ میرا خیال ہے وہ شمس روحانی کی گرم کر دینے والی کرنوں کا گرایا ہوا پسینہ تھے۔ وہ مسیح موعود کے کسی فقرہ یا کسی نظر کا نتیجہ تھے۔ اگر یہ نہیں تو میں نہیں کہہ سکتا کہ پھر وہ کیا تھے۔

(الحکم قادیان جوبلی نمبر دسمبر 1939ء ص 9)

دیدار الٰہی کے لئے سیر روحانی کی عالمگیر آفاقی تحریک

یہ مضمون سراسر تشنہ بلکہ قطعی طور پر بالکل ناتمام اور غیر مکمل رہے گا اگر آخر میں یہ نہ بتایا جائے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ دور حاضر کے واحد اور منفرد و ممتاز بطل جلیل ہیں جنہوں نے بیسویں صدی میں ایک طرف دنیا بھر کے دہریوں، فلاسفروں اور بدمذہبوں پر براہین قاطعہ اور دلائل حقہ اور آسمانی نشانوں سے اتمام حجت کی اور دوسری طرف دیدار الٰہی کے لئے سیر روحانی کی عالمگیر آفاقی تحریک فرمائی چنانچہ آپ نے پوری قوت و شوکت سے دنیا بھر میں اعلان فرمایا کہ:۔

"میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے۔ اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولت مند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ ان کی تاریکی اور تنگ گذرانی پر میری جان گھٹتی جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے ان کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہران کو اتنے ملیں کہ ان کے دامن استعداد پر ہو جائیں۔"

(اربعین نمبر روحانی خزائن جلد 17 ص 344، 345)

نیز فرمایا:۔
"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔"

(کشتی نوح طبع اول ص 19-20 روحانی خزائن جلد 19 ص 21-22)

حضرت اقدس نے خصوصاً جماعت احمدیہ کو خطاب کرتے ہوئے ہر احمدی کو یہ خوشخبری دی کہ

"میں خدا کی منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے کینہ وری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔

تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔"

(الوصیت روحانی خزائن جلد 20 ص 308، 309)

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا   بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

صفات باری تعالیٰ حضرت مسیح موعود کی ایمان افروز تحریرات کی روشنی میں

انہی صفات کے فیض سے کائنات کی تمام اشیاء مختلف استعدادوں اور قابلیتوں سے متصف ہو کر اپنے کمالات کو پہنچ رہی ہیں

مرتبہ: مکرم عبدالستار خان صاحب

اللہ تعالیٰ تمام صفات کاملہ کا مجموعہ ہے۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر صفات الٰہیہ کے حقائق و معارف۔ ان کی برکات اور اپنانے کے طریق دلکش انداز میں بیان فرمائے ہیں۔ آپ نے اپنی کتب اور ملفوظات میں متعدد صفات باری تعالیٰ پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے جن میں سے صرف چند صفات باری تعالیٰ کا انتخاب آپ کی پاکیزہ تحریرات میں سے پیش خدمت ہے۔

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چمکار کا

صفات الٰہیہ کی دو اقسام

خدا تعالیٰ کی صفات دو قسم کی ہیں ایک ذاتی دوسری اضافی۔ ذاتی صفات ان صفات کا نام ہے جو بغیر حاجت وجود مخلوق کے پائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ اس کی وحدانیت اس کا علم اس کا تقدس اور اضافی صفات ان صفات کا نام ہے جن کا تحقق اور وجود خارج میں پایا جانا مخلوق کے وجود کے بعد ہوتا ہے جیسے خدا تعالیٰ کی خالقیت، رازقیت، رحمت اور اس کا تواب ہونا اور اس کی صفت مکالمہ و مخاطبہ۔

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 ص 184)

سورۃ فاتحہ میں موجود چار صفات

تمام تعریفیں اور تمام مدح اور تمام استت اور مہما خدا کے لئے مسلم اور مخصوص ہے جو تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے پرورش کرنے والا ہے۔ کوئی چیز بھی ایسی نہیں کہ جو اس کی پیدا کردہ نہیں اور اس کی پرورش کردہ نہیں۔ وہ رحمٰن ہے۔ یعنی وہ بغیر عوض اعمال کے اپنے تمام بندوں کو خواہ کافر ہیں خواہ مومن اپنی نعمتیں دیتا ہے۔ اور ان کی آسائش اور آرام کے لئے بے شمار نعمتیں ان کو عطا کر رکھی ہیں۔ اور وہ رحیم ہے یعنی پہلے تو وہ اپنی رحمانیت سے جس میں انسان کی کوشش کا دخل نہیں ایسے قویٰ اور طاقتیں اپنے بندوں کو عطا کرتا ہے جن سے نیک اعمال بجا لاسکیں اور تکمیل اعمال کے لئے ہر ایک قسم کے اسباب مہیا کر دیتا ہے۔ اور پھر جب اس کی رحمانیت سے انسان اس لائق ہو جاتا ہے کہ اعمال نیک بجا لاسکے تو ان اعمال کی جزا کے لئے خدا تعالیٰ کا نام رحیم ہے۔ اور جب انسان خدا تعالیٰ کی رحیمیت سے فیضیاب ہو کر اس لائق ہو جاتا ہے کہ اس کی طرف سے ابدی انعام و اکرام پاوے تو اس ابدی انعام و اکرام کے دینے کے لئے خدا تعالیٰ کا نام مالک یوم الدین ہے۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 206)

الرَّب

جامع صفت

"وہ رب العالمین ہے یعنی جہاں تک آبادیاں ہیں اور جہاں تک کسی قسم کی مخلوق کا وجود موجود ہے۔ خواہ اجسام خواہ ارواح ان سب کا پیدا کرنے والا اور پرورش کرنے والا خدا ہے جو ہر وقت ان کی پرورش کرتا اور ان کے مناسب حال ان کا انتظام کر رہا ہے۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 ص 42)

دیکھو یہ لفظ رب العالمین کیا جامع کلمہ ہے۔ اگر ثابت ہو کہ اجرام فلکی میں آبادیاں ہیں تب بھی وہ آبادیاں اس کلمہ کے نیچے آئیں گی۔"

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 حاشیہ ص 42)

الرُحمان

رحمان کے معنی

"رحمان کے معنی (۔) یہ ہیں کہ جس قدر جاندار ہیں خواہ ذی شعور اور خواہ غیر ذی شعور اور خواہ نیک اور خواہ بد ان سب کے قیام اور بقاء وجود اور بقائے نوع کے لئے ان کی تکمیل کے لئے خدائے تعالیٰ نے اپنی رحمت عامہ کی رو سے ہر ایک قسم کے اسباب مطلوبہ میسر کر دیئے ہیں اور ہمیشہ میسر کرتا رہتا ہے اور یہ عطیہ محض ہے کہ جو کسی عامل کے عمل پر موقوف نہیں۔"

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 ص 437)

الرحیم

رحیم کا مطلب

"الرحیم یعنی وہ خدا نیک عملوں کی نیک تر جزا دیتا ہے۔ اور کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا اور اس کام کے لحاظ سے رحیم کہلاتا ہے اور یہ صفت رحیمیت کے نام سے موسوم ہے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 ص 373)

ظہور رحیمیت کا وقت

"خدا کی رحیمیت تب ظہور کرتی ہے کہ جب انسان سب توفیقوں کو پا کر خداداد قوتوں کو کسی فعل کے انجام کے لئے حرکت دیتا ہے اور جہاں تک اپنا زور اور طاقت اور قوت ہے خرچ کرتا ہے تو اس وقت عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ اس کی کوششوں کو ضائع ہونے نہیں دیتا بلکہ ان کوششوں پر ثمرات حسنہ مترتب کرتا ہے پس یہ اس کی سراسر رحیمیت ہے کہ جو انسان کی مردہ محنتوں میں جان ڈالتی ہے۔"

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر1 ص 400 حاشیہ نمبر11)

مالک یوم الدین

مالک کے لغوی معنے

"مالک لغت عرب میں اس کو کہتے ہیں جس کا اپنے مملوک پر قبضہ تامہ ہو اور جس طرح چاہے اپنے تصرف میں لا سکتا ہو۔ اور بلا اشتراک غیر، اس پر حق رکھتا ہو۔ اور یہ لفظ حقیقی طور پر یعنی بلحاظ اس کے معنوں کے بجز خدا تعالیٰ کے کسی دوسرے پر اطلاق نہیں پا سکتا۔ کیونکہ قبضہ تامہ اور تصرف تام اور حقوق تامہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی کے لئے مسلم نہیں۔"

(منن الرحمان۔ روحانی خزائن جلد 9 حاشیہ ص 152)

مالک اسی کو کہتے ہیں کہ دونوں پہلوؤں سزا اور درگزر اور عطا اور ترک عطا پر قادر ہو۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 28)

النور

آسمان و زمین کا نور

"خدا آسمان و زمین کا نور ہے یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے خواہ وہ ارواح میں ہے خواہ اجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے خواہ خارجی، اسی کے فیض کا عطیہ ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے اسی کی ہستی حقیقی تمام عالم کی قیوم اور تمام زیر و زبر کی پناہ ہی وہی ہے جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانہ عدم سے باہر نکالا اور خلعت وجود بخشا۔ بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حد ذاتہٖ واجب اور قدیم ہو یا اس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور روح اور جسم سب اسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں"

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر1 ص 191-192 حاشیہ نمبر11)

سب نوروں کا منبع

"اللہ کا اسم تب متحقق ہوتا ہے کہ جب تمام صفات کاملہ اس میں پائی جائیں پس جبکہ ہر ایک قسم کی خوبی اس میں پائی گئی تو حسن اس کا ظاہر

خدا سے تعلق نہ چھوڑنا چاہئے جو زندگی موت کی حالت میں ہم سے جدا نہیں ہو سکتا۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الاول)

ہے۔ اسی حسن کے لحاظ سے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا نام نور ہے جیسا کہ فرمایا ہے اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض یعنی اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے ہرایک نور اسی کے نور کا پرتوہ ہے۔"

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد نمبر14 ص 247)

الحی القیوم

اسم اعظم

"اللہ حی وقیوم بالاتفاق خدا کا اسم اعظم ہے جس کے معنے ہیں روحانی اور جسمانی طور پر زندہ کرنے والا اور ہر دو قسم کی زندگی کا دائمی سہارا اور قائم بالذات اور سب کو اپنی ذاتی کشش سے قائم رکھنے والا۔"

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر17 ص 268)

ازلی ابدی خدا

وہ زندہ ازلی ابدی ہے اور سب چیزوں کا وہی قیوم ہے یعنی قیام اور بقا ہر چیز کا اسی کے بقا اور قیام سے ہے اور وہی ہر چیز کو ہر دم تھامے ہوئے ہے نہ اس پر اونگھ طاری ہوتی ہے نہ نیند اسے پکڑتی ہے یعنی حفاظت مخلوق سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔ پس جب کہ ہر ایک چیز کی قائمی اسی سے ہے پس ثابت ہے کہ ہرایک مخلوقات آسمانوں کا اور مخلوقات زمین کا وہی خالق ہے۔ اور وہی مالک ہے۔

(پرانی تحریریں۔ روحانی خزائن جلد 2 ص 16)

قیوم کے معنے

"قیوم اسے کہتے ہیں کہ جس کا بقاء اور حیات دوسری چیزوں کے بقاء اور حیات اور ان کے کل مایحتاج کے حصول کا شرط ہو اور شرط کے یہ معنے ہیں کہ اگر اس کا عدم فرض کیا جاوے تو ساتھ ہی مشروط کا عدم فرض کرنا پڑے جیسے کہیں کہ اگر خدائے تعالیٰ کا وجود نہ ہو تو کسی چیز کا وجود نہ ہو۔ پس یہ قول اگر خدائے تعالیٰ کا وجود نہ ہو تو کسی چیز کو وجود نہ ہو بعینہ اس قول کے مساوی ہے کہ خدائے تعالیٰ کا وجود نہ ہوتا تو کسی چیز کا وجود نہ ہوتا پس اس سے ثابت ہوا کہ خدائے تعالیٰ کا وجود دوسری چیزوں کے وجود کا علت ہے"

(پرانی تحریریں روحانی خزائن جلد نمبر2 ص 19)

القادر

خدا ہر چیز پر قادر ہے

"ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اس کے ہو گئے ہیں۔ وہ غیروں پر جو اس کی قدرت پر یقین نہیں رکھتے اور اس کے صادق و وفادار نہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا ہی بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔"

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 ص 20)

قدرت کاملہ غیر محدود ہے

"ربوبیت تامہ اور قدرت کاملہ وہ ہے کہ جو اس ذات غیر محدود کی طرح غیر محدود ہے اور کوئی انسانی قاعدہ اور قانون اس پر احاطہ نہیں کر سکتا۔ ؎

نہیں محصور ہرگز راستہ قدرت نمائی کا
خدا کی قدرتوں کا حصر دعویٰ ہے خدائی کا

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد1 ص 476۔ حاشیہ)

الغفور۔الغفار

لغوی معنے

"لغت میں مغفرت ایسے ڈھانکنے کو کہتے ہیں جس سے انسان آفات سے محفوظ رہے اسی وجہ سے مغفر جو خود کے معنی رکھتا ہے اسی میں سے نکالا گیا ہے اور مغفرت مانگنے سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ جس بلا کا خوف ہے یا جس گناہ کا اندیشہ ہے خدا تعالیٰ اس بلا یا اس گناہ کو ظاہر ہونے سے روک دے اور ڈھانکے رکھے۔"

(نور القرآن۔ روحانی خزائن جلد نمبر9 ص 35)

دائمی خاصہ

وہ غفور رحیم ہے یعنی اس کی مغفرت سرسری اور اتفاقی نہیں بلکہ وہ اس کی ذات قدیم کی صفت قدیم ہے جس کو وہ دوست رکھتا ہے اور جو ہر قابل پر اس کا فیضان چاہتا ہے یعنی جب کبھی کوئی بشر بروقت صدور لغزش و گناہ بہ ندامت و توبہ خدا کی طرف رجوع کرے تو وہ خدا کے نزدیک اس قابل ہو جاتا ہے کہ رحمت اور مغفرت کے ساتھ خدا اس کی طرف رجوع کرے اور یہ رجوع الٰہی بندہ نادم اور تائب کی طرف ایک یا دو مرتبہ میں محدود نہیں بلکہ یہ خدائے تعالیٰ کی ذات میں خاصہ دائمی ہے اور جب تک کوئی گنہگار توبہ کی حالت میں اس کی طرف رجوع کرتا ہے وہ خاصہ اس کا ضرور اس پر ظاہر ہوتا رہتا ہے پس خدا کا قانون قدرت یہ نہیں ہے کہ جو ٹھوکر کھانے والی طبیعتیں ہیں وہ ٹھوکر نہ کھاویں یا جو لوگ قوئ بہیمیہ یا غضبیہ کے مغلوب ہیں ان کی فطرت بدل جاوے بلکہ اس کا قانون جو قدیم سے بندھا چلا آتا ہے۔ یہی ہے کہ ناقص لوگ جو بہ مقتضائے اپنے ذاتی نقصان کے گناہ کریں وہ توبہ اور استغفار کر کے بخشے جائیں۔"

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد1 ص 177 حاشیہ نمبر11)

التواب

تواب کا مطلب

قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کا نام بھی تواب ہے یعنی بہت رجوع کرنے والا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب انسان گناہوں سے دستبردار ہو کر صدق دل سے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس سے بڑھ کر اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور یہ امر سراسر قانون قدرت کے مطابق ہے کیونکہ جب کہ خدا تعالیٰ نے نوع انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ جب ایک انسان سچے دل سے دوسرے انسان کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس کا دل بھی اس کے لئے نرم ہو جاتا ہے تو پھر عقل کیونکر اس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ بندہ تو سچے دل سے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ مگر خدا اس کی طرف رجوع نہ کرے۔ بلکہ خدا کی ذات نہایت کریم و رحیم واقع ہوئی ہے۔ وہ بندہ سے بہت زیادہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اسی لئے قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کا نام جیسا کہ میں نے ابھی لکھا ہے تواب ہے یعنی بہت رجوع کرنے والا۔ سو بندہ کا رجوع تو پشیمانی اور ندامت اور تذلل اور انکسار کے ساتھ ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا رجوع رحمت اور مغفرت کے ساتھ۔ اگر رحمت خدا تعالیٰ کی صفات میں سے نہ ہو تو کوئی مخلصی نہیں پا سکتا۔

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 ص 133)

الھادی

روحانی معلموں کا سلسلہ

جب ہم قرآن پر نظر ڈالتے ہیں اور غور کی نگہ سے اس کو دیکھتے ہیں تو وہ بھی بآواز بلند یہی فرما رہا ہے کہ روحانی معلموں کا ہمیشہ کے لئے ہونا اس کے ارادہ قدیم میں مقرر ہو چکا ہے۔ دیکھو اللہ جل شانہ فرماتا ہے (۔) یعنی جو چیز انسانوں کو نفع پہنچاتی ہے وہ زمین پر باقی رہتی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ دنیا میں زیادہ تر انسانوں کو نفع پہنچانے والے گروہ انبیاء ہیں کہ جو خوارق سے ' معجزات سے ' پیشگوئیوں سے ' حقائق سے ' معارف سے ' اپنی راستبازی کے نمونہ سے انسانوں کے ایمان کو قوی کرتے ہیں۔ اور حق کے طالبوں کو دینی نفع پہنچاتے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ دنیا میں کچھ بہت مدت تک نہیں رہتے بلکہ تھوڑی سی زندگی بسر کر کے اس عالم سے اٹھائے جاتے ہیں لیکن آیت کے مضمون میں خلاف نہیں۔ اور ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ کا کلام خلاف واقع ہو پس انبیاء کی طرف نسبت دے کر معنی آیت کے یوں ہوں گے کہ انبیاء من حیث الظل باقی رکھے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ظلی طور پر ہر یک ضرورت کے وقت میں کسی اپنے بندہ کو ان کی نظیر اور مثیل پیدا کر دیتا ہے۔ جو انہیں کے رنگ میں ہو کر ان کی دائمی زندگی کا موجب ہوتا ہے اور اسی ظلی وجود کو قائم رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ دعا سکھلائی ہے (۔) یعنی اے خدا ہمیں وہ سیدھی راہ دکھا جو تیرے ان بندوں کی راہ ہے۔ جن پر تیرا انعام ہے اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کا انعام جو انبیاء پر ہوا تھا جس کے مانگنے کے لئے اس دعا میں حکم ہے.... پس اس آیت سے بھی کھلے کھلے طور پر یہی ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ (امت محمدیہ) کو ظلی طور پر تمام انبیاء کا وارث ٹھہراتا ہے تا انبیاء کا وجود ظلی طور پر ہمیشہ باقی رہے اور دنیا ان کے وجود سے کبھی خالی نہ ہو۔ اور نہ صرف دعا کے لئے حکم کیا بلکہ ایک آیت میں وعدہ بھی فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے (۔) یعنی جو لوگ ہماری راہ میں جو صراط مستقیم ہے مجاہدہ کریں گے۔ تو ہم ان کو اپنی راہیں بتلا دیں گے اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہیں وہی ہیں جو انبیاء کو دکھلائی گئی تھیں۔

(شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد نمبر 6 ص 351' 352)

السمیع۔ المجیب

صفات الٰہیہ معطل نہیں ہوتیں

یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کے صفات کبھی معطل نہیں ہوتے۔ پس جیسا کہ وہ ہمیشہ سنتا رہے گا۔ ایسا ہی وہ ہمیشہ بولتا بھی رہے گا۔ اس دلیل سے زیادہ تر صاف اور کون سی دلیل ہو سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے سننے کی طرح بولنے کا سلسلہ بھی کبھی ختم نہیں ہو گا۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہے گا جن سے خدا تعالیٰ مکالمات و مخاطبات کرتا رہے گا۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن نمبر 21 ص 355)

المتکلم

زندہ خدا کا کلام

ہمارا زندہ حی وقیوم خدا ہم سے انسان کی طرح باتیں کرتا ہے۔ ہم ایک بات پوچھتے اور دعا کرتے ہیں۔ تو وہ قدرت کے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ جواب دیتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ ہزار مرتبہ تک بھی جاری رہے تب بھی وہ جواب دینے سے اعراض نہیں کرتا۔ وہ اپنے کلام میں عجیب در عجیب غیب کی باتیں ظاہر کرتا ہے اور خارق عادت قدرتوں کے نظارے دکھلاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ یقین کرا دیتا ہے کہ وہ وہی ہے جس کو خدا کہنا چاہئے۔ دعائیں قبول کرتا ہے اور قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے۔ وہ بڑی بڑی مشکلات حل کرتا ہے اور جو مُردوں کی طرح بیمار ہوں ان کو بھی کثرت دعا سے زندہ کر

دیتا ہے۔ اور یہ سب ارادے قبل از وقت اپنے کلام سے بتلا دیتا ہے خدا وہی خدا ہے جو ہمارا خدا ہے وہ اپنے کلام سے جو آئندہ کے واقعات پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہم پر ثابت کرتا ہے۔ کہ زمین و آسمان کا وہی خدا ہے۔
(نسیم دعوت۔ روحانی خزائن جلد 19 ص 448)

ذوالعرش

وہ عرش پر قائم ہے

"وہ (اللہ) سب سے برتر اور تمام مخلوقات سے وراء الوراء مقام پر ہے جس کو شریعت کی اصطلاح میں عرش کہتے ہیں اور عرش کوئی مخلوق چیز نہیں صرف وراء الوراء مرتبہ کا نام ہے نہ یہ کوئی ایسا تخت ہے جس پر خدا تعالیٰ کو انسان کی طرح بیٹھا ہوا تصور کیا جائے بلکہ جو مخلوق سے بہت دور تنزہ اور تقدس کا مقام ہے اس کو عرش کہتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ سب کے ساتھ خالقیت اور مخلوقیت کا تعلق قائم کر کے پھر عرش پر قائم ہو گیا یعنی تمام تعلقات کے بعد الگ الگ رہا اور مخلوق کے ساتھ مخلوط نہیں ہوا۔"
(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن نمبر 23 ص 98)

القہار

قہار کے معنے

"صفت قہاری کے یہ معنے ہیں کہ دوسروں کو اپنے ماتحت میں کر لینا اور ان پر قابض اور متصرف ہو جانا۔ (۔) سب ارواح خدائے تعالیٰ کے ماتحت ہیں کوئی اس کے قبضہ قدرت سے باہر نہیں پس اس سے ثابت ہوا کہ وہ سب حادث اور مخلوق ہیں کوئی ان میں سے خدا اور واجب الوجود نہیں۔"
(پرانی تحریریں۔ روحانی خزائن جلد نمبر 2 ص 7-8)

الواحد۔ الاحد

صفت وحدت

خدا کی صفات میں سے ایک وحدت بھی ہے۔ کیونکہ اس کی ذات کے لئے کسی دوسری چیز کا وجود ضروری نہیں اس لئے وہ بھی زمانہ آئے گا کہ خدا کل نقش موجودات کا مٹا دے گا تا اپنی وحدت کی صفت کو ثابت کرے۔
(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد نمبر 23 حاشیہ ص 169)

اس کی ذات میں وحدت ہے

وہ خدا جس نے تمام اجسام و اجرام کو کروی شکل پر پیدا کر کے اپنے قانون قدرت میں یہ ہدایت منقوش کی کہ اس کی ذات میں کرویت کی طرح وحدت اور یک جہتی ہے اس لئے بسیط چیزوں میں سے کوئی چیز سہ گوشہ پیدا نہیں کی گئی یعنی جو کچھ خدا کے ہاتھ سے پہلے پہلے نکلا جیسے زمین آسمان سورج چاند اور تمام ستارے اور عناصر وہ سب کروی ہیں۔
(مسیح ہندوستان میں۔ روحانی خزائن جلد 15 ص 14-13)

الاحد۔ الصمد

شرکت از روئے حصر عقلی چار قسم پر ہے کبھی شرکت عدد میں ہوتی ہے اور کبھی مرتبہ میں اور کبھی نسب میں اور کبھی فعل میں اور تاثیر میں۔ سو اس سورۃ میں ان چاروں قسموں کی شرکت سے خدا کا پاک ہونا بیان فرمایا اور کھول کر بتلا دیا کہ وہ اپنے عدد میں ایک ہے' دو یا تین نہیں اور وہ صمد ہے یعنی اپنے مرتبہ وجوب اور محتاج الیہ ہونے میں منفرد اور یگانہ ہے اور بجز اس کے تمام چیزیں ممکن الوجود اور ہالک الذات ہیں جو اس کی طرف ہر دم محتاج ہیں اور وہ لم یلد ہے یعنی اس کا کوئی بیٹا نہیں تا بوجہ بیٹا ہونے کے اس کا شریک ٹھہر جائے اور وہ لم یولد ہے یعنی اس کا کوئی باپ نہیں تا بوجہ باپ ہونے کے اس کا کوئی شریک بن جائے اور وہ لم یکن لہ کفواً ہے یعنی اس کے کاموں میں کوئی اس سے برابری کرنے والا نہیں تا باعتبار فعل کے اس کا کوئی شریک قرار پاوے۔ سو اس طور سے ظاہر فرما دیا کہ خدائے تعالیٰ چاروں قسم کی شرکت سے پاک اور منزہ ہے اور وحدہ لاشریک ہے۔
(براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد 1 ص 518 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

القدوس

قدوسیت کا تقاضا

قرآن شریف کی رو سے خدا کے غضب کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ انسان کی طرح اپنی حالت

میں ایک مکروہ تغیر پیدا کر کے خشمناک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ انسان تو غضب کے وقت میں ایک رنج میں پڑ جاتا ہے۔ اور اپنی حالت میں ایک دکھ محسوس کرتا ہے۔ اور اس کا سرور جاتا رہتا ہے۔ مگر خدا ہمیشہ سرور میں ہے۔ اس کی ذات پر کوئی رنج نہیں ہوتا بلکہ اس کے غضب کے یہ معنی ہیں کہ وہ چونکہ پاک اور قدوس ہے اس لئے نہیں چاہتا کہ لوگ اس کے بندے ہو کر ناپاکی کی راہیں اختیار کریں۔ اور تقاضا فرماتا ہے کہ ناپاکی کو درمیان سے اٹھا دیا جاوے۔ پس جو شخص ناپاکی پر اصرار کرتا ہے آخر کار وہ خدائے قدوس اپنے فیض کو جو مدار حیات اور راحت اور آرام ہے۔ اس سے منقطع کر لیتا ہے۔ اور یہی حالت اس نافرمان کے لئے موجب عذاب ہو جاتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک باغ ہے۔ جو ایک نہر کے پانی سے سرسبز اور شاداب ہوتا تھا۔ اور جب باغ والوں نے نہر کے مالک کی اطاعت چھوڑ دی تو مالک نہر نے اس باغ کو اپنے نہر کے پانی سے محروم کر دیا۔ اور بند لگا دیا تب باغ خشک ہو گیا۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 63)

عالم الغیب و الشھادۃ

غیب تو خاصہ خدا کا ہے۔ اور خدا کے پوشیدہ بھیدوں سے نہ کوئی نجومی واقف ہے نہ رمّال نہ فال گیرنہ اور کوئی مخلوق۔ ہاں خدا جو آسمان و زمین کی ہر ایک شدنی سے واقف ہے اپنے کامل اور مقدس رسولوں کو اپنے ارادہ اور اختیار سے بعض اسرار غیبیہ پر مطلع کرتا ہے۔ اور نیز کبھی کبھی جب چاہتا ہے تو اپنے سچے رسول کے کامل تابعین پر جو اہل (۔) ہیں ان کی تابعداری کی وجہ سے اور نیز اس باعث سے کہ وہ اپنے رسول کے علوم کے وارث ہیں۔ بعض اسرار پوشیدہ ان پر بھی کھولتا ہے تا ان کے صدق مذہب پر ایک نشان ہو۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 ص 277 حاشیہ نمبر 1)

چند اجتماعی صفات

الملک القدوس یعنی وہ خدا بادشاہ ہے جس پر کوئی داغ عیب نہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ انسانی بادشاہت عیب سے خالی نہیں۔ اگر مثلاً تمام رعیت جلاوطن ہو کر دوسرے ملک کی طرف بھاگ جاوے تو پھر بادشاہی قائم نہیں رہ سکتی یا اگر مثلاً تمام رعیت قحط زدہ ہو جائے تو پھر خراج شاہی کہاں سے آئے اور اگر رعیت کے لوگ اس سے بحث شروع کر دیں کہ تجھ میں ہم سے زیادہ کیا ہے تو وہ کون سی لیاقت اپنی ثابت کرے۔ پس خدا تعالیٰ کی بادشاہی ایسی نہیں ہے۔ وہ ایک دم میں تمام ملک کو فنا کر کے اور مخلوقات پیدا کر سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا خالق اور قادر نہ ہوتا تو پھر بجز ظلم کے اس کی بادشاہت چل نہ سکتی کیونکہ وہ دنیا کو ایک مرتبہ معافی اور نجات دے کر پھر دوسری دنیا کہاں سے لاتا۔ کیا نجات یافتہ لوگوں کو دنیا میں بھیجنے کے لئے پھر پکڑتا اور ظلم کی راہ سے اپنی معافی اور نجات دہی کو واپس لیتا تو اس صورت میں اس کی خدائی میں فرق آتا اور دنیا کے بادشاہوں کی طرح داغدار بادشاہ ہوتا جو دنیا کے قانون بناتے ہیں بات بات پر بگڑتے ہیں اور اپنی خود غرضی کے وقتوں پر جب دیکھتے ہیں کہ ظلم کے بغیر چارہ نہیں تو ظلم کو شیر مادر سمجھ لیتے ہیں مثلاً قانون شاہی جائز رکھتا ہے کہ ایک جہاز کو بچانے کے لئے ایک کشتی کے سواروں کو تباہی میں ڈال دیا جائے اور ہلاک کیا جائے مگر خدا کو تو یہ اضطرار پیش نہیں آنا چاہئے۔ پس اگر خدا پورا قادر اور عدم سے پیدا کرنے والا نہ ہوتا تو وہ یا تو کمزور راجوں کی طرح قدرت کی جگہ ظلم سے کام لیتا اور یا عادل بن کر خدائی کو ہی الوداع کہتا بلکہ خدا کا جہاز تمام قدرتوں کے ساتھ سچے انصاف پر چل رہا ہے۔

پھر فرمایا

السلام یعنی وہ خدا جو تمام عیبوں اور مصائب اور سختیوں سے محفوظ ہے۔ بلکہ سلامتی دینے والا ہے۔ اس کے معنے بھی ظاہر ہیں کیونکہ اگر وہ آپ ہی مصیبتوں میں پڑتا۔ لوگوں کے ہاتھ سے مارا جاتا اور اپنے ارادوں میں ناکام رہتا تو اس بد نمونہ کو دیکھ کر کس طرح دل تسلی پکڑتے کہ ایسا خدا ہمیں ضرور مصیبتوں سے چھڑا دے گا....

پھر فرمایا

کہ خدا امن کا بخشنے والا اور اپنے کمالات اور توحید پر دلائل قائم کرنے والا ہے اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سچے خدا کا ماننے والا کسی مجلس میں شرمندہ نہیں ہو سکتا اور نہ خدا کے سامنے شرمندہ ہوگا کیونکہ اس کے پاس زبردست دلائل ہوتے ہیں لیکن بناوٹی خدا کا ماننے والا بڑی مصیبت میں ہوتا ہے وہ بجائے دلائل پیش کرنے کے ہر ایک بیہودہ بات کو راز میں داخل کرتا ہے تا ہنسی نہ ہو اور ثابت شدہ غلطیوں کو چھپانا چاہتا ہے۔

اور پھر فرمایا کہ

المھیمن العزیز الجبار المتکبر یعنی وہ سب کا محافظ ہے اور سب پر غالب اور بگڑے ہوئے کا بنانے والا ہے اور اس کی ذات نہایت ہی مستغنی ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 ص 373)

الخالق الباری المصور

وہ ایسا خدا ہے کہ جسموں کا پیدا کرنے والا اور روحوں کا بھی پیدا کرنے والا۔ رحم میں تصویر کھینچنے والا ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 ص 375)

وہ سب کا خالق ہے اور کوئی چیز اس کی مانند نہیں اور اس کے خالق ہونے پر یہ دلیل واضح ہے کہ ہر ایک چیز کو ایک اندازہ مقرری میں محصور اور محدود پیدا کیا ہے جس سے وجود اس ایک حاصر اور محدد کا ثابت ہوتا ہے اس کے لئے تمام محامد ثابت ہیں اور دنیا و آخرت میں وہی منعم حقیقی ہے۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد1 ص521)

وہ اللہ خالق ہے یعنی پیدا کنندہ ہے وہ باری ہے یعنی روحوں اور اجسام کو عدم سے وجود بخشنے والا ہے۔ وہ مصور ہے یعنی صورت جسمیہ اور صورت نوعیہ عطا کرنے والا ہے کیونکہ اسی کے لئے تمام اسماء حسنہ ثابت ہیں یعنی جمیع صفات کاملہ جو باعتبار کمال قدرت کے عقل تجویز کر سکتی ہے اس کی ذات میں جمع ہیں۔

(پرانی تحریریں۔ روحانی خزائن جلد2 ص11)

الاول۔ الآخر۔ الظاہر۔ الباطن

خدا ایک ہے جس کا کوئی شریک نہیں وہی آسمان میں خدا ہے اور وہی زمین میں خدا وہی اول ہے اور وہی آخر۔ وہی ظاہر ہے وہی باطن۔ آنکھیں اس کی کنہ دریافت کرنے سے عاجز ہیں اور اس کو آنکھوں کی کنہ معلوم ہے۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر1 ص520، 521)

خدا سب سے پہلے ہے اور باوجود پہلے ہونے کے پھر سب سے آخر ہے اور وہ سب سے زیادہ ظاہر ہے اور پھر باوجود سب سے زیادہ ظاہر ہونے کے سب سے پوشیدہ ہے۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد23 ص119)

الغنی

بعض لوگ کہتے ہیں کہ خدا بیٹا رکھتا ہے حالانکہ بیٹے کا محتاج ہونا ایک نقصان ہے اور خدا ہر ایک نقصان سے پاک ہے وہ تو غنی اور بے نیاز ہے جس کو کسی کی حاجت نہیں جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اسی کا ہے کیا تم خدا پر ایسا بہتان لگاتے ہو جس کی تائید میں تمہارے پاس کسی نوع کا علم نہیں۔ خدا کیوں بیٹوں کا محتاج ہونے لگا۔ وہ کامل ہے اور فرائض الوہیت کے ادا کرنے کے لئے وہ ہی اکیلا کافی ہے کسی اور منصوبہ کی حاجت نہیں۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد1 ص520)

البر الودود

خدائی محبت کی برکات

یاد رہے کہ بندہ تو حسن معاملہ دکھلا کر اپنے صدق سے بھری ہوئی محبت ظاہر کرتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ اس کے مقابلہ پر حد ہی کر دیتا ہے۔ اس کی تیز رفتار کے مقابل پر برق کی طرح اس کی طرف دوڑتا چلا آتا ہے۔ اور زمین و آسمان سے اس کے لئے نشان ظاہر کرتا ہے۔ اور اس کے دوستوں کا دوست اور اس کے دشمنوں کا دشمن بن جاتا ہے۔ اور اگر پچاس کروڑ انسان بھی اس کی مخالفت پر کھڑا ہو تو ان کو ایسا ذلیل اور بے دست و پا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ایک مرا ہوا کیڑا۔

اور محض ایک شخص کی خاطر کے لئے ایک دنیا کو ہلاک کر دیتا ہے اور اپنی زمین و آسمان کو اس کے خادم بنا دیتا ہے۔ اور اس کے کلام میں برکت ڈال دیتا ہے اور اس کے تمام در و دیوار پر نور کی بارش کرتا ہے۔ اور اس کی پوشاک اور اس کی خوراک میں اور اس مٹی میں بھی جس پر اس کا قدم پڑتا ہے۔ ایک برکت رکھ دیتا ہے۔ اور اس کو نامراد ہلاک نہیں کرتا۔ اور ہر ایک اعتراض جو اس پر ہو اس کا آپ جواب دیتا ہے۔ وہ اس کی آنکھیں ہو جاتا ہے جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے کان ہو جاتا ہے جن سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی زبان ہو جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جن سے وہ دشمنوں پر حملہ کرتا ہے۔ وہ اس کے دشمنوں کے مقابل پر آپ نکلتا ہے۔ اور شریروں پر جو اس کو دکھ دیتے ہیں آپ تلوار کھینچتا ہے۔ ہر میدان میں اس کو فتح دیتا ہے۔ اور اپنی قضا و قدر کے پوشیدہ راز اس کو بتلاتا ہے۔ غرض پہلا خریدار اس کے روحانی حسن و جمال کا جو حسن معاملہ اور محبت ذاتیہ کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ خدا ہی ہے۔ پس کیا ہی بد قسمت وہ لوگ ہیں جو ایسا زمانہ پاویں اور ایسا سورج ان پر طلوع کرے۔ اور وہ تاریکی میں بیٹھے رہیں۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد نمبر21 ص225)

صفات باری تعالیٰ اور مسیح موعود

اللہ تعالیٰ کی متعدد صفات کے متعلق حضرت مسیح موعود کے تفصیلی ارشادات الفضل کے کئی شماروں میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان کی فہرست پیش خدمت ہے۔

اللہ۔ 17 جون 1998ء
رَبّ۔ 25 جون 1998ء
الرحمان۔ 28 جولائی 1998ء
الرحیم۔ 22۔ اگست 1998ء
مالک یوم الدین۔ 8 ستمبر 1998ء
القادر 22 ستمبر 98ء۔ 7 فروری 2000ء
الغفور۔ یکم اکتوبر 1998ء
الحی القیوم۔ 20۔ اکتوبر 1998ء
الہادی۔ 12 نومبر 1998ء
البر الودود۔ 27 فروری 1999ء
النور۔ 20 مارچ 1999ء
احد 19 / اپریل 99ء۔ 21 فروری 2000ء
القہار۔ 10 جولائی 1999ء
ذوالعرش۔ 30 جولائی 1999ء
السمیع المجیب۔ 22 نومبر 1999ء
شئون و صفات باری تعالیٰ۔ 27 جنوری 2000ء

قرآن کریم میں بیان کردہ صفات الٰہیہ

(از دیباچہ تفسیر القرآن ص308)

- رب ربوبیت کرنے والا
- الملک بادشاہ
- القدوس نہایت پاک ذات
- السلام سلامتی والا
- المومن امن دینے والا
- المہیمن پناہ دینے والا
- العزیز غالب
- الجبار صاحب جبروت
- المتکبر کبریائی والا
- الخالق پیدا کرنے والا
- الباری بنانے والا
- المصور صورت گر
- الغفار قصور بخشنے والا
- القہار دبدبہ والا
- الوہاب بہت عطا کرنے والا
- الرزاق رزق دینے والا
- الفتاح کھولنے والا
- العلیم نہایت درجہ علم رکھنے والا
- البصیر ہر چیز دیکھنے والا
- الباسط کشائش پیدا کرنے والا
- الخافض پست کرنے والا

- الرافع بلند کرنے والا
- المعز عزت دینے والا
- المذل ذلت دینے والا
- المقیت ہر چیز کی قوتوں کو بحال رکھنے والا
- القابض ہر چیز کو حد و بست کے اندر رکھنے والا
- الرحمان بے حد رحم کرنے والا
- الحکم صحیح فیصلہ کرنے والا
- العدل انصاف کرنے والا
- اللطیف نہایت باریک بین
- الخبیر خبر رکھنے والا
- الحلیم تحمل والا
- العظیم بہت عظمت والا
- الغفور گناہ بخشنے والا
- الشکور نہایت قدردان
- العلی صاحب مرتبت
- الکبیر بڑائی والا
- الحفیظ حفاظت کرنے والا
- السمیع ہر آواز سننے والا
- الحسیب حساب کرنے والا
- الجلیل بزرگی والا
- الکریم عزت والا

- الرقیب نگہبان
- المجیب دعا قبول کرنے والا
- الواسع فراخی دینے والا
- الحکیم ہر کام حکمت سے کرنے والا
- الودود محبت کرنے والا
- المجید عالیشان رکھنے والا
- الباعث مردوں کو اٹھانے والا
- الشہید ہر جگہ حاضر
- الحق اس کا وجود خود اسکی ذات پر شاہد اور سب سچائیوں کا منبع
- المقتدر سب قدرتیں اس کے قبضہ میں ہیں
- الرحیم بار بار رحم کرنے والا
- القوی نہایت زور آور
- المتین بہت بڑی قوت رکھنے والا
- الولی حمایت کرنے والا
- الحمید سب تعریفوں کا مالک
- المحصی ہر چیز کو گننے والا
- المبدیٔ پہلی بار پیدا کرنے والا
- المعید دوسری پیدائش دینے والا
- المحی جلانے والا
- الممیت مارنے والا
- الحی زندہ

- القیوم سب کا سہارا
- الواجد ہر چیز کو پانے والا
- الماجد نہایت بزرگ ہستی
- القادر قدرت و اختیار رکھنے والا
- الوکیل حقیقی کارساز
- المقدم آگے بڑھانے والا
- الموخر پیچھے ہٹانے والا
- الاول سب سے پہلا
- الآخر سب سے پچھلا
- التواب توبہ قبول کرنے والا
- الباطن ہر چیز کی کنہ اسکے ذریعہ ظاہر ہوتی ہے
- الوالی حکمران
- المتعال پاک صفات والا
- ذوالجلال و الاکرام صاحب عزت و بخشش
- الظاہر ہر چیز اپنی انتہا میں اسکے وجود کو ظاہر کرتی ہے
- المنعم انعام دینے والا
- المنتقم ہر عمل کی مناسب سزا دینے والا
- الغفور درگزر کرنے والا
- الرؤف نرمی کرنے والا
- مالک الملک سلطنت کا مالک
- البر اعلیٰ درجہ کا نیک سلوک کرنے والا

- المقسط صحیح فیصلہ کرنے والا
- الجامع اکٹھا کرنے والا
- الغنی تمام حوائج سے مستغنی
- المغنی غنی کرنے والا
- المانع روکنے والا
- الضار شریر کو اسکے کام کی سزا دینے والا
- النافع فائدہ پہنچانے والا
- النور روشنی بخشنے والا
- الہادی ہدایت دینے والا
- البدیع ایجاد کرنے والا
- الباقی باقی رہنے والا
- الوارث سب کا وارث
- الرشید نیک راہ بتانے والا
- الصبور بہت صبر کرنے والا
- الکافی سب حاجتوں کو پورا کرنے والا
- ذوالعرش عرش والا
- المتکلم کلام کرنے والا
- الشافی شفا دینے والا
- ذوالوقار ہر بات کو دلیل اور غرض کے مطابق کرنے والا
- مالک یوم الدین جزا سزا کے وقت کا مالک

صاحب اسم کوئی اسم مرے حصے میں — میرے ماتھے پہ کسی نام کی تختی لکھ دے

عبدالسمیع خان - ایڈیٹر روزنامہ الفضل

آپؐ فوت نہ ہوئے جب تک آپ کی قوم نے شرک کا چولہ اتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا (حضرت مسیح موعود)

قیام توحید کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان جدوجہد

ضلالت تھی دنیا پہ وہ چھا رہی   کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی
ہوا آپ کے دم سے اس کا قیام   علیک الصلوٰۃ علیک السلام

مؤحد اعظم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سالاری میں انسانیت نے کثرت سے وحدت اور شرک سے توحید کی طرف جو قدم اٹھائے ان کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ آپ کے ذریعہ قیام توحید کی یہ دلربا اور سحر آفریں داستان غار حرا سے لے کر غار ثور تک، مسجد حرام سے مسجد نبوی تک، شعب ابی طالب سے حنین کے گھمبیر میدانوں تک، جنگ بدر سے جنگ تبوک تک اور ازواج مطہرات کے حجروں سے لے کر شاہان عالم کے درباروں تک پھیلی ہوئی ہے۔ اور اس کا حرف حرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمتوں کو سلام کرتے ہوئے گزرتا ہے۔

یہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی تھے جنہوں نے انسان کو ایک گہری تاریکی میں پایا اور اسے روشنی بخشی۔ آپ عرب کے ظلمت کدہ میں منارۂ نور اور غیر اللہ سے سچی آزادی کے نقیب بن کر آئے۔ آپؐ نے انسان کو ہر قسم کے بتوں کی غلامی سے چھڑایا اور اسے خدائے واحد و یگانہ کا پتہ دیا۔ جو قادر، حی و قیوم اور خالق الکل ہے۔ ہمارے آقا ﷺ نے توحید کے قیام کے لئے جو دلگداز جدوجہد فرمائی اس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

دنیا میں صرف دو زندگیاں قابل تعریف ہیں۔ ایک وہ زندگی جو خود خدائے حی و قیوم اور مبدء فیض کی زندگی ہے اور دوسری وہ زندگی جو فیض بخش اور خدا نما ہے۔ یہی حقیقت کلمہ طیبہ میں بیان کی گئی ہے۔ جو ساری تاریخ نبوت اور تاریخ انسانی کا خلاصہ اور مرکزی نقطہ ہے۔

اس کائنات کی بنیادی حقیقت لا الہ الا اللہ میں بیان کی گئی ہے جو ہزارہا مطہر انبیاء کے سینوں سے ہوتی ہوئی محمد رسولؐ اللہ کے زمانے میں اپنے کمال کو پہنچنا مقدر تھی اور آسمانوں پر خدا کا یہی فیصلہ تھا کہ کل عالم میں توحید کے قیام کا آخری سہرا اس ایک ذات کے سر ہوگا اور اس کی یہ محیر العقول کامیابی بذات خود اس کے فرد وحید اور توحید باری تعالیٰ کے مظہر اتم ہونے کی ایک زندہ اور ناقابل تردید دلیل ہوگی۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الگ کیا جائے اور کل نبی جو اس وقت تک گزر چکے تھے سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہرگز نہ کرسکتے تھے (۔) میں نبیوں کی عزت و حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو اعظم سمجھتا ہوں لیکن نبی کریم کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے یہ میرے اختیار میں نہیں کہ اس کو نکال دوں بدنصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے ہمارے نبی کریم صلعم نے وہ کام کیا جو نہ الگ الگ اور نہ مل جل کر کسی سے ہو سکتا تھا۔"

(ملفوظات جلد 2 ص 420)

صرف تیئس سالوں میں

یہاں انسانی عقل سوچتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے ذریعے قیام توحید کی تکمیل کا یہ دور سینکڑوں نہیں تو بیسیوں سالوں تک تو ضرور پھیلا ہوگا مگر یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ یہ عرصہ صرف تیئس سالوں پر مشتمل ہے۔ اس عرصہ میں انسانیت نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سالاری میں کثرت سے وحدت اور شرک سے توحید کی طرف جو قدم اٹھائے ان کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے یوں لگتا ہے کہ وقت ٹھہر گیا تھا اور انسان کے قدم وقت کی رفتار سے آگے بڑھ گئے تھے یہ بڑا ہی عجیب منظر ہے۔ آنحضرتؐ کی بعثت سے معاً پہلے اور دم واپسیں کی دنیا پر یکجائی نظر دوڑائیں تو انسانیت اپنی زندگی کا سب سے اہم اور سب سے مشکل سفر طے کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ دو مختلف دنیائیں ہیں جن کے مابین بُعد المشرقین ہے۔ جن کے درمیان سوائے انسان ہونے کے کوئی قدر مشترک نہیں۔ ایک طرف اسفل سافلین کی کیفیت ہے اور دوسری طرف احسن تقویم کا آسمانی تاج ہے۔ ایک طرف ظلمتوں کا ڈیرہ ہے اور دوسری طرف نور کا ایک سیلاب ہے۔ ایک طرف ہزارہا بتوں کی حاکمیت ہے اور دوسری طرف صرف خدائے واحد و یگانہ کی غلامی ہے۔ یہ ساری کایا پلٹ اس پیغام توحید کی مرہون منت ہے جو محمد مصطفیٰؐ آسمان سے زمین پر لائے تھے۔ آپؐ کی جدوجہد کا نکتہ آغاز بھی توحید تھا اور اس کا حاصل بھی توحید۔ اس بیج کے ایک تناور درخت ہونے اور اس ذرہ بے مقدار کے ثریا بننے کے عمل کا نام حیات محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔

مظہر اتم الوہیت

رب قدیر نے آپؐ کو دل موہ لینے والے حسن اور غالب آنے والے کردار سے مزین کیا تھا جو قیام توحید کے لئے اساسی ہتھیار کا کام دیتا تھا۔ آپؐ کو حق تعالیٰ نے اپنی ذات و صفات کا کامل عرفان بخشا۔ آپؐ نے اتنے قریب سے وہ حسن بے پایاں دیکھا کہ الوہیت کے بحر اعظم میں وہ ذرہ بشریت گم ہوگیا۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بقول

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر خدا میں گم اور محو ہوگئے تھے کہ آپؐ کی زندگی کے تمام انفاس اور آپؐ کی موت محض خدا تعالیٰ کے لئے ہوگئی تھی اور آپؐ کے وجود میں نفس، مخلوق اور اسباب کا کچھ حصہ باقی نہیں رہا تھا اور آپؐ کی روح خدا کے آستانہ پر ایسے اخلاص سے گری تھی کہ اس میں غیر کی ایک ذرہ آمیزش نہیں رہی تھی۔"

(ریویو آف ریلیجنز جلد اول ص 178)

اسی مضمون کو آپ اپنے فارسی کلام میں یوں بیان فرماتے ہیں۔ ؎

شان احمدؐ را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم
زاں نمط شد محو دلبر کز کمال اتحاد
پیکر او شد سراسر صورت رب رحیم

(توضیح مرام۔ روحانی خزائن جلد 3 ص 62)

یعنی احمدؐ کی شان کو سوائے خداوند کریم کے کون جان سکتا ہے۔ وہ اپنی خودی سے اس طرح الگ ہوگیا کہ میم درمیان سے گر گیا۔

وہ اپنے معشوق میں اس طرح محو ہوگیا کہ کمال اتحاد کی وجہ سے اس کی صورت بالکل رب رحیم کی صورت بن گئی ہے۔

اسی لئے آپ سب سے بڑے موحد اور صفات باری تعالیٰ کے مظہر اتم تھے۔ منفرد اور یگانہ، یکتا و تنہا، بے مثال اور بے نظیر جس کے ساتھ معراج میں ساتویں آسمان سے لے کر سدرۃ المنتہٰی تک کے سفر میں کوئی دوسرا شریک نہ تھا۔ آپؐ وہاں پہنچے جہاں جلوہ توحید کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"سو جبکہ نفس پاک محمدی اپنے شدت قرب اور نہایت درجہ صفائی کی وجہ سے وتر کی حد سے آگے بڑھا اور دریائے الوہیت سے نزدیک تر ہوا تو اس ناپیدا کنار دریا میں جا پڑا اور الوہیت کے بحر اعظم میں ذرہ بشریت گم ہوگیا اور یہ بڑھنا نہ مستحدث اور جدید طور پر بلکہ وہ ازل سے بڑھا ہوا تھا اور ظلی اور مستعار طور پر اس بات کے لائق تھا کہ آسمانی صحیفے اور الہامی تحریریں اس کو مظہر اتم الوہیت قرار دیں اور آئینہ حق نما اس کو ٹھہراویں۔"

(سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد 2 ص 274 حاشیہ)

خدا تعالیٰ اپنے محبت کرنے والے کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ (حضرت المصلح الموعود)

یہی خالص اور کامل آسمانی توحید تھی جو آپ نے پوری قوت اور زور کے ساتھ اس زمین پر قائم کی۔

دلربا داستان

حضرت محمد مصطفی ﷺ کے ذریعہ قیام توحید کی یہ دلربا اور سحر آفریں داستان غار حرا سے لے کر غار ثور تک 'مسجد حرام سے مسجد نبوی تک' شعب ابی طالب سے حنین کے گھمبیر میدانوں تک ' جنگ بدر سے جنگ تبوک تک اور ازواج مطہرات کے حجروں سے لے کر شاہان عالم کے درباروں تک پھیلی ہوئی ہے اور اس کا حرف حرف حضرت محمد مصطفی ﷺ کی عظمتوں کو سلام کرتے ہوئے گزرتا ہے۔

رب جلیل کے اس پہلوان کو اپنے مولیٰ اور اس کی توحید سے جو محبت تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے مشہور عیسائی مستشرق ڈاکٹر سپرنگر لکھتا ہے:۔

"نبی عربی کے خیال میں ہمیشہ خدا کا تصور غالب رہتا تھا۔ اس کو نکلتے ہوئے آفتاب اور برستے ہوئے پانی اور اگتی ہوئی روئیدگی میں خدا ہی کا دست قدرت نظر آتا تھا۔ رعد اور طیور کے نغمات میں خدا ہی کی آواز سنائی دیتی تھی اور سنسان جنگلوں اور پرانے شہروں کے کھنڈروں میں خدا ہی کے قہر کے آثار دکھائی دیتے تھے۔

(بحوالہ برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول ص 29)

توحید کی تعلیم

یہ وہ یگانہ اور منفرد وجود تھا جو خدا کا سب سے بڑا مقرب تھا۔ جس پر روح القدس کامل ترین تجلی کے ساتھ نازل ہوا اور خدا نے اپنا پر زور ہیبت ناک اور وجد آفرین کلام اس کے ہمراہ کیا جس کے ہر مضمون کی انگلی توحید کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"سب کتابوں کا مغز قرآن شریف ہے اور قرآن شریف کا مغز لا الہ الا اللّٰہ ہے۔"

(ماہنامہ انصار اللہ مارچ 89ء)

تمام الہامی صحیفوں میں قرآن کریم وہ واحد کتاب ہے جس نے اللہ کا اسم ذات بیان کیا ہے یہ پاک نام قرآن میں 2700 سے زیادہ مرتبہ آیا ہے۔ گویا قرآن کی قریباً ہر دوسری آیت میں اللہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ قرآن کریم کی سورۃ اخلاص کے متعلق تو حضرت اقدس نے بڑی تحدی سے فرمایا ہے کہ:۔

"جس قدر سورہ اخلاص کی ایک سطر میں مضمون توحید بھرا ہوا ہے وہ تمام توریت بلکہ ساری بائیبل میں نہیں پایا جاتا اور اگر ہے تو کوئی عیسائی ہمارے سامنے پیش کرے۔"

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر1 ص 303)

قرآن کریم نے صحف سماوی کے متبعین کو ان کی کتب سے نقلی دلائل مہیا کیے۔ مشرکین کو ان کے بتوں کی بے بسی اور کم مائیگی کی طرف توجہ دلا کر توحید کا قائل کیا۔

اہل نظر کو زمین و آسمان اور دنیا و مافیہا پر غور کرنے کی دعوت کی۔ صاحبان فکر و دانش کو فطرت کی گواہی پیش کی اور انفسی اور آفاقی نشانوں کی طرف بلایا اور ہر قسم کے فساد سے مبرا ہونے کا نشان پیش کیا۔

ماضی کی تاریخ کے اوراق کھول کھول کر دنیا کے سامنے رکھے اور دکھایا کہ توحید کے فرزند اپنی بے کسی اور بے چارگی کے باوجود ہمیشہ مشرکوں کی بے پناہ افواج پر غالب آتے رہے ہیں اور ان کا غلبہ اس اکیلے اور متصرف بالارادہ خدا کی ہستی پر دلیل ہے۔ الغرض آپ نے ہر قوم' ہر ملت اور ہر طبقہ تک یہ سرمدی پیغام پہنچایا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"توحید کا وعظ کر کے سب قوموں اور سارے فرقوں اور تمام جہان کے لوگوں کو جو شرک میں ڈوبے ہوئے تھے مخالف بنا لیا۔ جو اپنے اور خویش تھے ان کو بت پرستی سے منع کر کے سب سے پہلے دشمن بنایا۔ یہودیوں سے بھی بات بگاڑ لی کیونکہ ان کو طرح طرح کی مخلوق پرستی اور پیر پرستی اور بد اعمالیوں سے روکا۔ حضرت مسیحؑ کی تکذیب اور توہین سے منع کیا جس سے ان کا نہایت دل جل گیا اور سخت عداوت پر آمادہ ہو گئے اور ہر دم قتل کر دینے کی گھات میں رہنے لگے۔ اسی طرح عیسائیوں کو بھی خفا کر دیا کیونکہ جیسا کہ ان کا اعتقاد تھا حضرت عیسیٰؑ کو نہ خدا اور نہ خدا کا بیٹا قرار دیا اور نہ ان کو پھانسی مل کر دوسروں کو بچانے والا تسلیم کیا۔ آتش پرست اور ستارہ پرست بھی ناراض ہو گئے کیونکہ ان کو بھی ان کے دیوتوں کی پرستش سے ممانعت کی گئی اور مدار نجات کا صرف توحید ٹھہرائی گئی۔"

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد نمبر1 ص 109)

خدا کی وحدانیت کا یہ اعلان بم کا گولہ تھا جو عرب کے صحرا میں پھٹا اور ایک حشر برپا کر گیا۔ نفرتوں کی آندھی ہے جو ماحول کو تاریک کر کے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو مشکلات و مصائب کے ہاون دستے میں پیس دینا چاہتی ہے مگر اس عاشق یار ازل کے ہونٹوں پر ایک غیر فانی مسکراہٹ ہے اور وہ بیانگ دہل اعلان کرتا ہے

"بخدا اگر میں اس راہ میں مارا جاؤں تو چاہتا ہوں کہ پھر بار بار زندہ ہو کر ہمیشہ اسی راہ میں مرتا رہوں یہ خوف کی جگہ نہیں بلکہ مجھے اس میں بے انتہا لذت ہے کہ اس کی راہ میں دکھ اٹھاؤں۔"

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 ص 111)

والہانہ شوق تبلیغ

چنانچہ کبھی آپ اس کو نوحؑ کی طرح خفیہ اور اعلانیہ تبلیغ کرتے ہوئے دیکھیں گے تو کبھی ابراہیمؑ کی طرح پر زور دلائل کے ساتھ توحید

کا قائل کرتے ہوئے۔ کبھی آپ اسے موسیٰ کی طرح جابر سلطانوں کو کلمہ حق سناتے ہوئے دیکھیں گے اور کبھی خدا کی خاطر دکھوں کی صلیب اٹھا کر مقتل کی طرف جاتے ہوئے دیکھیں گے۔ ایک چومکھی لڑائی ہے جو حضرت محمد عربی ﷺ ساری دنیا کے بت پرستوں سے شروع کر چکے ہیں۔

اس رسول کو کوہ صفا پر دیکھو وہ قریش کو زندگی کا پیغام دیتا ہے اور وہ اس کی موت کی تمنا کرتے ہیں۔

(بخاری کتاب التفسیر باب وانذر عشیر تك الاقربین)

اسے مکہ کی گلیوں میں دیکھو وہ انسانیت کے لئے بہاروں کا پیامی بن کر آیا ہے اور انہوں نے اس کی راہوں کو خارزاروں میں تبدیل کر دیا ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ذکر بعض مالقی رسول اللہ من قومہ جلد اول ص 309، 376)

اسے عکاظ اور مجنہ اور ذوالمجاز کے بازاروں میں دیکھو وہ انسان کو خدا کے قریب کرنے کے لئے دیوانہ وار پھرتا ہے مگر اسے ہر طرف سے دھتکارا جاتا ہے۔

(شرح المواھب للزرقانی جلد اول ص 309)

اسے ایام حج میں لوگوں کے ایک ایک گروہ کے پاس جاتے ہوئے دیکھو وہ کہتا ہے قولو الا الہ الا اللّٰہ تفلحوا لوگو توحید کا اقرار کرو تو فلاح پاؤ گے۔ ابولہب جو اس کے تعاقب میں ہے وہ کہتا ہے لوگو اس کی بات نہ سننا اور ساتھ ہی پتھر برساتا چلا جاتا ہے۔

(تفسیر روح المعانی جلد 30 ص 260 طبقات ابن سعد جلد اول ص 216)

توحید کے اس جری شہزادے کو طائف کی وادیوں میں دیکھو وہ انہیں جہنم کا ایندھن بننے سے بچانا چاہتا ہے مگر ان پتھر دلوں نے اس معصوم کو پتھروں سے لہولہان کر دیا ہے۔

(طبقات ابن سعد جلد اول ص 212 باب ذکر خروج النبی الی الطائف)

یہ واقعہ توحید کے لئے آنحضرت ﷺ کی غیر معمولی لگن اور شجاعت کا پتہ دیتا ہے۔ سر ولیم میور اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"محمد کے سفر طائف میں عظمت اور شجاعت کا رنگ نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ ایک تنہا شخص جسے اس کی قوم نے حقارت کی نظر سے دیکھا اور رد کر دیا وہ خدا کی راہ میں دلیری کے ساتھ اپنے شہر سے نکلتا ہے اور جس طرح یونس بن متی نینوا کو گیا اسی طرح وہ ایک بت پرست شہر میں جا کر ان کو توحید کی طرف بلاتا اور توبہ کا وعظ کرتا ہے۔"

(بحوالہ سیرت خاتم النبیین ص 184)

بتوں کے بچاری تدبیر کے ترکش سے دھمکی اور تہدید کے آخری تیر بھی نکال لائے اور ابوطالب کے واسطے سے آپ کو انتہائی قدم اٹھانے کی دھمکی دی تو آپ نے فرمایا یہی تو کام ہے جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ اگر اس سے مجھے مرنا درپیش ہے تو میں بخوشی اپنے لئے اس موت کو قبول کرتا ہوں میری زندگی اسی راہ میں وقف ہے اور میں موت کے ڈر سے اظہار حق سے رک نہیں سکتا۔

"خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند بھی لا کر دے دیں تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہیں رہوں گا اور میں اپنے کام میں لگا رہوں گا حتیٰ کہ خدا اسے پورا کر دے یا میں اس کوشش میں ہلاک ہو جاؤں۔"

(سیرۃ ابن ہشام جلد اول ص 378)

سچ تو یہ ہے کہ وہ جو اپنی زندگی اور موت، اپنا مال اور اولاد، اپنی عزت و آبرو سب کچھ اپنے رب کے نام کر کے اس کی رضا کی جنتیں خرید چکا ہو وہ ان دھمکیوں سے کیسے ڈر سکتا ہے اور وہ جس کے دل میں توحید کا آفتاب چمک رہا ہو اور جس کی روح جمال الٰہی کی پرنور کرنوں سے چندا صفت بن چکی ہو یہ ڈوبنے والے چاند اور سورج اس کے لئے کیا حیثیت رکھتے ہیں۔

محمد رسول اللہ ﷺ کی توحید سے سچی محبت کا یہ کتنا دلکش منظر ہے کہ غیر کے منہ سے بھی اس کا اقرار بہت پیارا لگتا ہے چنانچہ آپ اہل کتاب کو ہزارہا اختلافات کے باوجود ایک قدر مشترک کلمہ توحید لا الہ الا اللّٰہ پر اشتراک کی دعوت دیتے ہیں اور فرماتے ہیں آؤ اس بات پر صلح کر لیں کہ ہم خدائے واحد و یگانہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور ایک دوسرے کو غیر اللہ معبود کا درجہ نہیں دیں گے۔

مگر جب وہ اس پر بھی راضی نہ ہوئے تو فرمایا تم جو چاہو کرو ہم تو اپنے خالق و مالک کے کامل فرمانبردار ہیں۔

(سورۃ آل عمران آیت 65)

ستاروں کی کہکشاں

اس شمس روحانی نے اپنی مسلسل تمازت اور تابناکی سے ستاروں کی ایک کہکشاں تخلیق کی۔ انہوں نے توحید کے منادی کی آواز پر لبیک کہی۔ جان دے کر یہ دولت حاصل کر لی اور تمام وجود کھو کر یہ لعل خرید لیا۔

پاکباز انسانوں کی یہ جماعت اب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ تھی۔ دیکھو وہ بھاری پتھروں کے نیچے اور جلتے ہوئے انگاروں کے اوپر، گلیوں میں گھسٹتے ہوئے اور سیف و سنان کی جھنکاروں میں بھی اللہ اکبر کے نعرے لگا رہے ہیں۔ مجھے ایک طرف تو ابوجہل اور ابولہب اور امیہؓ کے وحشیانہ قہقہے سنائی دیتے ہیں اور دوسری طرف بلالؓ اور خبابؓ اور آل یاسر کی بے کسی اور بے چارگی نظر آتی ہے۔ سید سلیمان ندوی نے کیا خوب لکھا ہے:۔

عیسائیت کو ایک سولی پر بہت ناز ہے مگر دیکھو کہ اسلام کے دامن میں کتنے مقتل، کتنی سولیاں اور کتنے مذبح خانے ہیں۔

(خطبات مدراس ص 111)

ظلمتوں کی ہجوم در ہجوم یلغاروں، خارزاروں اور تاریک ہیبت ناک جنگلوں سے راستہ بناتی ہوئی کلمہ توحید کی شعاعیں اب حجاز کی حدود کو چیرتی ہوئی عرب کے کناروں تک پہنچ کر سعید روحوں کو کشاں کشاں در محمدیؐ پر لئے آتی ہیں۔ آیئے اس درسگاہ توحید کا مطالعہ کریں۔

یہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ ہیں جو مکہ کے قریشی طالب علم ہیں۔ یہ تہامہ کے غفار قبیلہ کے ابوذرؓ اور انیسؓ ہیں یہ قبیلہ ازد کے ضمادؓ بن ثعلبہ ہیں یہ خبابؓ بن ارت قبیلہ تمیم کے ہیں۔

یہ قبیلہ دوس کے ابوہریرہؓ اور ابوموسیٰؓ اشعری ہیں جو عرب کے جنوب میں یمن سے آئے ہیں۔ یہ قبیلہ عبدالقیس کے منقذؓ بن حبان اور منذرؓ بن عائذ ہیں جو عرب کے مشرق میں بحرین سے آئے ہیں۔ یہ ایران کے سلمان فارسیؓ ہیں۔ یہ ترکی کے صہیب رومیؓ ہیں۔ یہ عراق کے حضرت عداسؓ ہیں اور یہ حبشہ کے حضرت بلالؓ ہیں۔

یہ اہل کتاب کے مشہور عالم عبداللہ بن سلام اور کعب الاحبار ہیں۔ یہ نصیبین کے پاک دل لوگ ہیں جو ایمان کی دولت پا کر اپنے علاقوں میں لٹا رہے ہیں۔ یہ پیغام اور آگے بڑھتا ہے اور بادشاہوں کے دلوں کو بھی فتح کرتا ہے۔ یہ حبشہ کا بادشاہ اصحمہ نجاشی ہے یہ حدود شام معان کا رئیس فردہ ہے۔ یہ حمیر کا رئیس ذوالکلاع ہے یہ قبیلہ ہمدان کا رئیس عامر بن شہر ہے۔ یہ یمن کا رئیس مرکبود ہے یہ عبید اور جعفر ہیں جو عمان کے رئیس ہیں۔

وحدت اقوام

مگر دیکھو کہ موحدوں کے بادشاہ کے اس دربار میں یہ تمام صاحب جبروت اور باعظمت بادشاہ بے خانماں اور کم مایہ غلاموں اور لونڈیوں کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ امیر و غریب، شاہ و گدا اور آقا و غلام ایک ہی صف میں کھڑے ہیں اور ایک خدا کے سامنے اپنے سر جھکا رہے ہیں۔ کیا یہ زمین پر توحید کا ایک عجیب منظر نہیں ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ ظہور محمد مصطفیٰؐ سے پہلے دنیا بے شمار بتوں کے سامنے سرنگوں تھی۔ پتھر سے لے کر خواہشات نفس تک کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کو آدمی نے بت نہ بنا لیا ہو اور ان بتوں کے پجاری انسانیت کو ان کی بھینٹ چڑھانے میں برابر مصروف تھے مگر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ان بتوں کو برباد کر دیا اور انسانیت کو بچا لیا۔ آپ نے صرف مٹی اور پتھر کے بت نہیں توڑے بلکہ نفس پرستی کے سارے بت بھی توڑ دیئے۔ آپ نے حرص و ہوا اور ظلم و تعدی کے مہیب بت توڑے رنگ و نسل کے بت توڑے قوم و ملت کے بت توڑے اور عرب و عجم کے جھوٹے فخر و مباہات کے سارے بت پاش پاش کر دیئے ہیں اور خدائے واحد کے تمام نام لیواؤں کو رحماء بینھم کی عملی تفسیر بنا دیا انہیں وحدت کی لڑی میں پرو کر جسد واحد بنا دیا۔

رشک جنت

میں آپ کو مدینۃ النبی میں محبت کی لہروں پر سفر کرنے والے گوشت کے اس ٹکڑے کی داستان سناتا ہوں جو بطور تحفہ سات گھروں میں پہنچا مگر ہر ایک گھر نے شدید ضرورت کے باوجود اپنے ہمسایہ کو ترجیح دی اور بالآخر وہ تحفہ وہیں پہنچ گیا جہاں سے چلا تھا۔

(کنز العمال جلد 3 ص 176 باب الھدیۃ)

اور کیا آپ کو ان نو صحابہؓ کا واقعہ معلوم نہیں جن میں سے ہر ایک نے جان کنی کے عالم میں بھی اپنی پیاس پر بھائی کی ضرورت کو ترجیح دی۔ ایک ایک کر کے سب نے اپنی جان مولیٰ کے سپرد کر دی مگر وحدت کے اس چشمے کی لاج رکھ لی۔

(بحوالہ تفسیر کبیر جلد 10 ص 180)

یہ سچی توحید ایک طرف تو امن و آشتی کی شبنم کے ساتھ اور اخوت کے پھلوں اور پھولوں سے زمین کو رشک جنت بنا رہی تھی اور دوسری طرف اشداء علی الکفار کے تحت خدا کے اذن سے ان ظالموں کو سزا دی جا رہی تھی جو مذہبی آزادی اور توحید کے خلاف ناواجب اور ناروا حربے اختیار کر رہے تھے۔

یہ توحید کی برقی قوت تھی جس نے ان کمزوروں اور نہتوں کے اندر وہ عظیم الشان آگ بھر دی تھی جو مولوں کو شہباز سے لڑا دیا کرتی ہے۔ اس میں بدر یوم الفرقان بھی ہے جس نے کفر و شرک کی جڑیں کاٹ دیں۔

(سورہ انفال آیت 8)

مشرکین مکہ کے گھر گھر میں ایک ماتم برپا کر دیا۔

(سیرت ابن ہشام جلد 2 ص 291)

اس میں خیبر کے وہ سنگین قلعے بھی ہیں جنہیں اللہ اکبر کے نعروں کی گونج میں مغلوب کیا گیا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر)

ایک جلالی منزل

اس سحر آفرین داستان کی ایک بہت ہی جلالی اور دلکش منزل فتح مکہ کا وہ مبارک دن بھی ہے جب فاتح عالم دس ہزار قدوسیوں کے جلو میں خانہ کعبہ میں پہنچے اور خدا کے اس گھر کو بتوں سے پاک کیا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الفتح و باب این رکز النبی الرایۃ یوم الفتح، سیرت ابن ہشام جلد 4 ص 59 باب سقوط اصنام الکعبۃ)

آج حجر اسود کے دل کی وہ مراد بر آئی تھی جس کی خاطر وہ آسمان سے زمین پر بھیجا گیا تھا۔ آج کعبہ کی دیواروں نے لا الہ الا اللّٰہ کی وہ آواز سنی جس کی وہ صدیوں سے منتظر تھیں۔

(سیرت ابن ہشام جلد 4 ص 56 باب سبب اسلام عتبۃ)

خدا تعالیٰ کی نگاہ میں عزت پانے کے لئے ہمیں ہر قسم کی قربانیاں، ہر قسم کی فدائیت کے نمونے پیش کرنے چاہئیں۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث)

خدا کی قسم!
اگر کائنات کا مقصود محمد مصطفیٰ ﷺ تھا تو محمد مصطفیٰ ﷺ کا مقصود توحید کا قیام تھا جس کی گواہی وادیٔ بطحا کا ذرہ ذرہ دے رہا ہے۔ جس کی گواہی ہندہ یہ کہہ کر دے رہی ہے کہ ہمارے 360 خداؤں نے شکست کھائی اور محمد مصطفیٰؐ کا ایک خدا کامیاب ہوا۔
(خطبات محمود جلد اول ص 353)

اس کی گواہی وہ ہزاروں روحیں دے رہی ہیں جنہیں شرک کی ایک طویل رات کے بعد توحید کی روشن صبح دکھائی دے رہی ہے اور وہ گروہ در گروہ اور فوج در فوج خدائے واحد کے غلاموں میں شامل ہو رہے ہیں۔
(سیرت ابن ہشام جلد 4 ص 205 باب انقیاد العرب واسلامهم)

یعنی کہ وہ توحید جسے اس زمین پر ایک انچ جگہ بھی میسر نہ تھی وہ لاکھوں سینوں پر نقش ہو چکی ہے یہ شمع نور 274 مربع میل یومیہ کے حساب سے پھیلتی ہوئی حجۃ الوداع کے زمانہ تک 10 لاکھ مربع میل پر بسنے والے انسانوں کو منور کر چکی ہے۔
(عہد نبوی کے میدان جنگ ڈاکٹر محمد حمید اللہ ص 7)

اور اس کی تپش روم اور ایران کی حکومتیں، چین اور ترکستان کی سرزمین، افریقہ کے تپتے ہوئے صحرا یورپ کے کلیسا اور ہندوستان کے بتکدے بھی محسوس کرنے لگے ہیں۔

خلائق کے دل تھے یقیں سے تہی
بتوں نے تھی حق کی جگہ گھیر لی
ضلالت تھی دنیا پہ وہ چھا رہی
کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی
ہوا آپ کے دم سے اس کا قیام
علیك الصلوٰة علیك السلام

نپولین بونا پارٹ اس انقلاب کا نظارہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ پندرہ سال کے عرصہ میں لوگوں کی کثیر تعداد نے جھوٹے دیوتاؤں کی پرستش سے توبہ کر لی مٹی کی بنی ہوئی دیویاں مٹی میں ملا دی گئیں۔ بت خانوں میں رکھی مورتیوں کو توڑ دیا گیا۔ یہ حیرت انگیز کارنامہ تھا آنحضرت ﷺ کی تعلیم کا۔ اور یہ سب کچھ صرف پندرہ سال کے عرصہ میں ہوا جبکہ 1500 سال میں بھی حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی امتیں صحیح راہ پر نہ آئی تھیں۔
(بحوالہ محمد رسول اللہ غیروں کی نظر میں ص 37)

اس کا ظہور ظہور خدا کا، دکھلایا یوں نور خدا کا
بت کدہ ہائے لات و منات پہ طاری کر دیا عالم ہو کا
توڑ دیا ظلمات کا گھیرا دور کیا ایک ایک اندھیرا
جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا
گاڑ دیا توحید کا پرچم
صلی اللہ علیہ وسلم
(کلام طاہر)

غیرت توحید

توحید کا یہ شہزادہ اپنی ذات میں بڑا وسیع القلب بڑا بے نیاز ہے مگر خدا کی بڑی غیرت رکھتا ہے اور اس کے نام پر شیر ببر کی طرح کھڑا ہو جاتا ہے۔

حضرت عائشہؓ گواہی دیتی ہیں۔ ما انتقم رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم لنفسه فی شیءٍ قط الا ان تنتهك حرمة الله فینتقم لله بها۔
(صحیح بخاری کتاب الادب باب یسروا ولا تعسروا)

رسول خدا ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا لیکن اگر خدا تعالیٰ کی قائم کردہ کسی چیز کی حرمت پامال کی جاتی تو پھر محض خدا کی خاطر انتقام لیتے تھے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ دنیا کے اس سب سے پاکباز اور معصوم انسان پر ہر قسم کا گند اچھالا گیا۔ ہر ذلیل بات اس کی طرف منسوب کی گئی مگر وہ چپ رہا۔ احد کے میدان میں دشمنوں نے اپنی عارضی اور بے حقیقت فتح پر ناز کرتے ہوئے نعرے لگائے۔ آنحضرتؐ اور آپؐ کے قریبی ساتھیوں کی موت کا جھوٹا اعلان کر کے خوشیاں منائیں مگر حضورؐ نے صحابہؓ کو جذبات پر قابو رکھنے اور خاموش رہنے کا ارشاد فرمایا لیکن جب ابو سفیان نے خدائے واحد کے مقابل پر اعل ھبل کا نعرہ بلند کیا تو حضورؐ کے دل میں ایک حشر برپا ہو گیا اور صحابہؓ سے فرمایا اس کو جواب دو
"اللّٰہ اعلیٰ واجل اللّٰہ اعلیٰ واجل"
اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جو عظمت اور جلال کا مالک ہو۔ اس نے کہا لنا العزیٰ ولا عزیٰ لکم تو آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہو اللّٰہ مولانا ولا مولیٰ لکم
خدا ہمارا مددگار ہے ہم کسی اور کی مدد نہیں چاہتے مگر یاد رکھو کہ تمہاری مدد کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔
(صحیح بخاری کتاب الجهاد باب مایکره من التنازع والاختلاف فی الحرب)

صرف خدا پر بھروسہ

آپ کو صرف اور صرف خدا کی ذات پر بھروسہ تھا۔ اس کی ایک حیرت انگیز مثال جنگ بدر میں گزر چکی تھی۔ جب آپ ایک مختصر سے قافلہ کے ساتھ مدینہ سے باہر نکلے تو ایک مشرک حاضر ہوا جس کی شجاعت اور بہادری کے بڑے چرچے تھے اور آپ کے ساتھ جنگ میں شامل ہونے کی اجازت چاہی مگر آپ نے یہ فرما کر اسے رد کر دیا کہ میں اس موقعہ پر ایک مشرک سے مدد

نہیں لینا چاہتا۔
(صحیح مسلم کتاب الجہاد باب کراھۃ الاستعانۃ فی الغزو)
اس موقعہ پر مسلمان لشکر کو ایک ایک فرد کی ضرورت تھی۔ مگر اس جنگ مقدس میں جو توحید کے نام پر توحید کے قیام کی خاطر لڑی جا رہی تھی کسی مشرک کی شمولیت حضور کی غیرت کو گوارا نہیں تھی۔

کڑے اصول

اسی غیرت توحید نے ذات مصطفیٰ کے لئے احتیاط کے سب سے کڑے اصول قائم کئے کیونکہ گزشتہ انبیاء کی طرح آپ کے عظیم الشان منصب کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں ممکن تھا کہ نافہم آپ کی ذات کو شرک کا منبع بنا لیتے۔

مگر آنحضرت اپنے عاجز بندہ ہونے میں ہی خوشی اور فخر محسوس کرتے تھے اور ہر موقع پر جہاں جذبات آپ کی بڑائی کی طرف لے جاتے ہوں اسے خدا کی طرف منتقل کر دیتے تھے اپنی زندگی کی بلکہ تاریخ مذہب کی سب سے بڑی فتح کے موقعہ پر جب آپ کی عظمت کے نعرے لگ سکتے تھے آپ اس حال میں مکہ میں داخل ہوئے کہ آپ کا سر جھکتے جھکتے اونٹ کے کجاوے سے جا لگا اور سوائے خدا کی عظمت اور کبریائی کے وہاں اور کوئی نعرہ نہ لگا۔
(مستدرک حاکم جلد 4 ص 317 سیرۃ ابن ہشام جلد 4 ص 48)

شرک میں گرفتار قومیں نئی نئی توحید میں داخل ہوئیں تو ایک شخص نے آکر کہا شاہان فارس اور روم کو ان کی رعایا سجدہ کرتی ہے کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کریں؟ فرمایا کہ سجدہ اللہ کے سوا اور کسی کے لئے روا نہیں۔
(بحوالہ فصل الخطاب جلد اول ص 18)

سجدہ تو در کنار آپ کو تو مشرکوں سے مشابہت رکھنے والی تعظیم بھی ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ صحابہ سے فرمایا "لا تقوموا کما یقوم الاعاجم" میرے لئے اس طرح نہ کھڑے ہوا کرو جس طرح عجمی کھڑے ہوتے ہیں۔
(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب الرجل یقوم للرجل یعظمہ بذلك)

ایک دفعہ آپ بیمار تھے کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے بیٹھ گئے صحابہ پیچھے کھڑے تھے انہیں اشارہ کیا کہ تم بھی بیٹھ جاؤ ایسا نہ ہو کہ یہ بات میری خاص تعظیم خیال کی جاوے۔
(صحیح بخاری کتاب الاذان باب انما جعل الامام لیؤتم بہ' فصل الخطاب جلد اول ص 18)

توحید کا یہ سبق آپ جرعہ جرعہ اور گھونٹ گھونٹ کر کے پلا رہے تھے ایک دفعہ ایک صحابی نے آنحضرت کے سامنے کہا کہ ماشاء اللہ و ماشئت یعنی فلاں معاملہ میں اسی طرح ہو گا جس طرح خدا تعالیٰ چاہے گا یا آپ چاہیں گے۔ آپ نے فرمایا اجعلتنی للہ ندًا کیا تو نے مجھے خدا کا شریک بنایا ہے یوں کہو کہ ماشاء اللہ وحدہ یعنی وہی ہو گا جو خدائے واحد و یگانہ چاہے گا۔
(تفسیر ابن کثیر جلد اول ص 99)

ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کی عظمت و جبروت اور خداداد رعب و جلال کی وجہ سے اس کے کندھے کانپ رہے تھے۔ آپ کی باریک بین نظر نے اسے بھی توحید کے خلاف سمجھا اور فرمایا مجھ سے مت ڈرو میں تو ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں۔ جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔
(شفاء عیاض باب تواضعہ جلد اول ص 78۔ عبدالتواب اکیڈمی ملتان)

بشریت کا اظہار

قرآن کریم میں آپ کی زبان سے یہ اعلان کیا گیا ہے انما انا بشر مثلکم یوحٰی الی انما الھکم الہ واحد (کہف 111) میں صرف تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں (فرق صرف یہ ہے کہ) میری طرف یہ وحی نازل کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی (حقیقی) معبود ہے۔

اس مضمون کو آپ بار بار کھول کر بیان کرتے تھے فرمایا انما انا بشر مثلکم انسٰی کما تنسون
(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب التوجہ نحو القبلۃ) یعنی میں تمہاری طرح کا ہی ایک انسان ہوں اور اسی طرح بھولتا ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو۔ پھر فرمایا انتم اعلم بامر دنیا کم
(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب وجوب امتثال ما قالہ)
تم اپنے دنیاوی معاملات کا علم مجھ سے زیادہ رکھتے ہو۔

آپ روحانی علوم کا دعویٰ رکھتے تھے اور نبوت کے منصب میں آئندہ خبریں دینا ایک لازمی اور ضروری امر ہے مگر جب اس میں بھی ایک دفعہ بعض عورتوں نے مبالغہ کرتے ہوئے کہا۔ وفینا نبی یعلم ما فی غد۔ یعنی ہم میں ایک رسول ہے جو کل ہونے والی باتیں جانتا ہے۔ تو حضور نے ان کلمات میں بھی شرک کی بو محسوس کی ان کو فوراً ٹوکا اور فرمایا ایسی باتیں مت کہو جو خلاف واقعہ ہیں۔
(صحیح بخاری کتاب المغازی باب شھود الملائکۃ بدراً)

جنگ کے تیرہ و تار لمحوں میں بھی جب گردنیں کٹ رہی ہوتی تھیں اور سینے چھلنی ہو رہے ہوتے تھے اس وقت بھی آپ کے دل و دماغ پر قیام توحید ہی کا فرض مستولی ہوتا تھا حنین کی تاریک گھاٹی میں جب آپ غیر معمولی اور ناقابل بیان شجاعت کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے اور یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

انا النبی لا کذب
انا ابن عبدالمطلب
(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ حنین)

میں خدا کا سچا نبی ہوں جھوٹا نہیں کہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاؤں مگر میرے اس فعل کو میری کسی فوق البشر طاقت پر محمول نہ کر لینا۔ مجھے خدا نہ سمجھ

لینا میں ایک انسان ہی ہوں اور عبدالمطلب کی اولاد سے ہوں۔

آخری پیغام

آپؐ زندگی کے آخری لمحات میں بھی لا الہ الا اللہ کا ورد کر رہے تھے اور اپنی ڈوبتی ہوئی سانسوں سے بھی امت کو یہی پیغام دے رہے تھے کہ میری قبر کو شرک کی آماجگاہ نہ بنالینا جس طرح یہود و نصاریٰ نے اپنے نبیوں کی قبروں کو انسان پرستی کا ذریعہ بنالیا ہے میں تو صرف ایک بندہ اور اللہ کا رسول ہوں۔

(بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی و شفاء عیاض جلد اول ص 76 باب تواضعه)

توحید کی اس فتح کو جو آپؐ کے ساتھ آسمان سے آئی تھی، دائمی بنانے کے لئے آپؐ نے لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کے کلمات شامل کر دیئے اور ان کو دین متین کی بنیاد اور اساس قرار دیا۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب دعاؤکم ایمانکم)

آپ جانتے تھے کہ دنیا خدا کے ماموروں کا مقام نہ سمجھ کر بگڑے ہوئے زمانوں میں انہیں معبود بنا بیٹھی۔ محمد رسولؐ اللہ کے الفاظ کے ذریعہ آپ نے اپنی امت کو ہمیشہ کے لئے اس خطرہ سے نجات دے دی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولانا نور الدین اس مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس کلمہ کے ساتھ حضرت نبی کریم ﷺ نے اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ کا جملہ اس لئے لگایا کہ آپؐ جانتے تھے کہ زمانہ گزشتہ میں جو ہادی دنیا کی ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً آئے ایک زمانہ گزرنے کے بعد ان کو معبود بنالیا گیا۔ اس گند سے دنیا کو بچانے کے لئے آپؐ نے اس حصہ کو رکھا تا کہ آنحضرت ﷺ کو لوگ ایک عبد سمجھیں اور آئندہ چونکہ اس امت میں ولی ہوں گے اس لئے انہیں بھی کوئی معبود قرار نہ دے لے۔"

(مرقاۃ الیقین ص 44)

پختہ سبق

ساقیٔ کوثر کے ہاتھوں توحید کا پتسمہ لینے والوں نے یہ سبق خوب ذہن نشین کیا کہ محمد رسولؐ اللہ قبلہ نہیں قبلہ نما ہیں۔ مقصود بالذات نہیں رہبر کامل ہیں۔ منزل نہیں وسیلہ ہیں۔

ذرا قریب ہو کر ابو بکرؓ کی زبان سے حجرہ رسول میں گونجنے والا یہ اعلان سنو کہ

من کان منکم یعبد محمداً فان محمدا قدمات و من کان منکم یعبداللہ فان اللہ حی لا یموت۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی)

یعنی جو شخص محمدؐ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ آپ فوت ہو چکے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ یقین رکھے کہ اللہ زندہ ہے اور اس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔

یہ اعلان ہر فرد کی غیر طبعی اور مشرکانہ زندگی کی موت اور خدائے حی و قیوم کے لافانی اور ازلی و ابدی ہونے کا غیر مشروط اعلان ہے۔ حضور اکرمؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی امت سے یہ تاریخی سوال کیا تھا کہ

الاھل بلغت

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب حجۃ الوداع)

اور آج آپ کی قوم اس کا ناقابل تردید عملی ثبوت مہیا کر رہی تھی۔ یہی وہ آسمانی بادشاہت تھی جس کی مسیح علیہ السلام دیوانہ وار منادی کرتے رہے تھے۔

بنی اسرائیل نے تو موسیٰ کی چالیس روزہ غیر حاضری میں بچھڑے کو معبود بنالیا۔ مگر محمدؐ عربی کے غلاموں نے آپؐ کی مستقل جدائی پر بھی توحید پر پنجہ مارا اور اسے ہرگز نہ چھوڑا۔

سرور کائناتؐ نے کس شان اور یقین سے فرمایا تھا اللہ اللہ اصحابی

(جامع ترمذی ابواب المناقب باب فضل من بایع تحت الشجرۃ)۔

میری طرح میرے صحابہؓ میں بھی تمہیں خدا ہی نظر آئے گا اور خدا کے سوا کچھ دکھائی نہ دے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ

روح او در گفتن قول بلیٰ اول کسے
آدم توحید و پیش از آدمش پیوند یار

ہیچ کس از خبث شرک و رجس بت آگہ نشد
ایں خبر شد جان احمد را کہ بو از عشق زار

منت او برہمہ سرخ و سیاہ ثابت است
آنکہ بہر نوع انساں کرد جان خود نثار

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 ص 24، 25)

یعنی قول بلیٰ کہنے میں اس کی روح سب سے اول نمبر پر ہے وہ توحید کا آدم ہے اور آدم سے پہلے ہی محبوب ازلی سے اس کا تعلق تھا دنیا میں کوئی بھی شرک کی نجاست اور بتوں کی گندگی سے آگاہ نہ تھا صرف احمد کے دل کو یہ آگاہی ہوئی جو محبت الٰہی سے چور تھا۔ پس تمام گوری اور کالی قوموں پر اس کا احسان ثابت ہے جس نے نوع انسانی کے لئے اپنی جان قربان کر دی۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپؐ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا۔

(لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد 2 ص 206)

حقیقی آدم

پس بلاشبہ ہمارے نبی ﷺ روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی بلکہ حقیقی آدم تھے اور اپنی فتح نمایاں کی ابدی یادگار کے طور پر کلمہ طیبہ کو پیچھے چھوڑا۔

آپؐ نے اس کلمہ کو اذان اور نماز کا حصہ بنایا جس کے طفیل ایک طرف پر شوکت بنیادوں سے بلند و بالا آواز میں توحید کا یہ نعرہ گونجتا ہے اور دوسری طرف ہلکی آواز میں دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا ہے اور زمین کی دَوری گردش کی وجہ سے اس زمین پر ایک لمحہ بھی ایسا نہیں آتا جب اس کی بلندیوں اور پستیوں میں خدا کی توحید کا یہ درس جاری نہ ہو یہی وجہ ہے کہ دنیا کی ہر ایک قوم توحید سے دور اور مہجور ہو گئی مگر دین حنیف میں چشمہ توحید جاری رہا۔ اسی نیر توحید نے صدیوں کے بعد بھی اپنی طاقتور شعاعوں سے دیگر مذاہب میں توحید کی انقلابی تحریکوں کو جنم دیا۔

اسی لئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

"آج صفحہ دنیا میں وہ شے کہ جس کا نام توحید ہے بجز امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی فرقہ میں نہیں پائی جاتی اور بجز قرآن شریف کے اور کسی کتاب کا نشان نہیں ملتا کہ جو کروڑہا مخلوقات کو وحدانیت الٰہی پر قائم کرتی ہو اور کمال تعظیم سے اس سچے خدا کی طرف رہبر ہو ہر ایک قوم نے اپنا اپنا مصنوعی خدا بنا لیا مگر مسلمانوں کا خدا وہی ہے جو قدیم سے لازوال اور غیر مبدل اور اپنی صفتوں میں ایسا ہی ہے جو پہلے تھا۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 ص 117)

ایک ہندو لالہ بشن داس یہ نظارہ دیکھ کر پکار اٹھتے ہیں:

"آپ نے وحدانیت کا ننھا سا بیج عرب کے ریگستان میں ایسا بویا اور بجائے پانی کے اپنے خون جگر سے ایسا سینچا کہ آج وہ اتنا بڑا درخت ہو گیا ہے کہ اس کی شاخیں چار دانگ عالم میں پھیل گئی ہیں اور کروڑہا روحیں اس کے سایہ میں بیٹھ کر ایک سچے خدا کی سچی عبادت کا نہایت ہی لذیذ پھل کھا رہی ہیں۔

(بحوالہ برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول ص 28)

منارۂ نور

پس لاریب یہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی تھے جنہوں نے انسان کو ایک گہری تاریکی میں پایا اور اسے روشنی بخشی۔ آپؐ اس وقت آئے جب انسان اپنے رب سے ناآشنا تھا اور سینکڑوں اور ہزاروں بتوں کے سامنے اس کی جبین سجدہ ریز رہتی تھی۔ وہ ادنیٰ ادنیٰ مظاہر قدرت کی پرستش کرتا تھا اور ہر وہ چیز جس کے ادراک سے قاصر رہتا اسے دیوتاؤں اور معبودوں کا درجہ دے دیتا تھا۔ اس کے ارادے محدود اور مقاصد کوتاہ تھے کیونکہ بے جان یا ناچیز مخلوق کی خوشنودی اس کی امیدوں اور تمناؤں کی آخری اور سب سے اونچی چھلانگ تھی۔ انسان سینکڑوں بت تو اپنے سینہ و دل میں سجائے پھرتا تھا اور شیطانی اور طاغوتی طاقتیں اسے اپنا غلام بنائے ہوئے تھیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس ظلمت کدہ میں منارۂ نور اور سچی آزادی کے نقیب بن کر آئے۔ آپؐ نے انسان کو ہر قسم کے بتوں کی غلامی سے چھڑایا اور اسے اس خدائے واحد و یگانہ کا پتہ دیا جو قادر، حی و قیوم اور خالق الکل ہے اور اپنی صفات میں ازلی، ابدی اور غیر متغیر ہے۔ وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔ جو تمام صفات حسنہ سے متصف اور تمام رذائل سے منزہ ہے اور اس کی ذات اور صفات میں کوئی بھی شریک نہیں نہ زمین میں نہ آسمان میں۔ (ماخوذ از کشتی نوح)

آپؐ نے سچی توحید کو قائم کیا اور خدائے لم یزل ولایزال تک پہنچنے اور اس سے ملنے کی ساری راہیں اور ساری منزلیں طے کر کے انسان کے لئے غیر محدود انعامات کے دروازے کھول دیئے جن پر گامزن ہو کر لاکھوں انسان اپنے مولیٰ کے دربار تک جا پہنچے اور سرخرو ہوئے خدا نے ان کی خاطر کئی دنیائیں تہ و بالا کر دیں اور کئی دنیاؤں کو نئی زندگی عطا کی۔

جدوجہد جاری ہے

لیکن قیام توحید کی خاطر روح مصطفویؐ کی جدوجہد جاری ہے اور اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ تمام ابنائے آدم اپنے آسمانی واحد خدا کو پہچان کر زمین پر امت واحدہ نہیں بن جاتے۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے ظاہری جسم پر تو موت آچکی ہے مگر اسے یقین کرنا چاہئے کہ آپؐ کی روحانی زندگی پر فنا کا ہاتھ نہیں چل سکتا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے آقاؐ کے حضور کتنی سچی بات عرض کی تھی۔

واللّٰہ لا یجمع اللہ علیك موتین

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ووفاته)

خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپؐ پر ہرگز دو موتیں جمع نہیں کرے گا۔ آپؐ اپنی قوت قدسیہ اور روحانی فرزندوں کے ذریعہ زندہ رہیں گے اور زندگیاں عطا کرتے رہیں گے۔ آپ کی روحانی توجہ خلفاء راشدین اور مجددین امت اور اولیاء اللہ کا روپ دھار کر توحید کی منادی کرتی رہی اور کر رہی ہے اور ہر نئے چڑھنے والے دن میں توحید کا یہ پیغام نئے علاقے نئی سرزمینیں اور نئے دل فتح کر رہا ہے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ الہامی نوشتوں کے مطابق یہ صدائے توحید شش جہات میں غالب آئے گی اور ہر دوسری آواز کو خاموش کر دیا جائے گا۔

سنو سنو کہ یہ بشارت دل و نظر میں کیا رس گھول رہی ہے۔

"آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے.... وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 ص 304)

یہ سب کچھ ضرور ہو گا مگر اسی ذات کے طفیل جو کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مصداق تمام برکتوں کا منبع ہے۔

توحید کے دائرے میں سب سے بڑا امن ہے۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی شہرہ آفاق کتاب

ہستی باری تعالیٰ کی تلخیص - حضور کے اپنے الفاظ میں

خدا تعالیٰ کی ہستی کے دلائل' صفات الٰہیہ' تعلق باللہ اور خدائے واحد کو ماننے کے فوائد وغیرہ

(عبدالقدیر قمر صاحب)

مضمون کی اہمیت

ذات باری یعنی اللہ کا مضمون بہت وسیع مضمون ہے اور تمام مضامین اس سے نکلتے ہیں۔ دیکھو ملائکہ کیا ہیں۔ خدا تعالیٰ کی مخلوق اور اس کی طرف سے مختلف کاموں پر مقرر ہیں۔ نبی کیا ہیں؟ خدا تعالیٰ کی مخلوق اور اس کے بھیجے ہوئے۔ آسمانی کتابیں کیا ہیں؟ خدا تعالیٰ کا کلام۔ دعا کیا ہے؟ خدا تعالیٰ کے حضور التجا۔ نماز۔ روزہ۔ حج زکوٰۃ کیا ہیں؟ خدا تعالیٰ کی عبادات۔ بندوں سے حسن سلوک کیا ہے؟ اپنے محبوب کے پیاروں سے پیار اور اس ذریعہ سے اپنے محبوب سے ملنے کی خواہش اور اس کے انعامات کی امید۔ غرض سارے کے سارے مضمون اس کے گرد اس طرح گھومتے ہیں جس طرح چاند سورج کے گرد گھومتا ہے۔

اس زمانہ میں گناہ اور بدی کی کثرت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لوگ خدا کا انکار کرتے ہیں۔ اور سب بدیاں اور گناہ خدا کو نہ سمجھنے۔ اور اس پر حقیقی ایمان نہ لانے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

خدا کے ماننے کا فائدہ

جب کہا جاتا ہے کہ خدا کو مانو۔ تو بعض لوگوں کے دلوں میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم خدا کے وجود یا عدم وجود کی بحث میں پڑیں ہی کیوں۔ اس کا فائدہ ہی کیا ہے۔ اب بھی ہم محنت سے کماتے ہیں۔ اگر خدا کو مان کر بھی محنت ہی کرنی پڑے گی۔ اور جو کوشش اب کرتے ہیں وہی پھر بھی کرنی ہوگی۔ تو پھر خدا کے ماننے سے ہماری زندگیوں میں کون سا تغیر ہوا جس کی خاطر ہم یہ جھگڑا سہیڑیں۔

اصل جواب اس سوال کا کہ خدا تعالیٰ پر کیوں ایمان لایا جائے یہ ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ موجود ہے۔ اس لئے اس پر ایمان لانا چاہئے اور دوسری صداقتوں کو جو ہم مانتے ہیں تو یہ سوچ کر تو نہیں مانتے کہ ان کے ماننے میں کیا فائدہ ہے۔ بلکہ اس لئے مانتے ہیں کہ وہ سچائیاں ہیں اور سچائیوں کو معلوم ہونے کے بعد نہ ماننا جہالت اور حماقت ہے۔

اگر خدا ہے تو دکھاؤ

بعض نادان کہتے ہیں کہ اگر خدا ہے تو ہمیں دکھاؤ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہر چیز کے دیکھنے اور معلوم کرنے کا طریق الگ ہے۔ اور یہ کہنا کہ دوسری چیزوں کی طرح ہی خدا بھی ہمیں دکھاؤ۔ نہایت ہی بے ہودہ اور خلاف عقل سوال ہے۔ ہم نے کب کہا ہے کہ خدا کوئی مادی چیز ہے جسے اور مادی چیزوں کی طرح دیکھا جا سکتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی ذات

خدا تعالیٰ کی ذات کیسی ہے؟ اس کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے۔ لاتدرکہ الابصار (۔) ابصار علم کو بھی کہتے ہیں۔ اس لئے اس کا یہ مطلب ہوا۔ کہ تم خدا کو ان ظاہری آنکھوں سے ہی نہیں بلکہ اپنے علم اور فہم سے بھی نہیں دیکھ یا معلوم کر سکتے۔ مگر جب خدا تعالیٰ خود تم پر اپنا اثر ڈالے۔ تو جس طرح لوہے پر مقناطیس کا اثر پڑنے سے مقناطیس کا پتہ لگ سکتا ہے۔ اسی طرح تم خدا کے اثر سے اس کو معلوم کر سکتے ہو۔

ہستی باری تعالیٰ کے دلائل

پہلی دلیل خدا کا خیال ہر قوم میں پایا جاتا ہے۔ اور خدا کے بڑے سے بڑے منکر بھی اسے تسلیم کرتے ہیں کہ قبولیت عامہ بہت بڑی دلیل ہے۔ چنانچہ سپنسر جو دہریت کا بانی ہوا ہے اس نے لکھا ہے کہ جس بات کو ساری دنیا مانتی ہو۔ وہ بالکل غلط نہیں ہو سکتی اس کی ضرور کچھ نہ کچھ حقیقت ہوتی ہے۔ پس ہم ساری اقوام کو دیکھتے ہیں کہ۔ ان میں خدا کا خیال پایا جاتا ہے۔

دوسری دلیل دوسری دلیل جو خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق قرآن کریم نے دی ہے۔ یہ ہے قل ھو اللّٰہ احد۔ کہو خدا ہے۔ اور ہے بھی ایک۔ اس آیت میں جو یہ دو دعوے کئے گئے ہیں کہ خدا ہے اور ایک ہے۔ ان میں سے پہلے کا ثبوت تو یہ دیا کہ اللہ الصمد اور دوسرے کے دو ثبوت دیئے کہ (1) لم یلد ولم یولد (2) ولم یکن لہ کفواً احد۔

تیسری دلیل انسانی پیدائش خدا کے ہونے کا ثبوت ہے۔ کیونکہ اگر نیچر ہی سب چیزوں کو پیدا کرنے والی ہوتی۔ خدا نہ ہوتا۔ تو جسمانی ترقی بھی جاری رہتی۔ اور انسان سے آگے کچھ اور بنتا۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ جسمانی تغیر بند ہو گیا ہے اور اس کے مقابلہ میں انسانی روح کو مضبوط اور ترقی یافتہ بنانے کا سلسلہ جاری ہو گیا ہے۔

چوتھی دلیل چوتھی دلیل ہستی باری تعالیٰ کے متعلق سبب اور مسبب کی ہے جو عام طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ اور جسے ایک ان پڑھ آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔ اس لئے بہت کار آمد ہے۔

قرآن کریم نے بھی اس دلیل کو لیا ہے۔ جیسا کہ آتا ہے افی اللہ شك فاطر السمٰوت والارض اے لوگو! کیا تمہیں اس خدا میں شک ہے۔ جس نے آسمانوں اور اس زمین کو پیدا کیا ہے۔

پانچویں دلیل پانچویں دلیل جس کو دلیل انتظامی کہنا چاہئے۔ اور جو چوتھی دلیل کی ہی درحقیقت ایک ترقی یافتہ صورت ہے اور اس میں دنیا کے وجود سے کسی خالق پر استدلال نہیں کیا جاتا بلکہ دنیا کے انتظام سے خالق پر استدلال کیا جاتا ہے دنیا کا انتظام ہستی باری تعالیٰ پر ایک بہت زبردست دلیل ہے۔

چھٹی دلیل انسان کی اخلاقی طاقتیں بھی ایک خدا پر دلالت کرتی ہیں۔ انسان فطرتاً نیکی کا خواہشمند اور اس کی طرف مائل ہے۔ اور چاہتا ہے کہ اچھی باتیں اس میں پائی جائیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس دلیل کو اس طرح پیش فرمایا ہے۔ لا اقسم بیوم القیامۃ (۔) تمہارے یہ خیالات کہ کوئی محاسبہ کرنے والی ہستی موجود نہیں ہے بالکل باطل ہیں۔

ساتویں دلیل ساتویں دلیل اس بات کی کہ خدا ہے۔ دلیل شہادت ہے۔ اور دنیا میں سارے فیصلے شہادت پر ہی ہوتے ہیں۔ شاید 99 فیصدی فیصلے اس کے ذریعہ ہوتے ہوں گے۔ نہ صرف مقدمات میں بلکہ تمام علوم میں۔ دنیا کا ہر شخص جس قدر باتیں جانتا ہے اور جس قدر باتوں کو وہ صحیح مانتا ہے ان کے متعلق دریافت کر کے دیکھ لو عالم سے عالم آدمی بھی ان میں سے ننانوے فیصدی کو صرف شہادت کی بنا پر تسلیم کرتا ہے نہ کہ اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر اور مشاہدہ پر۔

آٹھویں دلیل خدا تعالیٰ کی ہر صفت اس کی ہستی کا ثبوت ہے ہم کہتے ہیں کہ خدا رحیم' کریم' قدیر' سمیع' بصیر ہے۔ پس اگر یہ ثابت ہو جائے کہ انسان سے بالا ایک ہستی ہے جو رحیم ہے اور رحم کرتی ہے۔ کریم ہے۔ کرم کا سلوک کرتی ہے۔ ہماری ضروریات کو پورا کرتی ہے۔ دکھوں اور تکلیفوں کے وقت ہماری حفاظت کرتی ہے۔ عام قانون کے ذریعہ سے بھی اور خاص اسباب پیدا کر کے بھی۔ تو یہ ماننا پڑے گا کہ خدا ہے۔

صفت عزیز

اگر یہ صفت اپنا کام کرتی ہوئی ثابت ہو جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ خدا ہے عزیز کے معنے غالب کے ہیں۔ اور اس کی صفت کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے میں نے یہ مقرر کر دیا ہے۔ کہ میں اور میرے رسول

ایک ناپاک انسان تو بہشت کے قابل بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کے لائق کب ہو سکتا ہے۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الاول)

ہمیشہ غالب ہوں گے۔

صفت متکلم

ہزاروں اور لاکھوں نبی ایسے ہوئے ہیں جن کو خدا کی طرف سے بتایا گیا کہ میں ہوں اور ان کی جماعتوں میں بھی ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں۔ اور اب ہماری جماعت میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا ہے خود مجھے بھی اللہ تعالیٰ کے محض فضل سے اس کا تجربہ ہے۔ اب اگر کوئی مجھے سنائے کہ خدا نہیں۔ تو میں کس طرح اس کی بات مان سکتا ہوں۔

صفت مجیب

جس قدر لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے کے مدعی گزرے ہیں سب کہتے چلے آئے ہیں کہ خدا مجیب ہے۔ دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ اب اگر تجربہ سے ثابت ہو جائے کہ خدا تعالیٰ کی یہ صفت ہے۔ کہ کوئی دعاؤں کو قبول کرنے والی ہستی موجود ہے تو خدا تعالیٰ کے وجود میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔

صفت حفیظ

تمام نبیوں نے شہادت دی ہے کہ خدا حفیظ ہے۔ اب آؤ دیکھیں کہ کیا کوئی حفیظ ہستی ہے۔ جو قانون قدرت کے علاوہ حفاظت کرتی ہے۔ اگر کوئی ایسی ہستی ثابت ہو جائے تو ماننا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ موجود ہے میں اس صفت کے ثبوت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کو پیش کرتا ہوں۔

صفت خالقیت

میں صفت خلق کو بیان کرتا ہوں۔ یہ اگر تمام تخلیق کے علاوہ جو دنیا میں ایک مقررہ قاعدہ کے ماتحت ہو رہی ہے ایک خاص تخلیق بھی ثابت ہو جائے تو ماننا پڑے گا کہ ایک ایسی ہستی ہے جس کی قدرت میں ہے کہ جو چاہے پیدا کرے اور یہ خدا تعالیٰ کے موجود ہونے کا ایک زبردست ثبوت ہو گا۔

صفت عالم الغیب

اس میں کیا شک ہے کہ اگر کسی انسان کو بلا ظاہری تدابیر کے ایسے علوم پر آگاہی حاصل ہونے لگے جن کا جاننا انسان کے لئے ناممکن ہے تو ماننا پڑے گا کہ ایک عالم الغیب خدا موجود ہے۔ جس کی طرف سے اپنے خاص بندوں کو خاص علم دیا جاتا ہے۔

خدا تعالیٰ کا اسم ذات

(دین حق) سے پہلے کسی قوم کو خدا کا اسم ذات بتایا ہی نہیں گیا۔ اور اس میں ایک بہت بڑی حکمت ہے۔ اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کا اسم ذات اس کی ساری صفات کو اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور ساری صفات محمد ﷺ کے ذریعہ سے امت محمدیہ پر ہی ظاہر ہوئیں اس لئے اور کسی پر خدا تعالیٰ نے اپنا ذاتی نام ظاہر نہ کیا۔

اور ہمیں جو اسم اعظم دیا گیا ہے وہ اتنا ظاہر ہے کہ اسے کوئی چھپا ہی نہیں سکتا وہ نام اللہ ہے۔ یہ چھپانے والا نام نہیں بلکہ ظاہر کرنے والا نام ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ بلند آواز سے اذان میں اور نمازوں میں اللہ اکبر کہو۔ غرض (دین) میں ہی اللہ تعالیٰ کا اسم ذات پایا جاتا ہے اور وہ اللہ کا لفظ ہے۔

(دین) میں ہستی باری تعالیٰ کا تصور

(دین) کہتا ہے کہ ایک بالا ہستی جامع جمیع صفات موجود ہے وہ قائم بالذات ہے۔ اپنے وجود میں کامل ہے۔ دوسروں کا محتاج نہیں۔ محدود نہیں جس طرح آسمان پر ہے۔ اسی طرح زمین پر ہے۔ جگہ اسے بند نہیں کر سکتی جہات اس پر تصرف نہیں رکھتیں۔ زمانہ اس پر حکومت نہیں کر سکتا۔ وہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے دور ہے۔ اسے کسی نے نہیں بنایا مگر جو کچھ بھی موجود ہے اس کا بنایا ہوا ہے۔ وہ سب سے بالا ہے اور سب کچھ اس کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ اس کی مرضی کے بغیر کوئی کچھ نہیں کر سکتا وہ بادشاہ ہے وہ مالک ہے وہ ہدایت دینے والا ہے حفاظت کرنے والا ہے اور عزت و ذلت اسی کے اختیار میں ہے۔ وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور ہر اک بات کو جانتا ہے مگر وہ سننے اور دیکھنے اور جاننے کے لئے ہماری طرح آلات کا محتاج نہیں۔ جو کچھ دنیا میں نظر آتا ہے سب اسی کی صفات کا ظہور ہے۔ وہ ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس نے دنیا کو خاص مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ دنیا اس مقصد کو پورا کرے۔ اس میں اس کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ خود دنیا کا فائدہ اور اس کی ترقی ہے۔

خدا کی حقیقت پانا مشکل ہے

خدا کی ذات اور حقیقت کو کوئی نہیں پا سکتا۔ کیونکہ جس چیز کی حقیقت کو کوئی پا لیتا ہے۔ اس کو بنا بھی لیتا ہے اور ہمارا خدا کی حقیقت کو پالینے کا یہ مطلب ہو گا۔ کہ ہم اسے بنا بھی سکتے ہیں۔ مثلاً گھڑی ہے۔ اس کے متعلق اگر کامل علم ہو اس کے پرزوں کی ساخت کا بھی اور ان کی ترکیب کا بھی اور اس سامان کا بھی جس سے وہ بنتی ہے اور جس طرح وہ بنتی ہے تو پھر اس کا بنانا بھی ہمارے لئے بالکل ممکن ہو گا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی حقیقت کو سمجھ لینے اور پالینے کا یہ مطلب ہو گا کہ ہم ایک ویسا ہی خدا بنا بھی سکیں۔ مگر ہم

دیکھتے ہیں کہ خدا کو سمجھنا تو الگ رہا ہم اپنے آپ کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔

معرفت کے تین طریق

کسی چیز کی معرفت کامل حاصل کرنے کے تین طریق ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اس چیز کو پکڑ کر سامنے کر دیا جائے۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ اس چیز کی بناوٹ کو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا جائے تیسرا طریق یہ ہے جو ان چیزوں کے متعلق استعمال کیا جاتا ہے جو مرئی نہیں ہیں یہ ہے کہ ان کی صفات کے ذریعہ سے ان کی معرفت کرائی جاتی ہے۔ مثلاً نور ہے یہ ایسی چیز نہیں کہ اس کی بناوٹ بیان کر سکیں۔ اس لئے ایک اندھے کے سامنے اس کی صفات ہی بیان کی جائیں گی۔ اس کے ذریعے آنکھ بغیر ٹٹولنے کے معلوم کر لیتی ہے

کہ کسی چیز کی لمبائی کیا ہے چوڑائی کیا ہے اور اونچائی کیا ہے۔

کیا خدا ایک ہی ہے

جب سے تاریخ عالم کا پتہ چلتا ہے یہ سوال بنی نوع انسان کے سامنے رہا ہے کہ کیا خدا ایک ہی ہے یا ایک سے زیادہ ہستیاں ہماری اطاعت و فرمانبرداری کی مستحق ہیں؟ اس سوال کا جواب (دین) نے نہایت واضح اور زوردار الفاظ میں یہ دیا ہے کہ خدا صرف ایک ہے اور کوئی ہستی اس کی شریک نہیں۔ بلکہ عقلاً بھی ایسی ہستی ایک ہی ہو سکتی ہے۔ دو نہیں ہو سکتیں۔ یہ بالکل ناممکن ہے۔ اور ہماری عقل ہی نہیں سمجھ سکتی کہ دو محیط کل ہستیاں ہوں۔ دو کا لفظ ہی حدبندی پر دلالت کرتا ہے اور حدبندی کے ساتھ اس غیر محدود قوت کا خاتمہ ہو جاتا ہے جو خدا کے خیال کے ساتھ لازم و ملزوم ہے۔ پس خدا ایک ہی ہو سکتا ہے دو خدا نہیں ہو سکتے۔

شرک کی اقسام

اول یہ خیال کرنا کہ ایک سے زیادہ ہستیاں ہیں جو یکساں طاقتیں رکھتی ہیں اور سب کی سب دنیا کی حاکم اور سردار ہیں یہ شرک فی الذات ہے۔

دوسرے یہ خیال کرنا کہ دنیا کی مدبر ہستیاں ایک سے زیادہ ہیں جن میں کمالات تقسیم ہیں۔ کسی میں کوئی کمال ہے اور کسی میں کوئی یہ شرک ہے۔ اور یہ بھی درحقیقت شرک فی الذات ہی ہے۔

تیسرے وہ اعمال جو مختلف قوموں میں عاجزی اور انکساری کے لئے اختیار کئے گئے ہیں۔ ان میں سے جو حد درجہ کے انتہائی عاجزی کے اعمال ہیں۔ ان کو خدا کے سوا کسی اور کے لئے کرنا شرک ہے۔

چوتھی قسم شرک کی یہ ہے کہ اسباب ظاہری کے متعلق یہ سمجھے کہ ان سے میری سب ضروریات پوری ہو جائیں گی۔ اور اللہ تعالیٰ کے تصرف کا خیال دل سے مٹا دے۔

پانچویں قسم شرک کی یہ ہے کہ خدا کی وہ صفات جو اس نے بندوں کو نہیں دیں جیسے مردہ کو زندہ کرنا یا کوئی چیز پیدا کرنا وغیرہ میں خدا تعالیٰ کی خصوصیت کے سب امور کو مٹا دینا اور ان صفات میں کسی اور کو شریک کر دینا شرک ہے۔

چھٹی قسم شرک کی یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے اسباب کو بالکل نظرانداز کر دے۔

ساتویں یہ سمجھنا کہ خدا کو کسی بندہ سے ایسی محبت ہے کہ ہر ایک بات اس کی مان لیتا ہے یہ بھی شرک ہے۔ ہر ایک بات جو وہ کہتا ہے۔ قبول ہو۔

آٹھویں قسم شرک کی یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کے متعلق جسے خدا کے قانون قدرت نے کسی کام کے کرنے کے لئے کوئی طاقت نہیں دی۔ اس کے متعلق خیال کر لیا جائے کہ وہ فلاں کام کرلے گی۔

نویں قسم شرک کی یہ ہے کہ ایسے اعمال جو مشرکانہ رسوم کا نشان ہیں گو اب شرک کی مشابہت نہیں رکھتے۔ ان کا بلاضرورت طبعی ارتکاب کرے۔

دسویں قسم شرک کی یہ ہے کہ خواہ عمل نہ ہو مگر دل میں محبت' ادب' خوف اور امید کے جذبات خدا کی نسبت اوروں سے زیادہ رکھتا ہو یا خدا کے برابر رکھتا ہو۔

ان دس قسموں کے باہر کسی قسم کا شرک میرے نزدیک نہیں بچتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں سب اقسام شرک کے ان دس قسموں میں آ جاتی ہیں۔

صفات الٰہیہ کیا ہیں

صفات الہیہ وہ اسماء ہیں کہ جن کے ذریعہ سے بندے اور خدا تعالیٰ کا تعلق بتایا جاتا ہے یا خدا تعالیٰ کے مقام تنزیہ یا نزول کی کیفیت بتائی جاتی ہے یعنی وہ اپنی ذات میں کیا کمال رکھتا ہے اور بندوں سے کس طرح معاملہ کرتا ہے۔

خدا کی صفات غیر محدود ہیں

خدا تعالیٰ کی صفات بھی اسی طرح غیر محدود ہیں۔ جس طرح کہ اس کی ذات غیر محدود ہے۔ اور ہمیں قرآن اور حدیث میں جو صفات الٰہیہ بتائی گئی ہیں۔ وہ وہ صفات ہیں کہ جو اس دنیا میں انسان سے تعلق رکھتی ہیں ان کے علاوہ اور ایسی صفات ہو سکتی ہیں جو ملائکہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ یا ہم سے تعلق تو رکھتی ہیں لیکن بہشت میں۔ اور اس دنیا کی زندگی سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ان کو ہم یہاں سمجھ سکتے تھے۔

تعلق باللہ

طبعاً انسان کے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے خدا سے میرا بھی کوئی تعلق پیدا ہو سکتا ہے؟

دلائل ہستیٔ باری تعالیٰ

جو مانتا خدا کو نہ ہو اس کو اے عزیز
عقلی دلیلیں ہستیِ باری کی دے سُنا

اتنا وہ مان لے گا دلائل سے بالضّرور
عالَم کے کارخانہ کا اک چاہیئے خدا

اگلا قدم یہ ہے کہ ہو ایمان بھی نصیب
اس کے لئے کلامِ خدا کی مدد مُلا

قرآں کی روشنی میں نظر آئے گا اسے
موجود ہے وہ ذات جو ہے سب کا مبتدا

مخلوق بن گئی ہے وہ کہتا ہے خود بخود
بے مثل جو کلام ہے کیونکر وہ خود بنا؟

اِنسان غیب دانی سے عاری ہے گر تو پھر
صدیوں کے غیب کا اسے کیونکر پتہ لگا؟

تازہ نشان حضرت مہدی کے پیش کر
مومن کو معرفت کی ذرا چاشنی چکھا

سارا جہاں ہو جس کا مخالف وہ کس طرح
غالب ہر ایک جنگ میں ہوتا ہے بَرملا

اب آگے ہے یقین کا درجہ مرے عزیز
ذاتی مشاہدہ سے خدا کا مِلے پتا

یعنی یہ کہہ دے اُس سے کہ اب آگیا ہے وقت
گر وصل چاہتے ہو تو خود کو کرو فنا

"جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما"

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب

انسان کو اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت میں سرشار رہے۔ (حضرت المصلح الموعود)

(دین) کہتا ہے کہ ہاں ہو سکتا ہے اور اس کا طریق یہ ہے کہ تخلقوا باخلاق اللہ خدا کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ وتر یحب الوتر۔ خدا وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔ پھر فرمایا ان اللہ جمیل یحب الجمال کہ خدا خوبصورت ہے۔ اور خوبصورت کو پسند کرتا ہے۔

رویت الٰہی سے مراد

رویت الٰہی سے مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات تنزل اختیار کر کے تمثیلی صورت میں آتی اور انسان ان کا جلوہ دیکھتا ہے یا یہ کہ اپنے قلب میں انسان خدا تعالیٰ سے ایک ایسا روحانی اتصال پاتا ہے کہ اسے سوائے دیکھنے کے اور کسی چیز سے تشبیہ نہیں دے سکتا۔

موٹی مثال ہے۔ کلام اللہ نازل ہوتا ہے۔ ہم اسے پڑھ جاتے ہیں اس کے بعد لفظ تو غائب ہو جاتے ہیں مگر ایک بات انسان کے اندر پیدا ہو جاتی ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتی ہے۔ پس معانی کا شکل اختیار کرنا کوئی بعید بات نہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی صفات کو تصویری زبان میں دکھا دیا جانا بھی ناممکن نہیں ہے۔

انسان دنیا میں خدا سے کیا کچھ حاصل کر سکتا ہے؟

انسان چاہتا ہے کہ اسے عزت حاصل ہو۔ اور ادھر دیکھتا ہے کہ خدا کا ایک نام معز ہے۔ اس لئے وہ سمجھتا ہے کہ ادھر ادھر جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کو کیوں نہ کہوں کہ اے معز مجھے عزت دے۔

پھر انسان کو رزق کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور خدا رازق ہے۔ جو اس کی اس صفت سے واقف ہے وہ بجائے ادھر ادھر دھکے کھانے کے اسی کے حضور میں کہے گا کہ اے رازق مجھے رزق دے۔

غرض ہر چیز کا خزانہ خدا تعالیٰ کے پاس موجود ہے۔ کوئی ضرورت ایسی نہیں جس کا خزانہ خدا کی صفات میں نہ مل سکتا ہو۔ پس خدا کی صفات کے علم کے ذریعہ سے انسان اپنی تمام ضروریات کو پوری کر سکتا ہے۔

اے خدا اگر تو نے اس جماعت کو آج ہلاک کر دیا تو تیری عبادت کون کرے گا

صحابہ رسول ﷺ کی محبت الٰہی اور غیرت توحید کے حیران کن واقعات

میری آنکھ پر ضرب کی کیا بات ہے میری دوسری آنکھ بھی دکھ اٹھانے کے لئے تیار ہے

مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد دعوت الی اللہ

لا الہ الا اللّٰہ "اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔" اسی حقیقت اور سچائی کو دلوں میں جاگزیں کرنے کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار رسول آئے۔ ہر نبی کا اولین درس محبت توحید باری کا قیام ہی تھا۔ مگر سب سے بڑھ کر یہ سبق ہمارے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ نے ذہن نشین کروایا۔ جن کو توحید حقیقی کی کامل معرفت اور صفات الٰہیہ کے حسین جلوے عطا کئے گئے' جس زمانہ میں آپ تشریف لائے۔ اس وقت صرف خانہ کعبہ ہی بتوں سے بھرا ہوا نہیں تھا بلکہ سرزمین عرب کے ایک ایک باسی نے دل و سینہ میں نہ جانے کتنے کتنے مشرکانہ بت سجا رکھے تھے۔ مخلوق خدا پرستش کرتی تھی تو لات و منات کی۔ نذریں گزاری جاتی تھیں تو ھبل اور عزیٰ کے نام کی۔ خالق کائنات کو چھوڑ کر معبودان باطلہ کے حصے ہر چیز میں مقرر تھے۔ کھیتوں میں بھی اور جانوروں میں خدائے واحد کی بجائے ان بتوں کے نام پر قربان کئے جاتے تھے تو کچھ ان کی خاطر آزاد چھوڑ دیئے جاتے تھے۔ بحیرہ' سائبہ' وصیلہ اور حام ایسی ہی بیہودہ مذہبی رسموں کے شاخسانے تھے۔ اس گھپ اندھیری رات میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعہ عرب میں توحید کا سورج طلوع ہوا۔ اس آفتاب ہدایت سے رفتہ رفتہ دلوں کے ظلمت کدے روشن ہونے لگے' تاریکیاں دور ہونے لگیں' سینے بتوں کی محبت کی بجائے' محبت و عزت الٰہی سے بھر گئے۔ اور عرب جو بتوں کا مسکن تھا توحید سے ایسے بھر گیا جیسے سمندر پانی کے قطرات سے۔ یہ حیرت انگیز انقلاب بھی دراصل رسول اللہ کی محبت الٰہی اور عشق توحید کا نتیجہ تھا جس میں سرشار ہو کر' آپ نے اپنی قوم کی ہدایت کے لئے خدائے غیور کے حضور بہت آہ وزاریاں کی تھیں۔ وہ عشق الٰہی کہ مشرکین مکہ بھی نہایت تعجب سے جس کے تذکرے کرتے اور کہتے تھے کہ محمد تو اپنے رب پر عاشق ہے۔

محبت کا نشہ

یہی سچا عشق آپ نے اپنے غلاموں میں پیدا فرمایا بلکہ انہیں للّٰہی محبت کا ایسا نشہ لگایا کہ توحید انہیں اپنی جانوں سے عزیز ہو گئی' جیسا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ حلاوت ایمانی تبھی نصیب ہوتی ہے جب اللہ اور اس کا رسول ہر چیز سے زیادہ پیارے ہوں (بخاری کتاب الایمان) چنانچہ اذیتوں کے نت نئے طریق اور تعذیب کے تمام حربے اصحاب رسول کو اعلان توحید سے باز نہ رکھ سکے۔

صبر کرو

رسول اللہ ؐ نے مکے کی سنگلاخ وادیوں میں انتہائی دکھ بھرے دل کے ساتھ خاندان یاسر کو توحید کی خاطر مصائب و آلام کا نشانہ بنتے دیکھا' آپ ان کو کوئی پناہ تو مہیا نہ کر سکے البتہ تسلی دلاتے ہوئے فرمایا۔

اے آل یاسر صبر کرو۔ اس کے بدلے تمہیں جنت کی نوید ہو۔

پھر وفا شعار یاسر اور ان کی بیوی سمیہ نے خدائے واحد و یگانہ کے نام پر اپنی جانیں بے دریغ قربان کر دیں۔ مگر اپنے ایمان پر کوئی آنچ نہ آنے دی۔

احد۔ احد

صدق و استقامت کا یہی نمونہ حضرت بلال ؓ حبشی نے دکھایا جب انکا آقا امیہ بن خلف انہیں اقرار توحید کے جرم میں طرح طرح کی اذیتوں کا نشانہ بناتا تھا اور بلال احد احد یعنی خدا ایک ہے خدا ایک ہے کے نعرے بلند کرتے تھے ایک دفعہ اسی حال میں ورقہ بن نوفل پاس سے گزرے (جو خود ایک موحد عیسائی عالم تھے) بلال کو توحید کے نشہ میں سرشار دکھ برداشت کرتے دیکھ کر وہ ظالموں سے انہیں بچا تو نہ سکے مگر بے اختیار یہ کہہ اٹھے کہ اے بلال اگر اس طرح ماریں کھاتے خدا کی خاطر تم نے جان دے دی تو میں تمہاری قبر پر یادگار نشان نصب کروں گا۔ ایک علمبردار توحید کا نشان۔ مگر ورقہ کو کیا معلوم تھا کہ توحید کی خاطر یہ تو قربانیوں کا آغاز تھا یہاں تو رسول اللہ ؐ کے ہر غلام نے علمبردار توحید بن کر آپ ؐ کے مشن کی تکمیل کرنی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ایک دفعہ ایک صحابی کو ایک مہم پر بھجوایا۔ انہیں اپنے ساتھیوں کی نماز میں امامت کرانے کا موقع میسر آیا تو وہ ہر دفعہ نماز میں کچھ تلاوت قرآن کرنے کے بعد آخر میں سورہ اخلاص ضرور پڑھتے اور اس پر اختتام کرتے۔ صحابہ نے واپس آکر نبی اکرم ؐ سے اس کا ذکر کیا حضور نے فرمایا اس سے پوچھو یہ ایسا کیوں کرتا تھا۔ لوگوں نے پوچھا تو اس نے کہا کہ اس سورت میں رحمٰن خدا کی تعریف بیان ہوئی ہے۔ اس کی توحید اور عظمت کا بیان ہے۔ اور مجھے اس کی تلاوت بہت پیاری لگتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

اسے بتا دو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔

(بخاری کتاب التوحید)

توحید کی روح

واقعی رسول کریم ﷺ کی پاکیزہ صحبت اور اعلیٰ تعلیم نے آپ کے سب غلاموں میں توحید حقیقی کی سچی روح پھونک دی تھی۔ آپ نے قرآنی تعلیم کی روشنی میں انہیں درس توحید دیتے ہوئے باور کرایا تھا کہ ایک ایسی قادر مقتدر ہستی ہماری خالق و مالک ہے جو رب العالمین ہے اور رحمان و رحیم بھی جس کی مرضی کے بغیر کسی درخت کا پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔ ہاں ایک ایسی واحد و یگانہ ہستی جو متصف ہے ان تمام صفات حسنہ سے جن کا تصور کیا جا سکتا ہے اور منزہ ہے تمام عیوب سے۔ وہ اپنے بندوں سے محبت کا تعلق قائم کر کے ان سے کلام کرتا ہے۔ ان کی دعائیں سنتا اور انا الموجود کا ثبوت دیتا ہے مگر اس کے لئے کامل عبودیت اور مخلصانہ عبادت شرط ہے۔ وہ واحد و یگانہ خدا شرک کو ظلم عظیم قرار دیتا ہے وہ سارے گناہ بخش دیتا ہے مگر شرک کو نہیں بخشتا۔ کیونکہ اسے اپنی توحید کی بڑی غیرت ہے۔ غیرت توحید کا یہ جذبہ رسول اللہ ؐ نے اپنے تمام غلاموں میں پیدا فرما دیا تھا۔

دوسری آنکھ بھی تیار ہے

حضرت عثمان بن مظعون بھی اسی جذبہ محبت الٰہی سے سرشار تھے اور آپ ان السّابقون الاولون میں شامل ہیں جنہیں خدا کی خاطر گھر بار قربان کرنے کی توفیق ملی اور آپ ہجرت کر کے حبشہ تشریف لے گئے۔ کچھ عرصہ بعد اس افواہ پر مکہ واپس آگئے کہ مکہ والے مسلمان ہو گئے ہیں۔

مکہ میں داخل ہونے اور وہاں پُر امن قیام کے لئے کسی سردار کی پناہ کی ضرورت تھی جو ان کے ایک عزیز سردار ولید بن مغیرہ نے دے دی۔ کچھ دن مکہ میں رہ کر عثمان نے دیکھا کہ بعض کمزور مسلمان تو کفار کا تختہ مشق ستم بن رہے ہیں اور ان پر ولید کی پناہ کی وجہ سے ہاتھ اٹھانے کی کوئی جرأت نہیں کرتا تو انہیں خیال آیا کہ کیوں نہ میں بھی اللہ کی راہ میں تکالیف برداشت کرنے کا لطف اٹھاؤں چنانچہ انہوں نے ولید بن مغیرہ سے جا کر کہا کہ آپ میری امان واپس لینے کا اعلان کر دیں۔ اس نے کہا کیا آپ کو کسی نے تکلیف پہنچائی ہے۔ انہوں نے بہت شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے وفائے عہد کے لئے ممنون احسان ہوں مگر میں بھی عام مسلمانوں کی طرح زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں اور مجھے خدائے واحد کے سوا کسی کی امان کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ ولید نے ان کے اصرار پر خانہ کعبہ میں جا کر اپنی امان واپس لینے کا اعلان کر دیا۔

اس کے بعد کا واقعہ ہے کہ خانہ کعبہ میں مشہور شاعر لبید کے شعر و سخن کی مجلس لگی ہوئی تھی۔ اہل مکہ اور سرداران قریش موجود تھے۔ عثمان بھی شعر سن رہے تھے کہ لبید نے شعر کا پہلا مصرعہ پڑھا۔

الا کل شی ء ما خلا اللّٰہ باطل

کہ خدا کے سوا ہر چیز باطل ہونے والی ہے۔ تو عثمان نے عشق توحید الٰہی میں سرشار ہو کر کہا تو نے سچ کہا واقعی ایسا ہی ہے مگر جب لبید نے دوسرا مصرعہ پڑھا

وکل نعیم لا محالة زائل

کہ ہر نعمت بہرحال زائل ہو کر رہنے والی ہے۔ تو وہی عثمان جو پہلے داد دے رہے تھے اب

اے واحد لاشریک' سچے اور حقیقی رب! ہم تیرے حضور سر نیاز جھکاتے ہیں۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث)

غیرت دینی میں کہنے لگے یہ جھوٹ ہے جنت کی نعمتیں کبھی ختم نہ ہوں گی۔ اسے شاعر نے اپنی توہین سمجھا اور کہا اے قریش پہلے تو تمہاری مجالس میں ہمارے ساتھ ایسا سلوک نہ ہوتا تھا۔ اس پر ایک جوشیلا نوجوان اٹھا اور اس نے اس زور سے عثمان کے چہرے پر تھپڑ مارا کہ آنکھ پر نیل پڑ گئے۔ کسی نے ان سے کہا کہ تم نے کیوں ولید کی پناہ چھوڑی جو یہ نتیجہ نکلا اس پر عثمان نے محبت الٰہی میں ڈوب کر کیا خوبصورت جواب دیا کہا کہ اللہ کی پناہ میرے لئے زیادہ معزز اور امن والی ہے۔ اس سے بہتر کوئی پناہ نہیں۔ باقی جہاں تک آنکھ پر ضرب لگنے کی بات ہے خدا کی قسم میری تو دوسری آنکھ بھی اللہ کی راہ میں یہ دکھ اٹھانے کے لئے بے چین اور بے قرار ہے۔

اس واقعہ کے بعد ولید نے پھر آپ کو اپنی پناہ میں لینے کی پیشکش کی مگر عثمان بن مظعون نے انکار کر دیا۔ اور اسی حال میں مصائب برداشت کرتے رہے یہاں تک کہ گھر بار چھوڑ کر مدینہ ہجرت کی۔

(اسد الغابہ جلد 3 ص 386)

مدینہ جا کر عثمان بن مظعون اللہ کی محبت میں ایسے کھوئے گئے کہ دنیا سے کنارہ کشی کر کے ایک خلوت گاہ میں گوشہ نشین ہو گئے اور یہ ارادہ کیا کہ دن کو روزے رکھیں گے اور رات کو عبادت کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس خلوت گاہ سے باہر نکالا اور فرمایا اللہ نے مجھے رہبانیت کا حکم دے کر نہیں بھیجا۔

(طبقات الکبریٰ ابن سعد 3/39)

اور میرا نمونہ دیکھو کہ میں سوتا بھی ہوں اور روزے میں ناغہ بھی کرتا ہوں اور بیویوں کے پاس بھی جاتا ہوں تمہارے اہل کا بھی تم پر حق ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰة)

توحید کا واسطہ

یہی غیرت توحید تھی جس کا واسطہ دیتے ہوئے رسول اللہ ؐ نے میدان بدر میں دعا کی تھی کہ اے خدا اگر (مشرکین کے مقابل تو نے 313 توحید پرستوں کی) اس مختصر سی جماعت کو آج ہلاک کر دیا تو تیری عبادت کون کرے گا۔

اور پھر خدا نے اس روز اپنے جلال توحید کی خوب لاج رکھی اور ایسی غیرت دکھائی کہ مشرکین کے لشکر کی جڑ کاٹ کے رکھ دی اور خدا کے عاجز کمزور مگر مؤحد بندے ہی فتح یاب ہوئے۔

غزوہ بدر کے معرکہ توحید و شرک میں خدا تعالیٰ اور اس کے دین کی خاطر غیرت کا یہ نظارہ بھی دیکھنے میں آیا جب ابوعبیدہ بن الجراح ؓ کے مشرک والد ان کے سامنے صف آراء ہوئے اور پھر لڑائی میں وہ وقت بھی آیا جب باپ بیٹا تلوار سونتے آمنے سامنے ہو گئے وہ کیا مشکل اور نازک وقت ہو گا' جب باپ بیٹے نے فیصلہ کرنا تھا کہ انہیں اپنا خونی رشتہ مقدم ہے یا توحید یا شرک؟ مگر دنیا نے دیکھا کہ توحید ہی غالب آئی اور ابوعبیدہ جیسے قوی اور امین کو یہ فیصلہ کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی کہ خدا کی خاطر سونتی ہوئی شمشیر برہنہ نہیں رکے گی جب تک دشمنان رسول کا قلع قمع نہ کر لے خواہ وہ باپ ہی کیوں نہ ہو اور اگلے لمحے میدان بدر میں ابوعبیدہ کا مشرک والد عامر اپنے موحد بیٹے کے ہاتھوں ڈھیر ہو چکا تھا۔ آفرین تجھ پر اے امین الامت آفرین! تو نے کیسی شان سے حق امانت ادا کیا کہ باپ کا مقدس رشتہ بھی اس میں حائل نہ ہو سکا۔

اسی تاریخی موقع پر وہ آیت اتری جس میں اللہ تعالیٰ ایسے کامل الایمان مومنوں کی تعریف کرتا ہے جو اس کی خاطر اپنی رشتہ داریاں بھی قربان کر دیتے ہیں۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد 4 ص 11)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یعنی تو کوئی ایسی قوم نہ پائے گا جو اللہ اور یوم آخرت پر بھی ایمان لاتی ہو اور اللہ اور اس کے رسول کی شدید مخالفت کرنے والے سے بھی محبت رکھتی ہو خواہ ایسے لوگ ان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا بھائی ہوں یا ان کے خاندان میں سے ہوں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا ہے اور اپنی طرف سے کلام بھیج کر ان کی مدد کی ہے اور وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں رہتے چلے جائیں گے اللہ ان سے راضی ہو گیا وہ اللہ سے راضی ہو گئے وہ اللہ کا گروہ ہیں اور سن رکھو کہ اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہوا کرتا ہے۔ (المجادلہ۔ 23)

بت شکن

قرآن کریم کی تعلیم توحید کے نتیجہ میں نو مسلم نوجوانوں میں توحید کی ایسی زبردست غیرت پیدا ہو گئی کہ انہوں نے نہ صرف اپنے دل و سینہ کو شرک سے پاک کیا بلکہ اپنے گھروں میں سجائے ہوئے بت بھی پاش پاش کر دیئے اور انہیں توحید کا گہوارہ بنا دیا۔

بنو سلمہ کے سردار عمرو بن جموح نے اپنے گھر میں لکڑی کا تراشہ ہوا ایک بت رکھا ہوا تھا۔ جسے مناف کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس کی بڑی تعظیم کی جاتی اور پاک و صاف رکھا جاتا جب بنو سلمہ کے نوجوان عمرو بن جموح کے بیٹے معاذ اور ان کے ہم نام نو مسلم دوست معاذ بن جبل مسلمان ہوئے تو انہوں نے عمرو کو بت پرستی سے نفرت دلانے اور بتوں کو بے حیثیت کر کے دکھانے کے لئے یہ کارروائی شروع کی کہ رات رات میں عمرو کے گھر سے ان کے بت مناف کو اٹھاتے اور بنی سلمہ کے کوڑا کرکٹ کے گڑھے میں اسے پھینک دیتے تا اہل خانہ پر کھل جائے کہ جو بت خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتا وہ ان کی کیا مدد کرے گا۔ صبح عمرو نے اپنے بت کو اس حال میں دیکھا تو اپنے بت سے یہ سلوک کرنے والوں کو برا بھلا کہا۔ اور پھر اسے صاف کر کے اپنی جگہ پر سجایا مگر اگلے روز پھر بت کے ساتھ یہی حال دیکھا تو سخت سٹپٹائے اور پھر اٹھا لائے۔

اگلے روز نوجوانوں نے بت کو ایک مردہ کتے

کے ساتھ باندھ کر گڑھے میں پھینک دیا۔ اب آخر کب تک عمرو اپنے کمزور اور ناقص معبود کی حفاظت کرتا۔ بالآخر بیزار ہو کر اسے ترک کر دیا اور صدق دل سے اسلام قبول کرنے کی توفیق پائی۔

اس موقعہ پر اپنے بت کو مخاطب کر کے کچھ اشعار کہے جن کا مفہوم تھا کہ خدا کی قسم اگر تم سچے معبود ہوتے تو تم کتے کے گلے میں لٹکے ہوئے ایک گڑھے میں اس حالت میں یوں نہ پڑے ہوتے۔

پس اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف ہے جس نے مجھے تاریکی سے بچا کر اسلام کا دین اختیار کرنے کی توفیق دی ہے۔

(اسد الغابة فی معرفة الصحابة لابن اثیر جز 6 ص 94 مطبوعہ بیروت)

یہی عمرو بن جموح بعد میں توحید کے ایسے پرستار بنے کہ میدان احد میں توحید کی خاطر جان دے دی۔

خدا دیکھے گا

صحابہ رسول اپنے دلوں میں خدا کی محبت میں عجب منتیں سجائے پھرتے تھے حضرت انس بن نضر انصاریؓ کسی سفر پر ہونے کی وجہ سے غزوہ بدر میں شامل نہ ہو سکے تھے جس کا بہت قلق تھا رسول اللہؐ سے عرض کرتے کہ میں اسلام کے پہلے جہاد میں شرکت سے محروم رہا خدا کی قسم! اگر آئندہ کبھی اللہ نے ایسا موقع دیا تو خدا دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ چنانچہ احد میں مسلمانوں پر دوبارہ حملے اور پسپائی کے وقت یہ کہتے ہوئے میدان وغا میں گھس گئے کہ میں پسپا ہونے والوں سے براءت کا اظہار کرتا ہوں اور میرے رب کی قسم مجھے تو احد کے ورے سے جنت کی خوشبو آرہی ہے۔ یہ کہہ کر دشمن پر جھپٹ پڑے اور لڑتے ہوئے جان دے دی۔

(بخاری کتاب المغازی غزوہ احد)

ان کے جسم پر اسی سے اوپر زخم تھے اور نعش پہچانی نہ جاتی تھی۔ بہن نے انگلی کے پورے سے پہچانا۔

جو خواہش کرو

احد میں خدا کی خاطر ایک اور جان قربان کرنے والے حضرت عبداللہ بن حرامؓ تھے۔ ان کی شہادت کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان کے بیٹے حضرت جابر سے کہا کہ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ سے کیا باتیں کیں۔ جابرؓ نے کہا کیوں نہیں ضرور بتائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس سے بھی کلام کرے پردے کے پیچھے سے کلام کرتا ہے مگر تمہارے باپ سے بے حجاب کلام کیا۔ اور فرمایا اے میرے بندے! آج جو خواہش کرو میں تمہیں عطا کروں گا۔ اس نے کہا۔ اے میرے رب! مجھے زندہ کریں دوبارہ تیری راہ میں مارا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری طرف سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ جو مر جائیں وہ واپس نہیں لوٹائے جائیں گے۔ عبداللہ نے کہا اے میرے رب! پھر جو ہمارے پیچھے ہیں ان کو یہ بات پہنچا دے۔

(ابن ماجه کتاب الجهاد باب فضل الشهادة فی سبیل الله)

لنگڑی ٹانگ کے ساتھ

حضرت عمرو بن جموحؓ نے خدا اور اس کے دین کی خاطر اپنی جان دینے سے بھی دریغ نہ کیا۔ انہوں نے رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اگر میں خدا کی راہ میں جہاد کروں اور مارا جاؤں تو اپنی اس لنگڑی ٹانگ کے ساتھ جنت میں پھدکتا پھروں گا' رسول اللہؐ نے فرمایا ہاں۔ پھر وہ واقعی احد میں داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ رسول اللہؐ ان کی نعش کے پاس سے گزرے تو فرمایا میں عمرو بن جموح کو اپنی درست ٹانگ کے ساتھ جنت میں چلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 ص 229 بیروت)

میں کامیاب ہو گیا

اللہ کی محبت میں محض اس کی توحید کے قیام کی خاطر اس کا نام جپتے ہوئے نہایت خوشی سے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے والے ایسے خوش نصیب فدائیوں میں حضرت حرام بن ملحان انصاری بھی تھے جو ستر صحابہ کے ایک وفد کے امیر کے طور پر رسول اللہ کی طرف سے ایک مہم پر بھجوائے گئے معاہد قبیلے نے بدعہدی کرتے ہوئے حضرت حرام پر اچانک اس وقت حملہ کر دیا جب وہ تبلیغ حق فرما رہے تھے۔ نیزہ ان کی گردن میں لگا تو خون کا فوارہ چھوٹا انہوں نے وہ خون ہاتھ میں لے کر منہ پر چھڑکا اور یہ نعرہ بلند کیا فزت و رب الکعبة رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔

(طبقات الکبریٰ ابن سعد جلد 3 ص 515 بیروت)

موقع پر موجود دشمن حیران ہو کر دیکھتے تھے کہ یہ کس مٹی کے لوگ ہیں جن کی کامیابیاں ان کی موت سے وابستہ ہیں۔

خدا زندہ ہے

رسول کریم ﷺ کی وفات مسلمانوں کے لئے ایک ہولناک صدمہ تھا جس نے ان کی زندگی میں ایک زلزلہ برپا کر دیا اور وہ مارے غم کے دیوانے ہو گئے۔ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی بھی غلطی کا شکار ہو گئے اور جوش میں آکر اعلان کر دیا کہ وہ رسول اللہؐ کی موت کا اعلان کرنے والے کی گردن اتار پھینکیں گے۔ حضرت ابو بکرؓ کو بھی رسول اللہ بہت پیارے تھے

لیکن اپنے محبوب آقا حضرت محمد مصطفیٰؐ کی طرح انہیں توحید اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھی چنانچہ توحید کی برکت سے ہی وہ تمام صحابہ کو اس بھاری صدمہ کے غم سے بچانے میں کامیاب ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ جانتے تھے کہ صحابہ کو بھی توحید سے بڑھ کر کسی چیز کی غیرت نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے آکر توحید باری کے حوالے سے وفات رسول ﷺ کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو تم میں سے (خدا کے سوا) محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا۔ وہ سن لے کہ اس کا خدا فوت ہو گیا ہے۔ اور جو خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کرتا تھا وہ یاد رکھے کہ وہ خدا زندہ ہے اور اس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔ یہ حربہ کارگر ثابت ہوا۔ حضرت ابوبکر توحید کی پناہ لے کر مسلمانوں کو اس صدمہ کے برداشت کرنے کی نصیحت میں کامیاب ہو چکے تھے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے یہ آیت پڑھی کہ محمد ﷺ ایک رسول ہیں اور آپ سے پہلے سب رسول فوت ہو گئے ہیں۔ پھر کیا تھا مدینہ کے ہر شخص کی زبان پر یہ آیت تھی اور وہ رسول اللہ سے پہلے عام انبیاء کی وفات کو یاد کر کے آپ کی وفات کو تسلیم کرنے کا حوصلہ پا رہا تھا۔ (بخاری کتاب التفسیر)

دراصل حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ کی صحبت کی برکت سے توحید کامل پر بڑی شان سے قائم تھے۔ ایک دفعہ حضرت عثمان غنیؓ کہنے لگے کہ کاش! میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ مشکل سوال دریافت کر لیا ہوتا کہ شیطانی وساوس کا کیا علاج ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ سوال پوچھا تھا اور آپؐ نے فرمایا تھا کہ کلمہ توحید پڑھ کر اس پر قائم ہو جانا ہی ایسے وساوس کا علاج ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 1 ص 8)

حضرت ابوبکرؓ یہ بھی فرماتے تھے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ تمہیں کلمہ اخلاص (یعنی شہادت توحید) اور ایمان باللہ سے بڑھ کر کوئی چیز عطا نہیں کی گئی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 1 ص 8)

چنانچہ توحید کی عظیم الشان صداقت پر کامل یقین وایمان کے باعث ہی آپ صدیق کہلائے۔

اور دراصل توحید حقیقی ہی منبع اور سرچشمہ ہے آپ کے تمام اخلاق عالیہ کا جن میں محبت الٰہی، خشیت، تواضع، صدق اور شجاعت وغیرہ شامل ہیں۔

مقام رضا

ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ نے سورہ فجر کی یہ آخری آیت پڑھی جس میں ذکر ہے کہ اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف اس حال میں لوٹ کر آجا کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیسی پیاری آیت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! تجھے بھی فرشتے بوقت وفات یہی مژدہ سنائیں گے۔ کیونکہ تو بھی راضی برضائے الٰہی کے مقام پر فائز ہے۔

(کنز العمال مناقب ابوبکر)

کیا خدا نے میرا نام لیا ہے

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی یہی سچی محبت رسول اللہ نے اپنے غلاموں کے دلوں میں گاڑ دی تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ کسی کو حلاوت ایمان نصیب نہیں ہو سکتی جب تک اللہ اور اس کا رسول اسے دنیا ومافیہا سے بڑھ کر پیارے نہ ہوں۔

محبت الٰہی میں وارفتگی کا یہ نظارہ ابی بن کعب کے واقعے میں نظر آتا ہے۔

حضرت ابی قرآن شریف بہت صحت اور خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابی بن کعب سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو سورہ بینہ کی تلاوت سناؤں۔ ابی کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ فرط مسرت سے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر آپ سے یہ فرمایا ہے حضورؐ نے فرمایا ہاں اس وقت ابی بن کعب کے جذبات میں کیا تلاطم برپا نہیں ہوا ہوگا۔ تعجب سے پھر عرض کیا کہ کیا رب العالمین کے پاس میرا ذکر ہوا۔ فرمایا، ہاں۔ اس پر ابی کی آنکھیں بے اختیار آنسو برسانے لگیں۔ (محبت اور خوشی کے آنسو)

(بخاری کتاب المناقب کتاب التفسیر)

محبت قرآن

یہی حال حضرت سعد کے ساتھی حضرت اسید بن حضیر انصاری کا تھا انہیں خدا کے پاک کلام قرآن شریف سے گہری محبت تھی۔ اور کہا کرتے تھے کہ اگر تین حالتوں میں سے ایک حالت مجھ پر ہمیشہ طاری رہے تو مجھے اپنے جنتی ہونے میں ذرا بھی شک باقی نہ رہے۔ ایک وہ حالت جب میں قرآن کی تلاوت کرتا ہوں یا اس کی تلاوت سنتا ہوں۔

(مجمع الزوائد جلد 9 ص 310 دار الکتب العربی)

گویا کلام الٰہی میں ایسا استغراق تھا کہ پھر اور کسی بات کی ہوش نہ رہتی تھی اور دنیا سے جدا ہو کر محبت الٰہی کے جہان میں گم ہو جاتے تھے۔

آنکھوں کی ٹھنڈک

محبت الٰہی کا حقیقی اور سچا اظہار انسان کی عبادات اور نماز سے ہوتا ہے۔ جسے رسول خدا نے مومن کی معراج قرار دیا۔ اور فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اور واقعۃً جب کبھی آپ کو کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو آپ

وہ روز آتا ہے گھر پر ہمارے ٹی وی پر   تو ہم بھی اب اسے انگلینڈ چل کے دیکھتے ہیں
سنا ہے پیار وہ کرتا ہے غم کے ماروں سے   تو ہم بھی درد کے قالب میں ڈھل کے دیکھتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ یقینی ہے۔ اتنا کامل یقین خدا تعالیٰ کی ہستی کا میرے دل میں ہے کہ میں خدا کی قسم کھا کر آپ کو کہتا ہوں کہ آج دنیا میں شاید ہی کوئی اور انسان ہو جس کو خدا تعالیٰ کی ہستی کا اپنے تجربے سے اتنا کامل یقین ہو جتنا مجھے ہے اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں کوئی تکبر نہیں لازماً یہ بات سو فیصد درست ہے۔

(الفضل 16 نومبر 1999ء)

وضو کرتے نماز ادا کرتے یا بلال سے فرماتے کہ اے بلال! اٹھو ہمیں نماز سے راحت پہنچاؤ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 ص 371)

چنانچہ آپ کے صحابہ میں بھی یہی عشق سرایت کر گیا۔ اور ایک عجیب انہماک توجہ اور استغراق ان کی نمازوں میں ہوتا تھا حضرت سعد بن معاذ خود بیان کرتے تھے کہ تین باتیں ایسی ہیں جن کے بغیر میں اپنے آپ کو بہت کمزور پاتا ہوں (یعنی ان پر عمل کر کے قوت پاتا ہوں) ان میں سے ایک یہ کہ میں نے کبھی کوئی نماز نہیں پڑھی جس کے دوران میرے دل میں نماز سے ہٹ کر کوئی اور خیال پیدا ہوا ہو۔ یہاں تک کہ میں سلام پھیر کر نماز سے الگ نہ ہو جاؤں۔

(مجمع الزوائد جلد 9 ص 308)

شوق نماز

حضرت ارقم بن ابی ارقم ان اولین صحابہ میں سے تھے جنہوں نے اپنا گھر تک خدا کی راہ میں وقف کر دیا تھا آپ ہی کے گھر دار ارقم کو اسلام کے پہلے دار التبلیغ بننے کی سعادت حاصل ہے۔ ارقم قبول اسلام کے بعد یاد خدا اور محبت الٰہی میں ایسے دیوانے ہوئے کہ ایک دن بیت المقدس کا رخت سفر باندھا اور رسول اللہ کی خدمت میں الوداعی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ نے پوچھا کہاں کا قصد ہے؟ عرض کیا بیت المقدس کا۔ فرمایا کیا تجارت یا کسی اور غرض سے وہاں جاتے ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ! صرف بیت المقدس میں نماز ادا کرنے اور عبادت کے شوق میں یہ سفر اختیار کر رہا ہوں۔ رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ یہاں بیت اللہ میں نماز کا ثواب ہزار نماز سے بڑھ کر ہے۔ (اس لئے وہاں جانے کی ضرورت نہیں)

(مستدرک حاکم جلد 3 ص 504)

صرف تیرا غم ہے

حضرت معاذ بن جبل ان نوجوانوں میں سے تھے جن کی رسول خدا نے محبت سے خود تربیت فرمائی اور محبت الٰہی کے درس دیئے یہ دعا سکھائی کہ مجھے حسن عبادت کی توفیق عطا ہو۔ رسول اللہ ؐ نے ایک دفعہ انہیں سمجھایا کہ بندے پر خدا کا حق عبادت ہے اور خدا پر یہ حق ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے۔

(مسند احمد جلد 5 ص 238)

چنانچہ معاذ نے خوب عبادت کے حق ادا کئے۔ راتوں کو اٹھ کر خدا کے حضور نماز تہجد میں یوں دعا کرتے اے اللہ! آنکھیں سو چکیں ' ستارے ڈوب گئے جبکہ تو زندہ اور قائم رہنے والی ہستی ہے۔ اے اللہ! میری جنت کی طلب سست ہے

ہمارا خدا

حضرت مصلح موعود کا پاکیزہ کلام

مری رات دن بس یہی اک صدا ہے
کہ اس عالَم کون کا اِک خدا ہے

اسی نے ہے پیدا کیا اس جہان کو
ستاروں کو سورج کو اور آسماں کو

وہ ہے ایک اس کا نہیں کوئی ہمسر
وہ مالک ہے سب کا وہ حاکم ہے سب پر

نہ ہے باپ اس کا نہ ہے کوئی بیٹا
ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا

نہیں اس کو حاجت کوئی بیویوں کی
ضرورت نہیں اس کو کچھ ساتھیوں کی

ہر اک چیز پر اس کو قدرت ہے حاصل
ہر اک کام کی اس کو طاقت ہے حاصل

پہاڑوں کو اس نے ہی اُونچا کیا ہے
سمندر کو اس نے ہی پانی دیا ہے

یہ دریا جو چاروں طرف بہہ رہے ہیں
اُسی نے تو قدرت سے پیدا کیے ہیں

سمندر کی مچھلی ہوا کے پرندے
گھریلو چرندے بَنوں کے درندے

سبھی کو وہی رزق پہنچا رہا ہے
ہر اک اپنے مطلب کی شے کھا رہا ہے

ہر اک شے کو روزی وہ دیتا ہے ہر دم
خزانے کبھی اس کے ہوتے نہیں کم

وہ زندہ ہے اور زندگی بخشتا ہے
وہ قائم ہے ہر ایک کا آسرا ہے

کوئی شے نظر سے نہیں اس کے مخفی
بڑی سے بڑی ہو کہ چھوٹی سے چھوٹی

دلوں کی چھپی بات بھی جانتا ہے
بدوں اور نیکوں کو پہچانتا ہے

وہ دیتا ہے بندوں کو اپنے ہدایت
دکھاتا ہے ہاتھوں پہ ان کے کرامت

ہے فریاد مظلوم کی سننے والا
صداقت کا کرتا ہے وہ بول بالا

گناہوں کو بخشش سے ہے ڈھانپ دیتا
غریبوں کو رحمت سے ہے تھام لیتا

یہی رات دن اب تو میری صدا ہے
یہ میرا خدا ہے یہ میرا خدا ہے

اگر آپ موحد بن جاتے ہیں تو پھر دنیا کی ہر ترقی آپ کے قدم چومے گی۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

اور میں آگ سے دور بھاگنے میں کمزور ہوں اے اللہ اپنے پاس سے میرے لئے ایسی ہدایت محفوظ رکھ جو مجھے قیامت کے دن لوٹا دے یقیناً تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

آپ شام میں طاعون سے بیمار ہو گئے تو یہ دعا کرتے تھے اے اللہ! مجھے تو بس تیرا ہی غم ہے۔ تیری عزت کی قسم تو جانتا ہے کہ مجھے تجھ سے محبت ہے۔ یہ کہہ کر آپ پر غشی طاری ہو گئی ہوش میں آئے تو یہی نعرے زبان پر تھے۔

(اسد الغابہ جلد 4 ص 377)

الغرض عرب کے ان بادیہ نشینوں میں محبت الٰہی کے یہ خوابیدہ جذبات بھی حضرت محمد مصطفی ﷺ نے ہی پیدا فرمائے تھے۔ یہ سب آپ کے تزکیہ اور پاک نمونہ کی تاثیر تھی۔ جب آپ کو دنیا میں رہنے اور خدا سے ملاقات میں اختیار دیا گیا تو آپ نے خدا کو اختیار کیا اور بوقت وفات بھی آپ کے لبوں پر آخری کلمے محبت الٰہی کے ہی بول تھے۔

اللھم الرفیق الاعلیٰ

یعنی اے اللہ! اے سب سے اعلیٰ اور بہترین دوست! (دیکھ میری روح تیری طرف کس محبت اور وارفتگی سے پرواز کناں ہے۔ میں تیری طرف آتا ہوں کہ تیری محبت و وصال ہی میرا دائمی اور آخری آستانہ ہے)۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں سنت رسول اور اسوہ صحابہ کی روشنی میں محبت الٰہی اور توحید کی غیرت نصیب ہو۔ آمین

مکرم غلام مصطفیٰ تبسم صاحب

مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر نور اتارنے سے خدا کی سچی توحید پھیلے گی

قیام توحید کے متعلق آسمانی بشارات - خدائی کلمات

اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا

توحید کو پکڑو

مارچ 1882ء میں حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا لا الہ الا اللّٰہ۔ (پس تو اسے لکھ اور اسے چھپوایا جائے اور تمام دنیا میں بھیجا جائے۔ اے فارس کے بیٹو توحید کو پکڑو۔ توحید کو پکڑو)

(براہین احمدیہ جلد سوم۔ تذکرہ ص 52۔ 1956ء)

توحید کی فتح

سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

میرا دل مردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے اور میری جان عجیب تنگی میں ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کونسا دلی درد کا مقام ہوگا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا ہے اور ایک مشت خاک کو رب العالمین سمجھا گیا ہے۔ میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنے خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے۔ (۔)

اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا۔ اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔ اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں۔ اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر (دین) اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر (دین) کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا۔ لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 ص 304)

قطعی اور یقینی بات

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

دنیا خواہ کتنا ہی زور لگائے' مخالفت میں کتنی ہی بڑھ جائے' گو دنیا کے ذرائع ہماری نسبت کروڑوں کروڑ گنے زیادہ ہیں لیکن یہ ایک قطعی اور یقینی بات ہے کہ سورج ٹل سکتا ہے ستارے اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں۔ زمین اپنی حرکت سے رک سکتی ہے' لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور (حق) کی فتح میں اب کوئی شخص روک نہیں بن سکتا۔ قرآن کی حکومت دوبارہ قائم کی جائے گی پھر دنیا اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے بتوں یا انسانوں کی پوجا چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرنے لگے گی اور باوجود اس کے کہ دنیا کی حالت اس قرآنی تعلیم کو قبول کرنے کے خلاف ہے (دین) کی حکومت پھر قائم کر دی جائے گی اس طرح کہ پھر اس کی جڑوں کا ہلانا انسان کے لئے ناممکن ہو جائے گا۔ اس شیطان کے برباد کردہ دنیا کے جنگل میں خدا نے پھر ایک بیج بویا ہے میں ایک ہوشیار کرنے والے کی صورت میں دنیا کو ہوشیار کرتا ہوں کہ یہ بیج بڑھے گا' ترقی کرے گا' پھیلے گا اور پھلے گا اور وہ روحیں جو بلند پروازی کا اشتیاق رکھتی ہیں' جن کے دلوں کے مخفی گوشوں میں خدا تعالیٰ کے ساتھ ملنے کی تڑپ ہے وہ ایک دن اپنی مادی خوابوں سے بیدار ہوں گی اور بے تاب ہو کر اس درخت کی ٹہنیوں پر بیٹھنے کے لئے دوڑیں گی تب اس دنیا کے فساد دور ہو جائیں گے۔ اس کی تکلیفیں مٹا دی جائیں گی۔ خدا تعالیٰ کی بادشاہت پھر اس دنیا میں قائم کر دی جائے گی اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت انسان کے لئے سب سے قیمتی متاع قرار پائے گی اور دنیا کی یہ تبدیلی فساد اور بدامنی کے دور کرنے کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ اور یہی ایک ذریعہ ہے جس سے دنیا کا فساد اور بدامنی دور کی جاسکتی ہے اس کے سوا سب کوششیں بیکار ہو جائیں گی۔

(دیباچہ تفسیر القرآن ص 324)

احد احد کی آواز گونجنے لگے گی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 14 ویں صدی ہجری کے آخری دن 9 نومبر 80ء کو خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے اجتماع سے اختتامی خطاب میں فرمایا۔ میری روحانی نگاہ دیکھ رہی ہے کہ خود پجاری کے ہاتھ سے بتوں کو توڑ دیا جائے گا اور وہ کروڑوں سینے جن میں شرک کی ظلمات بھری ہوئی ہیں وہ شرک سے خالی ہو کر خدا اور محمدؐ کے نور سے بھر جائیں گے.....

انسانوں میں سے مُردوں کی پرستش کرنے والے قبروں پر جا کے سجدہ کرنے والے قبروں پر جاتے تو رہیں گے مگر لینے کے لئے نہیں دینے کے لئے جائیں گے مانگنے کے لئے نہیں مُردوں کے لئے دعائیں کرنے کے لئے جائیں گے کہ اے خدا انہوں نے اپنی زندگیوں میں تیرے بندوں کی خدمت کی تھی تو ان پر رحم کر اور ان کے درجات کو بلند کر۔ اس یقین کے ساتھ وہاں جائیں گے کہ قبر والا ایک ذرہ بھر بھی ہماری خدمت نہیں کر سکتا صرف ایک دروازہ ہے جسے جب کھٹکھٹایا جائے نعمتوں کے انبار انسان کو مل جاتے ہیں سنبھالے نہیں جاسکتے۔

پیروں کی پرستش کرنے والوں اور انسانوں کو خدا بنانے والوں کا زمانہ اس پندرھویں صدی میں ختم ہو جائے گا۔

تثلیث نے جس شدت سے ہماری فضا کو تثلیث تثلیث کی صوتی لہروں سے معمور کیا تھا اس سے کہیں زیادہ شدت کے ساتھ احد احد کی آواز گونجنے لگے گی۔ ان آوازوں کو خاموش کرنے کے لئے تو ایک بلال کافی ہے اور خدا تعالیٰ (۔) ہزاروں لاکھوں ایسے سینے دے گا جن سینوں میں بلال کے دل دھڑک رہے ہوں گے۔

طاقت ور قوموں میں سے وہ قومیں بھی ہیں جو اس امید پر زندگی گزار رہی ہیں کہ اس دنیا سے خدا کے نام اور آسمانوں سے اس کے وجود کو مٹا دیں خدا تعالیٰ پندرھویں صدی میں ان طاقتوں کی اس ذہنیت کو مٹا دے گا اگر انہوں نے خود اپنے ہی ہاتھ سے اپنی موت کے سامان پیدا نہ کئے اور اپنی ہی آگ میں جل نہ گئے یا اگر ایسا ہوا تو جو بچ گئے انہیں (دین) کے خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معبود حقیقی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا...... نوع انسانی پندرھویں صدی میں امت واحدہ بن جائے گی۔

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ (منعقدہ 9 نومبر 1980ء) سے اختتامی خطاب)

افضل الذکر کی صوتی لہریں

"حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں۔

دورہ 1980ء کے دوران مجھے دو مرتبہ کشف میں ایک نظارہ دکھایا گیا کہ کائنات کی ہر شے خدا کی تسبیح اور اس کی وحدانیت کا ورد کر رہی ہے۔

وہ واقعہ یوں ہے کہ میں سونے کی تیاری میں تھا لا الہ الا اللّٰہ کا ورد کر رہا تھا۔ آنکھیں میری بند تھیں۔ مگر کشفی آنکھوں نے یہ نظارہ دیکھا کہ میرے آگے سے سمندر کی طرح کائنات کی ہر چیز ہلکے انگوری رنگ کے مائع کی صورت میں بہتی ہوئی گزر رہی ہے اور اس میں چھوٹے چھوٹے سفید چمکدار حصے تھے جو لا الہ الا اللّٰہ کی صوتی لہریں تھیں۔"

(ماہنامہ خالد نومبر دسمبر 1980ء ص 7)

اصل تو توحید ہی ہے

25 مئی 1970ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث لندن سے سپین کے لئے روانہ ہوئے۔ اس دورے کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں۔

غرناطہ جاتے وقت میرے دل میں آیا کہ ایک وقت وہ تھا کہ یہاں کے درودیوار سے درود کی آوازیں اٹھتی تھیں۔ آج یہ لوگ گالیاں دے رہے ہیں۔ طبیعت میں بڑا تکدر پیدا ہوا۔ چنانچہ میں نے ارادہ کیا کہ جس حد تک کثرت سے درود پڑھ سکوں گا پڑھوں گا تاکہ کچھ تو کفارہ ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت نے مجھے بتائے بغیر میری زبان کے الفاظ بدل دیئے گھنٹے دو گھنٹے کے بعد اچانک جب میں نے اپنے الفاظ پر غور کیا تو

اللہ تعالیٰ کو تمام اسماء میں افعال میں یکتا وجود و بقا میں یکتا تمام نقائص سے منزہ اور تمام خوبیوں سے معمور یقین کرو۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الاول)

میں اس وقت درود نہیں پڑھ رہا تھا بلکہ اس کی جگہ لا الہ الا انت اور لا الہ الا ھو پڑھ رہا تھا یعنی توحید کے کلمات میری زبان سے نکل رہے تھے تب میں نے سوچا کہ اصل تو توحید ہی ہے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ کی بعثت بھی قیام توحید کے لئے تھی۔ میں نے فیصلہ تو درست کیا تھا یعنی یہ کہ مجھے کثرت سے دعائیں کرنی چاہئیں لیکن الفاظ خود منتخب کئے تھے۔ درود سے یہ کلمہ کہ اللہ ایک ہے زیادہ مقدم ہے چنانچہ میں بڑا خوش ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے خود میری زبان کے رخ کو بدل دیا۔

(دورہ مغرب 1400ھ ص 555)

جرمن قوم۔ایک عظیم خوشخبری

1973ء کے دورہ جرمنی میں ٹیلی ویژن کے نمائندوں کو انٹرویو دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا:۔

"آئندہ پچاس سال تک انشاء اللہ جرمن قوم (احمدیت) قبول کرلے گی۔ (دینی) نقطہ نگاہ اور سائنسی ترقی میں باہم کوئی تضاد نہیں۔ اس لئے ہمیں یقین ہے کہ ایک نہ ایک دن (دین حق) ضرور یورپ میں ہلچل کر رہے گا آئندہ زمانہ میں اگر آپ نہیں تو آپ کے بچے ضرور (احمدیت) قبول کریں گے۔

میں نے عرصہ ہوا خواب میں دیکھا کہ جرمن قوم کے دلوں پر (کلمہ طیبہ) لکھا ہوا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ یہ قوم بالآخر ضرور (احمدی) ہوگی"۔

(الفضل ربوہ 27 ستمبر 1973ء)

ہمارا خدا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو سب سے پہلا کشف 13۔14 سال کی عمر میں ہوا تھا۔ جب آپ کے دل میں خدا تعالیٰ کے بارے میں سوالات پیدا ہوئے تو آپ نے اپنا رخ خدا کی طرف ہی کیا کبھی بیت میں جاکر گھنٹوں عبادت میں مشغول رہتے اور کبھی اپنے کمرے میں ہی ساری ساری رات عبادت میں گزار دیتے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"میں خدا کے حضور دعا کرتا اور کہتا کہ اے خدا اگر تو موجود ہے تو مجھے تیری تلاش ہے تو مجھے بتا کہ تو ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں بھٹک جاؤں، کیا مجھ پر اس گمراہی کی ذمہ داری تو نہیں ہوگی؟ اور پھر سوچتا کہ شاید ہو بھی۔ پھر یہ دعا کرتا کہ اے خدا یہ ذمہ داری مجھ پر عائد نہیں ہونی چاہئے۔"

پھر ایک سہ پہر حضور ایسے روحانی تجربے سے گزرے اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں۔

"یہ خواب اور بیداری کے درمیان ایک قسم کی ایک غنودگی کی سی کیفیت تھی۔ میں نے دیکھا کہ ساری زمین سکڑ کر ایک گیند کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ جس پر دور دور تک کسی جاندار مخلوق کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ نہ زندگی کی چہل پہل ہے نہ ہی شہر ہیں نہ آبادیاں۔ غرضیکہ کچھ بھی تو نہیں۔ بس زمین ہی زمین ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک زمین کا ذرہ ذرہ کانپنے لگا ہے اور ایک زنانے سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے ہمارا خدا۔ ہمارا خدا۔ ایک ایک ذرہ اپنے وجود کی علت غائی کا باآواز بلند اعلان کر رہا تھا۔

ساری کائنات ایک عجیب قسم کی روشنی سے بھر گئی۔ ایک ایک ذرے اور ایک ایک ایٹم نے ایک سر اور تال کے ساتھ پھیلنا اور سکڑنا شروع کیا میں نے محسوس کیا کہ ان کے ہمراہ میں بھی یہ الفاظ دوہرا رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں ہمارا خدا' ہمارا خدا"۔

(مرد خدا ص 82-83)

اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے اور بدیوں سے بچنے کے لئے اس بات کی نہایت ضرورت ہے کہ خدا تعالیٰ کی کامل معرفت ہو۔ (حضرت المصلح الموعود)

سیدنا حضرت مصلح موعود کی تقریر جلسہ سالانہ 27ء بعنوان "حضرت مسیح موعود کے کارنامے" سے انتخاب

حضرت مسیح موعود کا ایک عظیم الشان علمی کارنامہ

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ

ارے لوگو کرو کچھ پاس شان کبریائی کا — زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے
اگر اقرار ہے تم کو خدا کی ذات واحد کا — تو پھر کیوں اس قدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے

تیسرا کام حضرت مسیح موعود کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے متعلق لوگوں کے خیالات میں جو فساد پڑ گیا تھا۔ اس کی آپ نے اصلاح کی ہے۔ مذہب میں سب سے بڑی ہستی خدا تعالیٰ کی ہستی ہے مگر اس کی ذات کے متعلق (۔) اتنا اندھیر مچا ہوا تھا اور ایسی خلاف عقل باتیں بیان کی جاتی تھیں کہ ان کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی طرف کسی کو توجہ ہی نہیں ہو سکتی تھی۔ اس خرابی کو حضرت مسیح موعود نے دور کیا۔

خدا تعالیٰ کے متعلق غلط فہمیاں

خدا تعالیٰ کے متعلق یہ غلط خیالات پھیلے ہوئے تھے۔

(1) شرک جلی اور خفی میں لوگ مبتلا تھے

(2) بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ یقین رکھتے تھے کہ اگر خدا ہے تو وہ علت العلل ہے۔ وہ اس کی قوت ارادی کے منکر تھے اور سمجھتے تھے کہ جس طرح مشین چلتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ سے دنیا کے کام ظاہر ہو رہے ہیں۔ ہزاروں علتوں میں سے وہ ایک علت ہے گو آخری اور سب سے بڑی۔ مگر بہرحال ایک اضطرار کے رنگ میں اس کے سب افعال صادر ہوتے ہیں۔ مسلمان کہلانے والوں میں سے بھی فلسفہ کے دلدادے اس خیال سے متاثر ہو چکے تھے۔

(3) بعض لوگ خیال کر رہے تھے کہ دنیا آپ ہی آپ بنی ہے اور قدیم ہے۔ خدا تعالیٰ کا جوڑنے جاڑنے سے زیادہ دنیا سے کوئی تعلق نہیں۔ بعض مسلمان بھی اس غلطی میں مبتلا تھے۔

(4) بعض لوگ خدا تعالیٰ کے رحم کا انکار کرنے لگ گئے تھے اور یہ کہتے تھے کہ خدا میں رحم کی صفت نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ وہ عدل کے خلاف ہے۔

(5) بعض لوگ خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایسا ناقص اندازہ کرنے لگ گئے تھے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی صفات کے ظہور کو چند ہزار سال میں محدود کر دیا تھا اور خیال کرتے تھے کہ بس خدا تعالیٰ کی صفات انہی چند ہزار سال میں ظاہر ہوئی ہیں اور اگر اس دور کو لمبا بھی کرتے تھے تو اتنا کہ گو اس دنیا کی عمر لاکھوں سال کی مانتے تھے مگر خدا تعالیٰ کی صفات کے ظہور اسی دور کے ساتھ محدود کرتے تھے۔

(6) بعض لوگ خدا کی قدرت کو غلط طریق سے ثابت کرتے ہوئے یہ کہتے کہ خدا جھوٹ بھی بول سکتا ہے۔ چوری بھی کر سکتا ہے اگر نہیں کر سکتا تو معلوم ہوا کہ اس میں قدرت نہیں ہے۔

(7) بعض لوگ خدا تعالیٰ کو قانون قضاء قدر جاری کرنے کے بعد بالکل بیکار سمجھتے اور اس وجہ سے کہتے تھے کہ دعا کرنا فضول ہے۔ جب خدا کا قانون جاری ہو گیا کہ فلاں بات اس طرح ہو تو دعا کرنا بے فائدہ ہے۔ دعا سے اس قانون میں رکاوٹ نہیں پیدا ہو سکتی۔

(8) خدا تعالیٰ کی صفات کے اجراء کا مسئلہ بالکل لاینحل سمجھا جانے لگا تھا لوگ خدا تعالیٰ کی سب صفات کے ایک ہی وقت میں جاری ہونے کا علم نہ رکھتے تھے اور سمجھ ہی نہ سکتے تھے کہ خدا تعالیٰ جو شدید العقاب ہے وہ اس صفت کو رکھتے ہوئے ایک ہی وقت میں وہاب کس طرح ہو سکتا ہے وہ حیران تھے کہ کیا ایک انسان کے لئے کہا جا سکتا ہے کہ وہ بڑا سخی ہے اور بڑا بخیل بھی ہے۔ اگر نہیں تو خدا کے لئے کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں قہار بھی ہے اور رحیم بھی۔ چونکہ قرآن میں خدا تعالیٰ کی ایسی صفات آئی ہیں۔ جو بظاہر آپس میں مخالفت رکھتی ہیں۔ اس لئے وہ لوگ حیران تھے۔

(9) بعض لوگ اس خیال میں پڑے ہوئے تھے کہ ہر چیز خدا ہی خدا ہے اور بعض اس وہم میں پڑے ہوئے تھے۔ کہ ایک تخت ہے۔ خدا تعالیٰ اس پر بیٹھا ہوا حکم کرتا ہے۔

(10) خدا تعالیٰ کی طرف توجہ ہی نہیں رہی تھی۔ حتیٰ کہ جب کوئی مکان یا گھر ویران ہو جاتا تو کہتے کہ اب تو اس میں اللہ ہی اللہ ہے۔ یا کسی کے پاس کچھ نہ رہتا تو کہا جاتا کہ اب تو اس کے پاس اللہ ہی اللہ ہے جس کا یہ مطلب تھا کہ خدا تعالیٰ بھی ایک خَلوٗ ہی کا نام ہے۔ خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے ملنے کی تڑپ بالکل مٹ گئی تھی۔ جنوں اور بھوتوں کی ملاقات۔ عمل حُب اور عمل بغض کی خواہش تو لوگوں میں تھی۔ لیکن اگر نہ تھی تو خدا تعالیٰ کی ملاقات کی خواہش نہ تھی۔

توحید کا اظہار

(1) ان اختلافات کے طوفان کے وقت حضرت مسیح موعود ظاہر ہوئے اور آپ نے ان سب غلطیوں سے مذہب کو پاک کر دیا۔ سب سے پہلے میں شرک کو لیتا ہوں۔ آپ نے شرک کو پورے طور پر رد کیا اور توحید کو اپنے پورے جلال کے ساتھ ظاہر کیا۔ آپ سے پہلے (۔) علماء تین قسم کا شرک مانتے تھے (1) بتوں، فرشتوں اور معین چیزوں کی عبادت کرنا۔ مگر باوجود اس کے عوام تو الگ رہے علماء تک قبروں پر سجدے کرتے تھے لکھنؤ میں ایک بڑے مولوی کو میں نے قبر پر سجدہ کرتے بچشم خود دیکھا ہے۔

(2) علماء تسلیم کرتے تھے کہ کسی میں خدائی صفات تسلیم کرنا بھی شرک ہے مگر یہ صرف منہ سے کہتے تھے بڑے سے بڑے توحید پرست وہابی بھی (انسانوں کو) ایسی صفات دیتے تھے جو خدا سے ہی تعلق رکھتی ہیں۔

کامل توحید

(3) بڑے بڑے عالم اور دین کے ماہر یہ مانا کرتے تھے کہ چیزوں پر اتکال کرنا یعنی یہ سمجھنا کہ کوئی چیز اپنی ذات میں فائدہ پہنچا سکتی ہے یہ بھی شرک ہے۔ مثلاً اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ فلاں دوائی بخار اتار دے گی تو وہ شرک کرتا ہے۔ اصل میں یوں سمجھنا چاہئے۔ کہ فلاں دوائی خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے اثر سے فائدہ دے گی۔ کیونکہ جب تک ہر چیز میں خدا کا ہی جلوہ نظر نہ آئے اس وقت تک اس سے فائدہ کی امید رکھنا شرک ہے۔

یہ شرک کی بہت عمدہ تعریف ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود نے اس سے بھی اوپر تعریف بیان کی ہے جس کی نظیر پچھلے تیرہ سو سال میں نہیں ملتی۔ آپ نے توحید کے متعلق مختلف کتابوں میں مضامین لکھے ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ جو باتیں لوگوں نے بیان کی ہیں۔ ان کے اوپر اور ان سے بالا ایک اور درجہ کامل توحید کا ہے۔ آخری درجہ پچھلے علماء نے توحید کا یہ بیان کیا تھا۔ کہ ہر چیز میں خدا کا ہاتھ کام کرتا ہوا نظر آئے۔ گو یہ صحیح ہے۔ مگر ہے تو آخر اپنا خیال ہی۔ کیونکہ جو شخص اپنے ذہن میں یہ خیال جماتا ہے۔ کہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو رہا ہے وہ اس توحید کو خود پیدا کر رہا ہے اور اپنی پیدا کی ہوئی توحید کامل توحید نہیں کہلا سکتی توحید وہی کامل ہو گی کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے جلوہ گر ہو۔ اور جس کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ خود ماسویٰ کو مٹا ڈالے اور یہی توحید اصلی توحید ہے اور اسی کو حضرت مسیح موعود نے اور قرآن کریم نے اور تمام انبیاء نے پیش کیا ہے یعنی بندہ اللہ تعالیٰ کے اس قدر قریب ہو جائے کہ اسے اس امر کی ضرورت نہ رہے کہ وہ سوچے کہ خدا تعالیٰ ایک ہے بلکہ خدا تعالیٰ اپنے ایک ہونے کو خود اس کے لئے ظاہر کر دے۔ اور ہر چیز میں خدا تعالیٰ اس کے لئے اپنا ہاتھ دکھائے۔ اور ہر چیز اس کے لئے بطور شفاف شیشہ کے ہو جائے کہ جس طرح وہ اپنے آپ کو بیچ میں سے غائب کر دیتا ہے اور اس کے پرے ہر چیز نظر آنے لگتی ہے۔ اسی طرح تمام دنیا کی اشیاء ایسے انسان کے لئے بہ منزلہ آئینہ ہو جائیں۔ اور وہ اپنے خیال سے ان

اے خدا! ہماری دعاؤں کو سن اور ہماری مرادوں کو پورا کر۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث)

میں اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات کو خاص طور پر ظاہر کر کے ہر چیز میں سے اسے نظر آنے لگے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ خالی عقیدہ رکھنا کہ ہر چیز میں خدا کا ہاتھ ہے۔ یہ اعلیٰ توحید نہیں۔ بلکہ کمال توحید یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ہر چیز میں سے اپنا ہاتھ دکھائے۔ جب ایسا ہو تب خدا تعالیٰ واقع میں ہر چیز میں نظر آتا ہے۔ محض ہمارا خیال نہیں ہوتا۔

یہ ایسی توحید ہے جو عقیدہ سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ انسان کے تمام اعمال پر حاوی ہے ایک (انسان) کی اخلاقی، تمدنی، سیاسی، معاشرتی غرضیکہ ہر قسم کی زندگی پر حاوی ہے جب انسان کھانا کھائے تو خدا اس کھانے میں اپنا جلوہ دکھا رہا ہو اور کھانے کی تمام ضرورتوں اور اس کی حدود کو اس پر ظاہر کر رہا ہو اور اپنا جلال دکھا رہا ہو جب پانی پیئے تو بھی اسی طرح ہو جب دوستوں سے ملے تب بھی ایسا ہی ہو غرض ہر اک کام جو وہ کرے خدا تعالیٰ اس کے ساتھ ہو۔ اور اس میں اپنی قدرت اس کے لئے ظاہر کر رہا ہو۔

یہ کامل توحید کا درجہ ہے جب کسی کو یہ حاصل ہو جائے تو اس کے بعد کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہتا۔ اور اسی توحید پر ایمان لانا مدار نجات ہے۔ اور اسی کی طرف قرآن کریم کی اس آیت میں اشارہ ہے کہ (۔)

وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے بھی اور بیٹھے ہوئے بھی اور پہلوؤں پر بھی اور زمین اور آسمانوں کی پیدائش کے متعلق فکر کرتے ہیں۔ خدا ان کے سامنے آجاتا ہے۔ اور وہ بے اختیار ہو کر پکار اٹھتے ہیں کہ (۔) اے ہمارے رب یہ چیزیں جو تو نے بنائی تھیں لغو نہ تھیں۔ ان کے ذریعہ ہم تجھ تک آگئے ہیں۔ تو پاک ہے۔ اب ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ ہم اس مقام سے ہٹ جائیں اور ہجر کی آگ ہمیں بھسم کر دے۔

ایک بنیادی اصول

اب پیشتر اس کے کہ میں ان دوسری غلط فہمیوں کے ازالہ کا ذکر کروں جو خدا تعالیٰ کے متعلق لوگوں میں پھیلی ہوئی تھیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان سب غلطیوں کے دور کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود نے ایک اصل پیش کیا ہے جو ان سب غلطیوں کا ازالہ کر دیتا ہے اور وہ اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لیس کمثلہ شیئٌ ہے۔ پس اس کے متعلق کوئی بات ہم مخلوق پر قیاس کر کے نہیں کہہ سکتے۔ اس کے متعلق ہم جو کچھ کہہ سکتے ہیں وہ خود اسی کی صفات پر مبنی ہونا چاہئے ورنہ ہم غلطی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ ہمیں دیکھنا چاہئے کہ جو عقیدہ ہم خدا تعالیٰ کی نسبت رکھتے ہیں وہ اس کی دوسری صفات کے جنہیں ہم تسلیم کرتے ہیں مطابق ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو یقیناً ہم غلطی پر ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی صفات متضاد نہیں ہو سکتیں۔

اس اصل کے بتانے سے آپ نے ایک طرف تو ان غلطیوں کا ازالہ کر دیا ہے جو مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں اور دوسری طرف غیر مذاہب کی غلطیوں کی بھی حقیقت کھول دی ہے۔

دیگر اصلاحات

میں نے بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق لوگوں میں کئی قسم کی غلطیاں پڑی ہوئی تھیں جن میں سے توحید کے متعلق جو اصلاح حضرت مسیح موعود نے کی ہے اسے میں اوپر بیان کر آیا ہوں جو دوسری غلطیاں ہیں۔ ان سب کی اصلاح حضرت مسیح موعود نے اوپر کے بیان کئے ہوئے اصل کے ماتحت کی ہے۔

چنانچہ دوسری غلطی اللہ تعالیٰ کے متعلق مختلف مذاہب کے پیروؤں میں یہ پیدا ہو رہی تھی کہ وہ اسے علت العلل قرار دیتے تھے۔ یعنی اس کی قوت ارادی کے منکر تھے۔ اس غلطی کا ازالہ حضرت مسیح موعود نے اللہ تعالیٰ کی صفت حکیم اور قدیر سے کیا ہے۔ تمام مذاہب خدا تعالیٰ کے حکیم اور قدیر ہونے کے قائل ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اگر وہ حکیم اور قدیر ہے تو علت العلل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بالارادہ خالق ہے کسی مشین کو کوئی عقلمند کبھی حکیم نہ کہے گا پس اگر خدا حکیم ہے تو علت العلل نہیں ہو سکتا۔ کوئی درزی یہ نہیں کہے گا۔ کہ میری سنگر کی مشین بڑی لائق ہے یا بڑی حکیم ہے۔ حکمت والا اس چیز کو کہا جاتا ہے جو ارادہ کے ماتحت کام کرتی ہے۔ پھر خدا تعالیٰ قادر ہے۔ اور عربی میں قادر کے معنے اندازہ کرنے والے کے ہیں۔ یعنی جو ہر اک کام کا اندازہ کرتا ہو اور دیکھتا ہو کہ کس چیز کے مناسب حال کیا طاقتیں یا کیا سامان ہے مثلاً یہ فیصلہ کرے کہ گرمی کے لئے کیا قوانین ہوں اور سردی کے لئے کیا کس کس حیوان کی کس کس قدر عمر ہو۔ اور یہ اندازہ کوئی بلا ارادہ ہستی نہیں کر سکتی۔ پس خدا تعالیٰ کی قدیر اور حکیم صفات اس کے ارادہ کو ثابت کر رہی ہیں اور اسے قدیر اور حکیم مانتے ہوئے علت العلل نہیں کہا جا سکتا۔

(3) تیسری قسم کے وہ لوگ تھے جو یہ کہتے تھے کہ دنیا آپ ہی آپ بنی ہے۔ خدا کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ یعنی خدا۔ روح اور مادہ کا خالق نہیں ہے اس کا جواب آپ نے خدا کی صفت مالکیت اور رحیمیت سے دیا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی دو بڑی صفات مالکیت اور رحیمیت ہیں۔ اب اگر خدا نے دنیا کو پیدا نہیں کیا تو پھر اس پر تصرف جمانے کا بھی اسے کوئی حق نہیں ہے یہ حق اسے کہاں سے حاصل ہو گیا؟ پس جب تک خدا تعالیٰ کو دنیا کا خالق نہ مانو گے۔ دنیا کا

مالک بھی نہیں مان سکتے۔

صفت رحیمیت

دوسری صفت خدا تعالیٰ کی رحیمیت ہے۔ رحیم کے معنے ہیں وہ ہستی جو انسان کے کام کا بہتر سے بہتر بدلہ دے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر خدا کسی چیز کا خالق نہیں تو وہ بدلے اس کے پاس کہاں سے آئیں گے جو لوگوں کو اپنی اس صفت کے ماتحت دے گا۔ ہمارے ملک میں ایک مثل مشہور ہے کہ "حلوائی کی دکان پر دادا جی کی فاتحہ" کہتے ہیں کسی شخص نے اپنے دادا کی فاتحہ دلانی تھی۔ وہ کچھ خرچ کرنا نہیں چاہتا تھا اور مولوی بغیر امید کے فاتحہ پڑھنے کو تیار نہ تھے۔ آخر اس نے یہ تدبیر کی کہ مولویوں کو لے کر ایک حلوائی کی دکان پر پہنچا اور ان سے کہا۔ فاتحہ پڑھو۔ انہوں نے سمجھا کہ اس کے بعد مٹھائی تقسیم ہوگی۔ مگر جب وہ فاتحہ پڑھ چکے۔ تو وہ خاموشی سے وہاں سے چل دیا۔ یہی حالت ان لوگوں کے نزدیک خدا کی ہے۔ اگر خدا کسی چیز کا خالق ہی نہیں ہے تو بدلے کہاں سے آئیں گے؟ اور وہ کہاں سے دے گا۔ خواہ آریہ محدود ہی بدلہ مانیں۔ لیکن بدلہ مانتے تو ہیں اور بدلہ خدا تعالیٰ نہیں دے سکتا ہے جبکہ وہ خالق ہی نہ ہو۔ جو خود کنگال ہو اس نے بدلہ کیا دینا ہے۔

(4) چوتھی قسم کے لوگ وہ تھے جو خدا تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے ہی منکر تھے ان لوگوں کو حضرت مسیح موعود نے خدا تعالیٰ کی صفت رحمانیت اور مالکیت سے جواب دیا۔ مثلاً مسیحیوں کے مذہب کی بنیاد ہی اس امر پر ہے کہ چونکہ خدا عادل ہے اس لئے وہ کسی کا گناہ معاف نہیں کر سکتا۔ پس اسے دنیا کے گناہ معاف کرنے کے لئے ایک کفارہ کی ضرورت پیش آئی تا اس کا رحم بھی قائم رہے اور عدل بھی۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا بے شک خدا عادل ہے۔ مگر عدل اس کی صفت نہیں۔ عدل صفت اس کی ہوتی ہے جو مالک نہ ہو۔ مالک کی صفت رحم ہوتی ہے۔ ہاں جب مالک کا رحم کام کے برابر ظاہر ہو تو اسے بھی عدل کہہ سکتے ہیں۔ پس چونکہ خدا تعالیٰ مالک اور رحمٰن بھی ہے اس لئے اس کا دوسری چیزوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا دیکھو خدا تعالیٰ نے انسان کو کان۔ ناک۔ آنکھیں بغیر اس کے کسی عمل کے دی ہیں۔ کیا کوئی اعتراض کر سکتا ہے کہ یہ اس کے عدل کے خلاف ہے۔ پس اگر خدا بغیر انسان کے کسی استحقاق کے یہ چیزیں اسے دے سکتا ہے تو پھر وہ انسان کے گناہ کیوں معاف نہیں کر سکتا۔ اسی طرح وہ مالک ہے۔ اور بہ حیثیت مالک ہونے کے معاف کرنے سے اس کے عدل پر حرف نہیں آتا۔ ایک جج بے شک عام حالات میں مجرم کا جرم معاف نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اسے فیصلہ کا حق پبلک کی طرف سے ہوتا ہے اور دوسروں کے حق معاف کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہوتا۔ لیکن خدا تعالیٰ اگر معاف کرے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ اسے فیصلہ کا حق دوسروں کی طرف سے نہیں ملا۔ بلکہ اسے یہ حق ملکیت اور خالقیت کی وجہ سے اپنی ذات میں حاصل ہے پس اس کا عفو عدل کے خلاف نہیں۔

صفت خالقیت

(5) پانچویں قسم کے وہ لوگ تھے جو خدا کی صفت خالقیت کو ایک زمانہ تک محدود کرتے تھے۔ ان کو آپ نے خدا تعالیٰ کی صفت قیوم سے جواب دیا۔ فرمایا خدا تعالیٰ کی صفات چاہتی ہیں کہ ان میں تعطل نہ ہو بلکہ وہ ہمیشہ جاری رہیں۔ قیوم کے معنے ہیں قائم رکھنے والا۔ اور یہ صفت تمام صفات پر حاوی ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اس بات پر خاص زور دیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات میں تعطل نہیں ہو سکتا۔ آپ نے جو اصل پیش کیا۔ اور جو تھیوری بیان کی ہے وہ باقی دنیا سے مختلف ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے فلاں وقت سے دنیا کو پیدا کیا۔ گویا اس سے قبل خدا بیکار تھا اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ دنیا ہمیشہ سے چلی آ رہی ہے گویا وہ خدا تعالیٰ کی طرح ازلی ہے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ یہ ماننا بھی کہ کسی وقت خدا کی صفات میں تعطل تھا خدا تعالیٰ کی صفت قیوم کے خلاف ہے۔ اسی طرح یہ کہنا بھی کہ جب سے خدا تعالیٰ ہے تبھی سے دنیا چلی آ رہی ہے۔ خدا کی صفات کے خلاف ہے۔ شائد بعض لوگ کہیں کہ دونوں باتیں کس طرح غلط ہو سکتی ہیں دونوں میں سے ایک نہ ایک تو صحیح ہونی چاہئے۔ لیکن یہ ان کا خیال مادیات پر قیاس کرنے کے سبب سے ہوگا۔ اصل میں بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جو عقل انسانی سے بالا ہوتی ہیں۔ اور عقل ان کی کنہ کو نہیں پہنچ سکتی۔ دنیا کا پیدا ہونا چونکہ انسانوں، جمادات بلکہ ذرات کی پیدائش سے بھی پہلے کا واقعہ ہے۔ اس لئے انسانی عقل اس کو نہیں سمجھ سکتی۔ جو دو عقیدے لوگوں کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں ان پر غور کر کے دیکھ لو کہ دونوں بالبداہت غلط نظر آتے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ جب سے خدا ہے اسی وقت سے دنیا کا سلسلہ ہے تو پھر اسے دنیا کو بھی خدا تعالیٰ کی طرح ازلی ماننا پڑے گا۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ پیدائش کا سلسلہ کروڑوں یا اربوں سالوں میں محدود ہے تو پھر اسے یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ خدا تعالیٰ ازل سے نکما تھا صرف چند کروڑ یا چند ارب سال سے وہ خالق بنا۔ اور یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ پس صحیح یہی ہے کہ اس امر کی پوری حقیقت کو انسان پوری طرح سمجھ ہی نہیں سکتا۔ اور سچائی ان دونوں دعوؤں کے درمیان درمیان میں ہے یہ مسئلہ بھی اسی طرح محیر العقول ہے جس طرح کہ زمانہ اور جگہ کا مسئلہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کو محدود یا غیر محدود ماننا دونوں ہی عقل کے خلاف نظر آتے

ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس بحث کا یوں فیصلہ فرمایا ہے کہ نہ خدا تعالیٰ کی صفت خالقیت کبھی معطل ہوئی۔ اور نہ دنیا خدا کے ساتھ چلی آ رہی ہے اور صداقت ان دونوں امور کے درمیان ہے۔ اور اس کی تشریح آپ نے یہ فرمائی ہے کہ مخلوق کو قدامت نوعی حاصل ہے گو قدامت ذاتی کسی شے کو حاصل نہیں۔ کوئی ذرہ، کوئی روح، کوئی چیز ماسویٰ اللہ ایسی نہیں کہ جسے قدامت ذاتی حاصل ہو۔ لیکن یہ سچ ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ سے اپنی صفت خلق کو ظاہر کرتا چلا آیا لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے قدامت نوعی کا بھی وہ مفہوم نہیں لیا۔ جو دوسرے لوگ لیتے ہیں جو یہ ہے کہ جب سے خدا ہے تب سے مخلوق ہے۔ یہ ایک بیہودہ عقیدہ ہے اور حضرت مسیح موعود اس کے قائل نہیں۔

یہ کہنا کہ جب سے خدا ہے تب سے مخلوق ہے اس کے دو معنے ہو سکتے ہیں جو دونوں باطل ہیں۔ ایک تو یہ کہ خدا بھی ایک عرصہ سے ہے اور مخلوق بھی۔ کیونکہ جب کا لفظ وقت کی طرف خواہ وہ کتنا ہی لمبا ہو اشارہ کرتا ہے۔ اور ایسا عقیدہ بالکل باطل ہے۔ دوسرے معنے اس جملہ کے یہ بنتے ہیں کہ مخلوق انہی معنوں میں ازلی ہے کہ جن معنوں میں خدا تعالیٰ ہے اور یہ معنے بھی (دین) کی تعلیم کے خلاف ہیں اور عقل کے بھی۔ خالق اور مخلوق ایک ہی معنوں میں ازلی نہیں ہو سکتے۔ ضروری ہے کہ خالق کو تقدم حاصل ہو اور مخلوق کو تاخر۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے یہ کبھی نہیں لکھا کہ مخلوق بھی ازلی ہے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ مخلوق کو قدامت نوعی حاصل ہے اور قدامت اور ازلیت میں فرق ہے۔ غرض حضرت مسیح موعود کے نزدیک مخلوق کو قدامت نوعی تو حاصل ہے مگر ازلیت نہیں۔ خالق مخلوق پر بہرحال مقدم ہے اور دور وحدت دور خلق سے پہلے ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خالق اور مخلوق کے اس تعلق کو سمجھنا کہ خالق کو ازلیت بھی اور دور وحدت کو تقدیم بھی حاصل ہو اور مخلوق کو قدامت نوعی بھی حاصل ہو، انسانی عقل کے لئے مشکل ہے لیکن صفات الٰہیہ پر غور کرنے سے یہی ایک عقیدہ ہے جو شان الٰہی کے مطابق نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے عقائد یا تو شرک پیدا کرتے ہیں یا خدا تعالیٰ کی صفات پر ناقابل قبول حد بندیاں لگاتے ہیں۔ اور اس میں کیا شبہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے متعلق وہی عقیدہ درست ہو سکتا ہے جو اس کی دوسری صفات کے مطابق ہو۔ جو ان کے خلاف ہے وہ عقیدہ قابل قبول نہیں۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ لیس کمثلہ شیئٌ ہے۔ اس کے افعال کی کنہ کو اس طرح سمجھنے کی کوشش کرنا جس طرح کہ انسان کے افعال کو سمجھا جاتا ہے عقل سے بعید ہے۔ پس جبکہ خالق عالم کا مسئلہ ایسے امور سے تعلق رکھتا ہے جن کو انسانی عقل پورے طور پر سمجھ نہیں سکتی تو بہترین طریق اور صحیح طریق یہی ہوگا کہ اسے مادی قواعد سے حل کرنے کی بجائے صفات الٰہیہ سے حل کیا جائے تاکہ غلطی کے امکان سے حفاظت حاصل ہو جائے اور یہی طریق حضرت مسیح موعود نے اختیار کیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ وقت کا غلط مفہوم جو اس وقت تک دنیا میں قائم ہے وہ بھی اس مسئلہ کے سمجھنے میں روک ہے اور کچھ بھی تعجب نہیں کہ آئینسٹن کی تھیوری (فلسفہ نسبت) ترقی پاتے پاتے اس مسئلہ کو زیادہ قابل فہم بنا دے۔

حضرت مسیح موعود جو یہ تحریر فرماتے ہیں کہ دور وحدت مقدم ہے یہ اوپر کے بیان کے مخالف نہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود آئندہ کے لئے بھی دور وحدت کی خبر دیتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے آپ ارواح کے لئے غیر مجذوذ انعام تسلیم فرماتے ہیں اور آریوں کے اس عقیدہ کو رد فرماتے ہیں کہ اربوں سال کے بعد ارواح پھر مکتی خانہ سے نکال دی جائیں گی۔ پس معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک آئندہ کسی اور وحدت کا آنا اور اس کے ساتھ ارواح کا فنا سے محفوظ رہنا دور وحدت کے خلاف نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ دور وحدت کا اصل مفہوم لوگوں نے نہیں سمجھا۔ مرنے کے بعد کی حالت دور وحدت ہی ہے کیونکہ اس وقت اپنا عمل نہیں ہوتا۔ بلکہ انسان خدا کے تصرف کے ماتحت چلتا ہے۔ اس کا اپنا کوئی ارادہ نہیں ہوتا۔ مرنے کے بعد انسان مشین کی طرح ہوتا ہے۔ دار العمل (یعنی بالا رادہ عمل) اس دنیا میں ختم ہو جاتا ہے اور یہی حالت مخلوق کی نسبت سے دور وحدت کے منافی ہے۔

قدرت کا صحیح مفہوم

(6) حضرت مسیح موعود کی بعثت سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق ایک اور بحث بھی پیدا ہو رہی تھی اور وہ یہ کہ اس کی قدرت کے مفہوم کو غلط سمجھا جا رہا تھا۔ بعض لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ خدا قادر ہے اس لئے وہ جھوٹ بھی بول سکتا ہے یا فنا بھی ہو سکتا ہے۔ بعض کہتے کہ نہیں اس کی صفات اسی قدر ہیں جو اس نے بیان کی ہیں۔ اور وہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ حضرت مسیح موعود نے اس جھگڑا کا بھی فیصلہ کر دیا۔ اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے قدیر ہونے کی صفت کو اس کی دوسری صفات کے مقابلہ پر رکھو اور پھر اس کے متعلق غور کرو۔ جہاں یہ نظر آتا ہے کہ خدا قدیر ہے وہاں یہ بھی تو ہے کہ خدا کامل ہے اور فنا کمال کے خلاف ہے۔ دیکھو اگر کوئی کہے کہ میں بڑا پہلوان ہوں۔ بڑا طاقتور ہوں تو کیا اسے یہ کہا جائے گا کہ تمہاری طاقت ہم تب تسلیم کریں گے۔ جب تم زہر کھا کر مر جاؤ۔ یہ اس کی طاقت کی علامت نہیں بلکہ الٹ ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے کامل ہونے کے یہ معنے

نہیں کہ اس میں نقائص اور کمزوریاں بھی ہوں۔ دراصل ان لوگوں نے قدرت کے معنی نہیں سمجھے۔ کیا اگر کوئی کہے کہ میں بہت طاقتور ہوں تو اسے کہا جائے گا کہ اگر طاقتور ہو تو نجاست کھالو۔ یہ طاقت کی علامت نہیں بلکہ یہ تو کمزوری ہے اور کمزوری خدا تعالیٰ میں پیدا نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ وہ کامل ہستی ہے۔

(7) ایک ساتواں گروہ تھا جس کا یہ عقیدہ تھا کہ خدا قضاو قدر جاری کرنے کے بعد خالی ہاتھ ہو بیٹھا ہے۔ اس لئے کسی کی دعا نہیں سن سکتا۔ ان کے متعلق حضرت مسیح موعود نے یہ فرمایا۔ بے شک خدا تعالیٰ نے قضاو قدر جاری کی ہے مگر ان میں سے ایک قضا یہ بھی ہے کہ جب بندے دعائیں مانگیں۔ تو ان کی دعا سنوں گا۔ یہ کتنا چھوٹا لیکن کیسا تسلی بخش جواب ہے۔ فرماتے ہیں۔ بے شک خدا نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ بندہ بدپرہیزی کرے تو بیمار ہو۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ اگر وہ گڑگڑا کر دعا مانگے تو اچھا بھی کردیا جائے۔ پس باوجود قضاو قدر جاری ہونے کے خدا کا عمل تصرف بھی جاری ہے۔

اس جواب کے علاوہ حضرت مسیح موعود نے عملی طور پر بھی دعا کی قبولیت کے ثبوت پیش فرمائے۔

صفات الٰہیہ کے دائرے

(8) خدا تعالیٰ کی صفات کے اجرا کے متعلق بھی اختلاف پیدا ہوگیا تھا۔ آپ نے اسے بھی دور کیا۔ اور بتایا کہ خدا تعالیٰ کی ہر ایک صفت کا ایک دائرہ ہے ایک ہی وقت میں وہ رحیم ہے اور اسی وقت میں شدید العقاب بھی ہے ایک شخص جسے پھانسی کی سزا ملی وہ چونکہ مجرم ہے اس لئے اسے خدا تعالیٰ کی صفت شدید العقاب کے ماتحت سزا ملی۔ مگر جہاں اس کی جان نکل رہی تھی وہاں ایسی تائیدیں جو موت سے تعلق نہیں رکھتیں وہ بھی اس کے لئے جاری تھیں انسانوں کی یہ حالت نہیں ہوسکتی کہ ایک ہی وقت میں ان کی ساری صفات ظاہر ہوں۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک انسان رحم بھی کررہا ہو اور اسی وقت ویسے ہی زور سے عذاب کا اظہار بھی کررہا ہو۔ مگر خدا تعالیٰ چونکہ کامل ہے اس لئے ایک ہی وقت اس کی ساری صفات یکساں زور سے ظاہر ہوسکتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو دنیا تباہ ہوجائے۔ اگر خدا کا غضب نازل ہو رہا ہو اور ساتھ رحم نہ ہو تو دنیا تباہ ہوجائے۔ اسی طرح اگر خدا تعالیٰ کا صرف رحم جاری ہو اور غضب بند ہوجائے تو مجرم چھوٹ جائیں اور اس طرح بھی تباہی برپا ہو جائے۔ پس خدا تعالیٰ کی ساری صفات ایک ہی وقت میں اپنے دائرہ کے اندر کام کررہی ہوتی ہیں۔

(9) نواں غلط عقیدہ خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق یہ پھیل رہا تھا۔ کہ کچھ لوگ خیال کررہے تھے کہ سب کچھ خدا ہی خدا ہے۔ آپ کے بتائے ہوئے اصل سے اس عقیدہ کا بھی رد ہوگیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی ایک صفت مالکیت بھی ہے اور جب تک اور مخلوق نہ ہو خدا مالک نہیں ہوسکتا۔ اس عقیدہ کے خلاف کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو یہ کہتے تھے کہ خدا عرش پر بیٹھا ہوا ہے ان کا رد بھی اس اصل سے ہوگیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی دوسری صفات بتارہی ہیں کہ خدا تعالیٰ محدود نہیں۔ عرش کے متعلق آپ نے فرمایا۔ کہ عرش کرسی وغیرہ کے الفاظ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ مادی اشیاء ہیں۔ اور عرش کوئی سونے یا چاندی سے بنا ہوا تخت نہیں ہے جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے۔ بلکہ اس کے معنے خدا تعالیٰ کی حکومت کی صفات ہیں اور ان کے ظہور کے متعلق کہا جاتا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ تخت پر بیٹھا ہے۔

(10) ان سب باتوں کے علاوہ ایک اہم کام جو حضرت مسیح موعود نے خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق کیا یہ تھا۔ کہ آپ نے لوگوں کی توجہ خدا تعالیٰ کی طرف پھیری۔ اور ان میں خدا تعالیٰ کی سچی محبت پیدا کردی۔ لاکھوں انسانوں کو آپ نے خدا تعالیٰ کا مقرب بنا دیا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ابھی تک آپ کو نہیں مانا ان کی بھی توجہ خدا تعالیٰ کی طرف اس رنگ میں ہو رہی ہے جو آپ کے دعویٰ سے پہلے نہ تھی۔

خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق اور بھی بہت سی غلط فہمیاں تھیں۔ جو آپ نے تفصیلاً یا اجمالاً دور کیں مگر مثال کے طور پر مذکورہ بالا امور کو بیان کیا گیا ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خدا

"محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہ نما ہے"

کوئی "ہمسر نہیں جس کا نہ ثانی"
پتہ "اس" یار کا اس نے دیا ہے

ودیعت کر کے انعامِ محبت
محبت سے جو اپنی کھینچتا ہے

کوئی اس کو نہ جب تک آپ چھوڑے
کسی کو خود نہیں وہ چھوڑتا ہے

نہ کیوں سو جاں سے دل اس پر فدا ہو
کہ وہ محبوب ہی جانِ وفا ہے

وہ سچا اور سچے عہد والا
جو منہ سے کہہ چکا وہ کر رہا ہے

نبھا دی اس نے جس سے دوستی کی
پھرا ہے جب بھی بندہ ہی پھرا ہے

گنہگاروں پہ وہ "پیاروں" کی خاطر
کرم کیا کیا نہیں فرما رہا ہے

دُھلے جاتے ہیں دھبے دامنوں کے
برابر رحمتیں برسا رہا ہے

نہیں کچھ اس کے احسانوں کا بدلہ
کسی نے جان بھی دے دی تو کیا ہے

بڑا بدبخت ہے ظالم ہے بندہ
جو اس سے عہد کر کے توڑتا ہے

ذرا آگے بڑھے اور ہم نے دیکھا
وہ خود ملنے کو بڑھتا آ رہا ہے

محمدؐ کا خدا ہے پیار والا
محمدؐ کا جہاں میں بول بالا

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ

مجھ سے بڑھ کر میری بخشش کے بہانوں کی تلاش
کس نے دیکھے تھے کبھی ایسے بہانے والے

مغفرت الٰہی کے نظارے

خدا تعالیٰ کی بخشش کے دلربا انداز جو معنوی حالت سے تصویری شکل اختیار کر گئے

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب

ایک مرتبہ مغفرت الٰہی کے مضمون پر غور کر رہا تھا اور اس کے مختلف پہلوؤں کو سوچ کر لطف اٹھا رہا تھا کہ میرے ذہن پر ربودگی طاری ہو گئی اور بعض ایسے نظارے نظر کے سامنے سے گزرے جن کے ساتھ میرے اس مضمون کا تعلق ہے۔ اب خواہ ان معاملات کو دماغی تصور سمجھ لیں' خواہ خیالات کی رو خواہ نیم مکاشفہ کی حالت اس کا کوئی اثر اصل بات پر نہیں پڑتا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ایک علمی بات معنوی حالت سے ایک صوری شکل پکڑ گئی' ورنہ مطلب اور حقیقت دراصل ایک ہی ہے۔

کیا دیکھتا ہوں کہ ایک میدان میں ایک عظیم الشان دروازہ' جیسا کہ شادی بیاہ وغیرہ کی تقریبوں میں نصب کیا جاتا ہے' مجھ سے کچھ فاصلہ پر لگا ہوا ہے' نزدیک گیا تو اسکے اوپر نہایت خوبصورت حروف میں لکھا ہوا تھا:۔

کلّ یوم ھو فی شان

اور اس بڑے دروازے کے دونوں طرف بھی عجیب و غریب قطعات لگے ہوئے تھے' (جن پر خدا تعالیٰ کی مغفرت کے بارے میں لکھا تھا)

غرض دونوں طرف مغفرت کے متعلق بیسیوں خوبصورت قطعات لکھے ہوئے تھے۔

میدان حشر

میں نے بعض لوگوں کو اس دروازہ پر بطور پہرہ داروں کے متعین دیکھا اور خیال کیا کہ شاید یہ فرشتے ہیں' اور ان سے پوچھا کہ کیا میں اندر جا سکتا ہوں۔

انہوں نے کہا "ہاں' آج اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے پر زور مظاہرے ہو رہے ہیں' بیشک جاؤ' اور دیکھ لو۔ مگر تمہارے ساتھ ایک سرکاری چوکیدار کا ہونا ضروری ہے"۔

یہ کہہ کر ان کے افسر نے اس جماعت میں سے ایک کو میرے ساتھ کر دیا' اور کہا کہ ان کا نام غفران ہے' یہ تمہارے ہمراہ رہ کر تمہیں میدان حشر کی سیر کرائیں گے' اس دوران میں تم استغفار پڑھتے رہنا' اور کسی بات کو دیکھ کر اعتراض نہ کرنا۔

یہ سن کر جونہی میں نے اس صحرائے محشر کی طرف قدم بڑھائے' فرشتہ غفران نے میرا بازو پکڑ لیا۔ بازو پکڑتے ہی میں اور وہ دونوں گویا اڑنے لگے' اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ جہاں اور جدھر ہم جانا چاہتے ہیں پلک جھپکتے میں جا پہنچتے ہیں۔ چلتے چلتے دیکھتا ہوں کہ جہاں تک نظر کام کرتی ہے انسان ہی انسان ہیں' مگر سب کے سب برہنہ۔ سوائے بعض خاص خاص کے جو کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ ایک ٹولی یہاں ہے تو دوسری وہاں ہر جگہ جمگھٹے لگے ہیں اور ہر جمگھٹے اور مجمع کے درمیان ایک ترازو یعنی میزان نصب ہے اسی طرح جہاں تک نظر کام کرتی تھی یا تو انسان نظر آتے تھے یا میزانیں تھیں یا فرشتے۔ مگر کیا مجال جو ذرا بھر بھی غل یا شور ہو۔ یوں معلوم ہوتا تھا گویا مردے کھڑے ہیں اور سوائے اس کے جسے بولنے کی اجازت ہو کوئی لفظ کسی کے منہ سے نہ نکلتا تھا۔ ہاں یا غفور یا ستار یا غفار کے الفاظ ہر طرف سے نہایت دھیمی آواز میں سنائی دیتے تھے اور کبھی کبھی جب کسی کی آواز ناواجب طور پر بلند ہو جاتی تو معاً ایک طرف سے بگل بجتا سنائی دے جاتا (-) جس پر ایک ایسا سکوت طاری ہو جاتا جیسا آدھی رات کے وقت قبرستانوں میں ہوا کرتا ہے۔

عرش عظیم

غرض ایسے نظارے دیکھتے ہوئے ہم آگے بڑھے' اور جہاں بھی پہنچے' یہی حال دیکھا' حتیٰ کہ میں قریباً تھک گیا' اتنے میں غفران نے کہا کہ وہ سامنے عرش عظیم ہے۔ میں نے نظر اٹھائی تو سوائے ایک روشنی اور نور کے کچھ نظر نہ آیا۔ مگر خود بخود اس قدر دہشت اور رعب اس طرف نظر کر کے مجھ پر طاری ہوا کہ میری گھگھی بندھ گئی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس تمام لا انتہا میدان میں یہ مقام ہر جگہ سے یکساں قریب نظر آتا ہے' اور وہاں کے احکام ہر شخص کو ایسے ہی صاف سنائی دیتے ہیں گویا وہ ہمارے سامنے اور بالکل پاس ہی ہے۔ بے انتہا فرشتے' اس جگہ کے گرد چکر لگا رہے تھے۔ اور مغفرت طلب کر رہے تھے۔

وہ لوگ طرح طرح کے جملے پڑھتے جاتے تھے' اور ایک طرف سے آتے اور دوسری طرف غائب ہوتے جاتے تھے۔

خوشی اور طرب کا سماں

ساتھ ہی بہ سبب یوم مغفرت ہونے کے ایک خوشی اور طرب کا سماں اس نظارہ پر چھایا ہوا تھا۔ ہر گنہگار کے چہرہ پر آس اور امید کا تبسم موجود تھا۔ لوگوں کے اعمال تل رہے تھے' اور ان کی کمی اور خامیاں فضل اور مغفرت کے انعامات سے پوری ہو رہی تھیں' کیونکہ آج صفت عفو و مغفرت کے مظاہرہ کا دن تھا اور حساب کتاب میں بے حد نرمی تھی' گو دوسری طرف کراماً کاتبین بھی اپنا کام کئے جاتے تھے' مالک و رضوان بھی گاہے گاہے آپس میں جھگڑ لیتے تھے' اور سائقین و شہدا کی کشمکش بھی جاری تھی' مگر آخری فیصلہ ان تمام جھگڑوں کا بارگاہ حضرت غفور رحیم سے ہی صادر ہوتا تھا۔

میں اسی سیر میں مشغول تھا کہ غفران نے مجھے کہا "چل تجھے بعض لوگ دکھلاؤں جنہیں تو جانتا ہے اور ساتھ ہی بعض دلچسپ حالات مغفرت الٰہی کے بھی ملاحظہ کراؤں جن سے عام لوگ ناواقف ہیں۔ باقی یہ حشر اور حساب کتاب تو اسی طرح ہوتا رہے گا۔ اور جس طرح آج بموجب۔

کلّ یوم ھو فی شان

صفت مغفرت کے تقاضا کا دن ہے' اسی طرح کوئی دن جلال الٰہی اور انتقام کا آجاتا ہے تو کوئی عدل و انصاف اور قسط کے اظہار کا کسی دن شفاعت کا مظاہرہ ہوتا ہے تو کسی دن قہر و جبروت کا۔ مگر یہ سب ایام ان لوگوں کے اعمال اور حالات کے مطابق آتے ہیں جن کا حساب و کتاب ان اسمائے الٰہی کے مطابق ہونا ہوتا ہے۔ اس عالم میں رحم کی تو کوئی حد نہیں' ہاں عدل و انصاف بھی کبھی کبھی ہوتا ہے' مگر ظلم کبھی نہیں..... آ' چل' تجھے بعض تفصیلی باتیں مغفرت الٰہی کے متعلق دکھاؤں تاکہ تیرا ایمان اور محبت اپنے مالک اور آقا سے زیادہ ہو اور تاکہ تو جو ہمیشہ اپنے اعمال کی وجہ سے یاس اور ناامیدی میں گرفتار رہتا ہے کچھ اس عالی شان مغفرت سے بھی آگاہی پائے جو ہر گنہگار کا سہارا اور ہر عاصی کی پشت پناہ ہے اور جس کے بل پر عالمین کی پردہ پوشی اور بخشش ہو رہی ہے۔"

انبیاء کا گروہ

یہ سن کر میں اور وہ آگے چلے اور ایک مجمع کے پاس جا کھڑے ہوئے۔ یہ لوگ سب اعلیٰ کپڑے پہنے ہوئے استغفار میں مصروف تھے۔ غفران نے کہا "یہ انبیاء کا گروہ ہے جو دنیا سے ہی معصوم اور مغفور ہو کر یہاں آیا ہے"۔

مغفرت کے نظارے

(1) ذرا اور آگے چلے تو دیکھا کہ ایک شخص کے گناہوں کا پلڑا بہت بھاری ہے اور اس کے نیک اعمال بہت کم ہیں۔ دوزخ کے فرشتے اسے اپنی طرف کھینچنے لگے تو بارگاہ الٰہی سے آواز آئی:۔

"فلاں نیک شخص کو مع اپنے اعمال نامہ کے حاضر کرو"۔

یہ کہنا تھا کہ وہ شخص وہاں موجود کر دیا گیا۔

فرمایا: "یہ اس گنہگار کا بیٹا ہے' اس کا اعمال نامہ بھی دیکھو" جب دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ ہمیشہ اپنے باپ کے لئے دعائے مغفرت مانگا کرتا تھا۔ حکم ہوا کہ بیٹے کی ان دعاؤں کو بھی باپ کی نیکیوں کے پلڑے میں ڈال دو۔ ان کا ڈالنا تھا کہ پلڑا جھک گیا اور بہشت کے فرشتے اسے اپنے مونڈھوں پر بٹھا کر لے گئے۔

(2) جب ہم آگے بڑھے تو اسی طرح کا ایک اور گنہگار اپنی قسمت کو رو رہا تھا۔ حکم ہوا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی قبر پر کتنے مومنین زائرین نے دعائے مغفرت کی ہے؟

جب اس کا حساب لگایا گیا اور وہ دعائیں جو محض ناواقف راہ گزروں نے اس کی قبر پر کی

تھیں' وزن کی گئیں' تو وہ بھی کودتا پھاندتا' مغفرت کے ملائکہ کی گود میں بیٹھ کر وہاں سے رخصت ہوا۔

(3) آگے چلے تو ایک اور گنہگار کی اعمال صالحہ کی وجہ سے متاسف کھڑا تھا۔ حکم ہوا کہ جس جس شخص نے کسی قسم کی حق تلفی اس کی کی ہے یا اس کی غیبت وغیرہ کی ہے' ان لوگوں کی نیکیاں ان حق تلفیوں اور غیبتوں کے عوض اسے دے دو۔

میں نے دیکھا کہ اوروں کی ہزاروں نیکیاں اس طرح اس شخص کے حصے میں آگئیں اور وہ بخشا گیا۔

(4) ذرا اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک شخص وہاں بھی مالک کے پنجے میں گرفتار ہے۔ آواز آئی کہ یہ تو فلاں کتاب کا مصنف ہے جس کی وجہ سے کئی نسلوں نے نیکی اور دین سیکھا ہے۔ پس اس کتاب کے پڑھنے کی وجہ سے ہر نیکی کرنے والا نہ صرف نیکی کا ایک اجر خود پائے گا بلکہ اتنا ہی اجر مصنف کو بھی ملے گا۔

حساب کیا گیا تو ایک لاانتہا خزانہ باقیات الصالحات کا اس مصنف کے قبضہ میں آگیا۔ مالک نے اپنی گرفت ڈھیلی کر دی اور رضوان کا اسسٹنٹ اسے لے کر اپنے ہاں چلا گیا۔

(5) اور آگے چلا تو دیکھا کہ ایک عورت کھڑی رو رہی ہے اس کا اعمال نامہ بدکاری سے بھرا پڑا ہے' ایک یاس اور ناامیدی اس پر طاری ہے' آواز آئی کہ "اس فاسقہ وفاجرہ عورت نے کوئی پسندیدہ عمل بھی کیا ہے؟"

کراماً کاتبین میں سے ایک بولا کہ حضور! ایک دن یہ جنگل میں سفر کر رہی تھی اور ایک کتا پیاس کے مارے زبان لٹکائے کنویں کے کنارے ہانپ رہا تھا۔ یہ اس کنویں میں اتری' آپ پانی پیا' پھر اپنی جوتی میں پانی بھر کر سامنے لائی اور کتے کو پلایا۔

ارشاد ہوا کہ ہم نکتہ نواز ہیں' ہمیں اس کا یہ عمل اتنا پسند آیا تھا کہ ہم نے اسی وقت اسے بخش دینے کا عہد کر لیا تھا' اب ہماری مغفرت کی چادر اس پر ڈال دو۔ اور جہاں جانا چاہتی ہے اسے لے جاؤ۔

(6) پھر آگے بڑھا تو دیکھا کہ ایک شور سا برپا ہے۔ ایک عاجز گنہگار ہے اور پاس ہی ایک مرصع نیکوکار' اس گنہگار کی بداعمالیاں دیکھ کر وہ نیکوکار کہنے لگا کہ خدا کی قسم! تجھے خدا کبھی نہیں بخشے گا۔ اس بات پر حاضرین میں چہ مگوئیاں ہونے لگیں۔ اور بعض لوگ کہنے لگے کہ یہ مولانا سچ فرماتے ہیں' یہ شخص ایسا ہی ہے۔

بارگاہ الٰہی کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اے شخص تو کون ہے میری مغفرت پر قسم کھانے والا؟ جاؤ' ہم نے اسے تو بخش دیا اور تیری بابت فیصلہ بعد میں صادر ہوگا۔

اور وہ شخص ہنستا کودتا بہشت کے دروازے کی طرف بھاگا۔

(7) اسی طرح پھر ایک گروہ میں بعض آدمیوں کا حساب کتاب ہو رہا تھا۔ یہ لوگ مومن تو تھے مگر ان کے اعمال نامے نیکیوں سے خالی تھے' کیونکہ گو وہ اپنے وقت کے نبی پر ایمان لائے تھے' مگر عمر نے وفا نہ کی اور جلد ہی فوت ہو گئے' بعض کے اعمال صالحہ تو محض صفر ہی تھے۔ ایسے لوگوں کا فیصلہ بارگاہ الٰہی سے اس آیت کے ماتحت کیا گیا: (-)

یعنی یہ چونکہ شروع میں ہی نبی کو مان گئے تھے' اس لئے ان کا السابقون الاولون میں ہونا ہی ان کی مغفرت کے لئے کافی ہے' خواہ مسلمان ہو کر ایک عمل بھی نیک نہ کیا ہو۔

(8) یہاں سے ہم اور آگے بڑھے' تو وہاں حضرت یعقوب کی اولاد اپنی میزان پر سے نجات پا کر آرہی تھی۔ اور ان کی نجات کا باعث دعائے بزرگان تھی' یعنی ان کے باپ کی وہ دعائیں جو ان کی درخواست (-) کے جواب میں بوعدہ (-) کی گئی تھیں۔

(9) ایک جگہ دیکھا کہ چند شخص اپنے گناہوں کی مصیبت میں گرفتار ہیں اور نجات کی شکل صورت نظر نہیں آتی ہے۔ حکم ہوا کہ اچھا بتاؤ کہ اس دائیں طرف والے کا جنازہ کس کس نے پڑھا تھا؟

معلوم ہوا کہ چالیس موحد مسلمان اس کے جنازہ میں شریک تھے۔ ارشاد ہوا کہ مالک! اسے چھوڑ دے' ہم نے ان چالیس مومنوں کی شفاعت جو انہوں نے نماز جنازہ میں اس کے لئے کی تھی قبول کر لی۔

پھر بائیں طرف والے کی باری آئی تو معلوم ہوا کہ اس کے مرنے کے بعد اس شہر کے اکثر اہل اللہ نے اسے نیکی سے یاد کیا تھا اور تعریف کی تھی کہ اچھا مسلمان آدمی تھا۔ فرمایا ان کی تعریف کی وجہ سے اسے بھی چھوڑ دو۔

پھر تیسرے کے بارے میں سوال پیدا ہوا کہ اس کا کیا حال ہے؟

فرشتوں نے عرض کیا کہ صرف دو مومن تھے جو اسے مرنے کے بعد نیک اور اچھا کہتے تھے۔ ارشاد ہوا کہ چلو اسے بھی جانے دو۔

چوتھے گنہگار کی بخشش اس لئے ہو گئی کہ اس کے جنازہ میں تین صفیں مسلمانوں کی تھیں۔

پھر اور آگے چلے تو دیکھا کہ ایک گنہگار مسلمان اس لئے رہائی پا گیا کہ اس کے تین بچے اس کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے تھے۔

اور ایک مومن عورت صرف ایک بچہ کی موت کا صدمہ اٹھانے کی وجہ سے بخش دی گئی۔

ایک میاں بیوی نظر آئے' ان کا حساب کتاب ہو رہا تھا' اتنے میں ایک دو برس کا بچہ دوڑتا ہوا کہیں سے آگیا اور کہنے لگا کہ یہ میرا باپ ہے اور یہ میری ماں۔ میں جنت میں نہیں جاؤں گا جب تک ان دونوں کو ساتھ نہ لے جاؤں۔

حاضرین کی آنکھوں میں یہ نظارہ دیکھ کر آنسو آگئے۔

اتنے میں ایک اور والدین کا مقدمہ پیش ہوا' اور اس کے ساتھ ہی ایک چھوٹا سا بچہ' جس کے آنول نال ابھی اس کے ناف کے ساتھ ہی تھے' چیخنے چلانے لگا اور کہنے لگا "اے رب! میں اسقاط شدہ بچہ ہوں اور تیرے فضل سے مجھے جنت میں رہنے کی اجازت ملی ہے۔ مگر میں ہرگز وہاں اپنے ماں باپ کو دوزخ میں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔"

حکم ہوا کہ تیری خاطر ہم نے ان کی مغفرت کر دی' لے جا ان کو بھی جنت میں لے جا۔ وہ بچہ بھی اپنی آنول نال کے ساتھ اپنے والدین کو کھینچتا ہوا جنت کی طرف لے گیا اور سب دیکھنے والے چشم پر آب تھے۔

(10) پھر ہم آگے چلے۔ ایک شخص کے اعمال نامہ میں کچھ کسر تھی۔ وہ اس طرح پوری کی گئی کہ چونکہ وہ اپنے بزرگ والدین کی قبر کی ہر جمعہ کے دن زیارت کرتا تھا اس لئے اسے چھوڑ دیا گیا۔

دائیں طرف ایک ایسا جم غفیر نظر آیا' جس کے لوگ اپنے اعمال کے وزن کی رو سے بہت ناقص ثابت ہوئے تھے' مگر ان سب کی بخشش اس لئے ہوئی کہ ایک دفعہ آنحضور ﷺ تمام رات صبح تک کھڑے یہ دعا فرماتے رہے تھے۔ (-) پس اس دعا کی مقبولیت کے نتیجہ میں امت محمدیہ کے یہ سب لوگ نجات پا گئے۔

(11) وہاں سے چلتے چلتے ہم ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں ایک قاتل کھڑا تھا۔ اس کی بابت یہ سنا کہ اس شخص نے ننانوے خون کئے تھے اس کے بعد اس کے دل میں توبہ کی خواہش پیدا ہوئی' اور وہ ایک راہب کے پاس گیا اور کہا "میری توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں؟"

راہب نے جواب دیا "ہرگز نہیں" اور اس نے غصہ میں آکر راہب کو بھی مار ڈالا۔ پھر وہ آگے چلا لوگوں نے اسے ایک بزرگ کا پتہ دیا کہ شاید وہاں تیری توبہ کی کوئی صورت نکلے۔ یہ قاتل اس گاؤں کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں ایک جگہ وہ قضائے الٰہی سے مر گیا۔ اس پر رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا ہوا۔ عذاب کے فرشتے کہتے تھے کہ یہ ایک ظالم ڈاکو اور قاتل ہے اور دوسرے کہتے تھے کہ ہاں یہ ٹھیک ہے' مگر یہ تو توبہ کرنے چلا تھا۔ غرض ایک ہنگامہ اس امر پر برپا تھا۔

میں نے سنا کہ بارگاہ الوہیت سے فرمان صادر ہوا کہ بتاؤ اس کی نعش میں اور اس کے وطن میں کتنا فاصلہ تھا؟ اسی طرح اس کے مرنے کی جگہ میں اور اس بزرگ کے شہر میں کتنا فاصلہ تھا؟

حضرت میکائیل کے محکمہ سے رپورٹ ہوئی کہ اس کی نعش اس بزرگ کی بستی سے بقدر ایک بالشت کے زیادہ نزدیک تھی۔

ارشاد ہوا "ہم نے اس کی توبہ قبول فرمائی اور اسے بخش دیا' اس پر ہماری مغفرت کی چادر ڈال دو۔"

(12) پھر اور آگے چلے۔ ایک جگہ ایک بہت بڑے گنہگار کا مقدمہ پیش ہو رہا تھا۔ کراماً کاتبین نے عرض کیا۔ یا الٰہ العالمین! یہ شخص دن کو تو گناہ کرتا تھا اور رات کو روتا تھا کہ اے میرے رب! میں نے قصور کیا ہے' مجھے معاف فرما۔ اس پر حضور کے ہاں سے اس کا قصور معاف فرمایا جاتا اور ارشاد ہوتا میرا یہ بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہوں کو معاف کر سکتا ہے اور ان کے سزا دینے پر بھی قادر ہے۔ سوائے فرشتو گواہ رہو میں نے اسے بخش دیا۔

"اس کے کچھ دن بعد وہ پھر گناہ کرتا تھا اور رات کو پھر اسی طرح دعا کرتا تھا کہ خدایا میرے گناہ بخش دے اس وقت بارگاہ احدیت سے یہ حکم صادر ہوتا تھا کہ میرا یہ بندہ یقین رکھتا ہے کہ میں اس کے گناہ پر گرفت بھی کر سکتا ہوں اور اسے معاف کرنے کی قدرت بھی رکھتا ہوں' سو تم گواہ رہو کہ میں نے اسے پھر بخش دیا۔

"کچھ عرصہ گزرنے کے بعد وہ پھر گناہ کرتا تھا اور بعد میں اسی طرح پھر توبہ استغفار کرتا تھا' اور حضور یہی ارشاد فرماتے تھے کہ میرا یہ بندہ یقین رکھتا ہے کہ میں اس کے گناہ پر پکڑ بھی کر سکتا ہوں اور اسے معاف بھی کر سکتا ہوں۔

"پس اسی طرح یہ شخص عمر بھر گناہ کرتا رہا اور اس کا اعمال نامہ سیاہ ہوتا رہا' اب جو کچھ ارشاد ہو کیا جائے"۔

فرمایا کہ میں نے تو تین دفعہ کے بعد ہی کہہ دیا تھا۔ (-)

میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا' اب جو جی چاہے کرے۔

کیا یہ حکم ریکارڈ میں نہیں آیا؟

آخر ڈھونڈنے سے اس فرمان کی نقل بخاری اور مسلم میں مل گئی اور اس ملزم کی خلاصی ہوئی۔

(13) اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک شخص کا مقدمہ پیش ہے کراماً کاتبین نے عرض کیا: "علاوہ اور قسم کے گناہوں کے اس پر ایک الزام یہ بھی ہے کہ اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو میری نعش کو جلا کر آدھی راکھ ہوا میں اڑا دینا اور آدھی سمندر میں ڈال دینا' کیونکہ خدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر گرفت کی تو مجھے ایسا عذاب ملے گا کہ مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملا ہو گا۔

خیر اس کے کچھ مدت کے بعد وہ شخص مر گیا اور لڑکوں نے اس کی وصیت پر عمل کر دیا۔ جزا کے دن حضور تبارک وتعالیٰ کے حکم سے وہ پھر زندہ کیا گیا ہے اس کی بابت کیا فرمان ہے؟

ارشاد ہوا "اس سے پوچھو کہ تو نے ایسا کام کیوں کیا؟"

وہ شخص کہنے لگا "میرے خداوند! میں نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا اور ہمیشہ بدعملیوں ہی میں مصروف رہا۔ اس لئے اے رب میں نے یہ بات تیرے ڈر کے مارے کی اور تو خود سب حقیقت جانتا ہے۔"

حضور باری نے سن کر فرمایا "یہ سچ کہتا ہے' اسے چھوڑ دو۔ اس کے دل میں ضرور میرا حقیقی تقویٰ اور خوف موجود تھا"۔

(14) ایک طرف کچھ آدمی خوش خوش جنت کی سڑک پر جا رہے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ تمہاری نجات ہو گئی؟

کہنے لگے "ہاں!"

پوچھا کہ کیونکر؟

کہنے لگے کہ جب ہم کو ذات باری نے مصیبت میں مبتلا دیکھا تو فرمایا میرا تو ان لوگوں سے وعدہ ہے کہ ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

میں نے کہا کہ وہ وعدہ کیا تھا؟

کہنے لگے کہ حضور احدیت نے اپنے رسول کی معرفت ہم سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ (-)

"جس شخص کی ایک بیٹی ہو، پھر نہ وہ اسے زندہ گاڑ دے اور نہ ذلیل رکھے، اور نہ ترجیح دے اس پر اپنے بیٹوں کو، تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

پس اس بات پر عمل کی وجہ سے ہم پر خدا کا فضل ہو گیا ہے۔

(15) اسی طرح ایک عورت کو دیکھا کہ باوجود اس کے کہ اس کی عبادتیں یعنی روزے، نمازیں اور صدقے بہت ہی کم تھے، تاہم اس لئے جنتی ہو گئی کہ وہ اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے کبھی کوئی تکلیف نہ دیتی تھی اور سب اس سے خوش تھے۔

(16) غرض ہم اسی طرح چلتے رہے یہاں تک کہ ایک عظیم الشان گروہ شہدا کا دیکھا جن کی گنتی اور حد و بست خیال و وہم سے بالاتر تھی۔

غفران نے بتایا کہ ان میں تلوار سے خدا کی راہ میں شہید ہونے والے بہت کم ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی مغفرت اور رحم نے شہید بنانے کے لئے اور بہت سے سامان محض اپنے فضل سے پیدا کر دیئے ہیں۔ مثلاً

○ جو شخص خدا کے دین کی خدمت کے کسی کام میں بغیر تلوار کے بھی اپنی موت مرجائے وہ بھی شہید ہے۔

○ جو اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔

○ جو مومن طاعون سے مرجائے وہ بھی شہید ہے

○ جو عورت بچہ جن کر مرے وہ بھی شہید ہے۔

○ جو ذات الجنب سے مرے وہ بھی شہید ہے۔

○ جو دستوں کی بیماری سے مرے وہ بھی شہید ہے۔

○ جو دب کر مرے وہ بھی شہید ہے وغیرہ وغیرہ۔

غرض شہادت، مغفرت اور بلندی درجات کے ایسے بہت سے راستے کھول دیئے ہیں کہ اگر مومن خدا کا شکر کرتے کرتے مر بھی جائیں تو بھی اپنے مالک کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ یہاں تک کہ جو شخص شہادت کے لئے دعا مانگتا ہے پھر خواہ اپنے بستر پر ہی اس کی جان نکلے وہ بھی شہید ہی محسوب ہوتا ہے۔

(17) عورتوں کے لئے تو وہاں بہت ہی نرمی تھی اور عام حکم یہ تھا کہ جو عورت نماز پڑھے روزہ رکھے اپنی عفت کی حفاظت کرے اور خاوند کی نافرمان نہ ہو، وہ بہشت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

(18) پھر ہم اور آگے چلے وہاں ایک شخص کا مقدمہ پیش تھا جو آنحضرت ﷺ کے زمانے میں فوت ہوا تھا۔ جب اس نے وفات پائی تو آنحضرت ﷺ بھی اس کے جنازہ کے لئے نکلے۔

حضرت عمر نے عرض کیا "حضور یہ ایک فاجر فاسق شخص تھا اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھئے"

آنحضرت ﷺ حاضرین جنازہ کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا "کیا کسی نے اسے اسلام کی کسی بات پر عمل کرتے دیکھا ہے؟"

لوگوں نے عرض کیا "ہاں یا رسول اللہ اس نے خدا کی راہ میں ایک رات پہرہ دیا تھا۔"

یہ سن کر حضور نے اس پر نماز پڑھی، اس کی قبر پر مٹی ڈالی اور اس کی نعش کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا "اے مرنے والے! تیرے دوستوں کا خیال ہے کہ تو جہنمی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو یقیناً جنتی ہے۔ اور اے عمر بن خطاب! تو لوگوں کے تفصیلی اعمال نہ کریدا کر۔ بلکہ صرف یہ دیکھ لیا کر کہ آیا وہ اسلام کا مجملاً متبع ہے یا نہیں۔

(19) اسی طرح ایک مومن مجاہد جس کے اعمال کم تھے، اس کے نیکی کے پلڑے میں اس کا گھوڑا، گھوڑے کا چارہ اور اس کے گھوڑے کی لید اور پیشاب وغیرہ تک ڈالے گئے، یہاں تک کہ وہ پلڑا اس کی غفلتوں اور گناہوں کے پلڑے سے بھاری ہو گیا اور وہ اپنے اسی گھوڑے پر سوار ہو کر جنت کی طرف سرپٹ روانہ ہو گیا۔

اس طرح لاتعداد انسانوں کی مغفرت اس طرح پر ہوئی کہ ان کو انبیاء، اولیاء، نیکوں اور اہل اللہ سے صرف دوستی اور محبت تھی اور

المرء مع من احب

کے وعدہ کے مطابق وہ سب باوجود کمی اعمال کے ان بزرگوں کے ہمسائے قرار پائے۔

(20) ایک جگہ دیکھا کہ خدا کا ذکر و تسبیح کرنے والوں کی ایک جماعت فرشتوں کے پروں کے سایہ میں جنت کی طرف جا رہی تھی۔ ان کے پیچھے پیچھے ایک آدمی تھا جس کی طرف غفران نے اشارہ کر کے کہا کہ اس کا قصہ بھی عجیب ہے۔

ایک دفعہ باری تعالیٰ نے اپنے فرشتوں سے پوچھا کہ آج تم نے دنیا میں کیا دیکھا؟

انہوں نے عرض کیا "الٰہی! تیرے کچھ بندے ایک مسجد میں تیرا ذکر بصد ذوق و شوق کر رہے تھے"۔

فرمایا "گواہ رہو کہ میں نے ان کو بخش دیا"۔

فرشتوں نے عرض کیا کہ الٰہی! اسی مجلس میں ایک شخص اور بھی موجود تھا مگر وہ ذکر الٰہی کے لئے نہیں آیا تھا بلکہ اپنے نجی کسی کام کو آیا تھا۔

ارشاد ہوا کہ گواہ رہو۔ میں نے اسے بھی بخش دیا۔ (۔) ایسے لوگوں کے پاس بیٹھنے والا بھی نامراد نہیں ہوا کرتا اور یہ وہ شخص ہے جس کی طرف میں نے ابھی اشارہ کیا تھا۔

(21) پھر ہم اور آگے بڑھے تو غفران نے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا جو مغفرت کی چادر اوڑھے چلا جاتا تھا۔ کہنے لگا کہ اس شخص کا قصہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔

اس شخص نے ایک بزرگ صحابی کی معیت میں اپنا وطن چھوڑ کر مدینہ کی طرف اس وقت ہجرت کی جب حضور ؐ نے ہجرت فرمائی تھی۔

مدینہ جا کر یہ شخص بیمار ہو گیا اور ایسا بے صبر ہوا کہ تیر کے پیکان سے اپنے ہاتھ کی رگیں خود کاٹ ڈالیں جن سے اتنا خون جاری ہوا کہ یہ مر گیا۔ اس کے دوست صحابی نے اسے خواب میں دیکھا کہ اس کی حالت بہت اچھی ہے مگر اپنے

دونوں ہاتھ ڈھانکے پھرتا ہے۔

پوچھا "تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟"

کہنے لگا کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا' اس لئے کہ میں نے اس کے نبی کی طرف ہجرت کی تھی۔ مگر یہ بھی فرما دیا کہ ہم تیرے ہاتھوں کو درست نہ کریں گے جن کو تو نے خراب کیا ہے۔

یہ قصہ سن کر آنحضور ﷺ نے فرمایا (-)

یا اللہ ان کے ہاتھوں کی بھی مغفرت فرما۔

سو یہ شخص آج تک اسی حالت میں رہا۔ آج اس دعا کی وجہ سے اس کے ہاتھوں کی مصیبت دور ہو گئی اور یہ جنت کو جا رہا ہے۔

(22) پھر اور آگے بڑھے۔ تو معلوم ہوا کہ ایک شخص کی بابت حکم ہوا ہے کہ اس کا حساب کتاب ہم خود ذاتی طور پر لیں گے۔ چنانچہ وہ شخص عرش کے سامنے حضوری میں پیش کیا گیا۔

ارشاد ہوا۔ تجھے معلوم ہے کہ تو نے ایسے ایسے بھاری گناہ دنیا میں کئے تھے۔ اس نے عرض کیا۔ "ہاں اے میرے رب کئے تھے"۔

اس کی بوٹی بوٹی خوف کے مارے تھر تھر کانپ رہی تھی کہ بس اب جہنم کے سوا میرے لئے کوئی جگہ نہیں کہ اتنے میں ارشا ہوا "دیکھ میں نے تیرے ان سب گناہوں کی دنیا میں پردہ پوشی کی تھی۔ اب اسی طرح میں یہاں بھی ان کی پردہ پوشی کروں گا۔ جا اپنی نیکیوں کا اعمال نامہ لے جا۔ اور اپنے گناہوں کا رجسٹر یہیں ہمارے پاس چھوڑ جا۔ آگے ہم جانیں ہمارا کام۔

(23) اس کے بعد ایک اور مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ ایک مجرم لایا گیا۔ اور اس کے ساتھ ننانوے بڑے بڑے طومار رجسٹروں اور اعمال ناموں کے تھے۔ ارشاد ہوا "دیکھو یہ تیرے اعمال نامے ہیں۔ اگر تجھے ان سے انکار ہے تو کہہ دے"۔

اس نے عرض کیا "میرے مولا! جو کچھ ان میں لکھا ہے وہ سب سچ ہے۔" ارشاد ہوا "کوئی عذر ہے"۔

کہنے لگا "کوئی عذر نہیں"۔

حکم ہوا کہ ہمارے ہاں تو تیرا ایک عذر اور ایک بڑی نیکی موجود ہے۔ تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ اس کے بعد ایک چٹھی پیش کی گئی جس پر (خدا کی توحید اور رسالت کا اقرار) لکھا تھا۔

حکم ہوا کہ اس چٹھی کو اس کی نیکیوں کے پلڑے میں رکھو۔

رکھتے ہی وہ پلڑا اتنا جھک گیا کہ وہ سب طومار گناہوں کے اس کے مقابلہ میں بالکل ہلکے ہو گئے۔ اور وہ شخص الحمد للہ' الحمد للہ کہتا ہوا بہشت بریں کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

(24) اس کے بعد ہم ایک اور طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ خداوند عالم رب العالمین کی طرف سے ایک منادی کنندہ یہ اعلان کر رہا تھا کہ (-) کہاں ہیں وہ لوگ جن کے پہلو میری خاطر رات کے وقت بستروں سے الگ رہتے تھے۔

یہ سنتے ہی ایسے سب لوگ کھڑے ہو کر ایک جگہ جمع ہو گئے اور ان کو حکم ہوا کہ جاؤ تمہیں بغیر حساب بخش دیا۔

(25) اس کے بعد ایک تیسرا مقدمہ عدالت خاص میں پیش ہوا۔ ایک شخص کو آگے لایا گیا اور حکم ہوا کہ اس کے صغیرہ گناہ اور چھوٹی چھوٹی خطائیں اسے پڑھ کر سناؤ' پھر پوچھو کہ تو نے یہ گناہ کئے تھے' مگر کبائر اس کے سامنے نہ پیش کرنا۔

صغائر کو سن کر وہ شخص کہنے لگا "ہاں مولا! یہ سب میری غلطیاں مجھ سے ہی سرزد ہوئی ہیں۔ میں کیونکر سچی باتوں کا انکار کر سکتا ہوں" اور ساتھ ہی وہ شخص دل میں ڈر رہا تھا کہ اب اس کے بعد میرے کبائر بھی ظاہر کئے جائیں گے کہ اتنے میں حکم ہوا "جا تجھے ہم نے بخشا' اور تیرے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی تجھے دی"۔

یہ دیکھ کر وہ بے چارا خوشی کے مارے بالکل دیوانوں کی طرح ہو گیا اور کہنے لگا "یا الٰہی یہ تو میرے چھوٹے چھوٹے گناہ تھے' ابھی بڑے بڑے گناہوں اور کبائر کو تو پڑھا ہی نہیں گیا۔ ان کو بھی پیش کیا جاوے"۔

یہ سننا تھا کہ حاضرین بے اختیار ہنس پڑے اور وہ شخص بھی شرمندہ سا ہو کر جنت کی طرف روانہ ہوا اور پیچھے سے ایک فرشتہ نے مغفرت کی چادر اسے اوڑھا دی۔

(26) جن اشخاص کو دنیا میں اپنے قصوروں اور حدود کی سزا مل چکی تھی ان کے ساتھ تو خصوصاً وہاں نرمی اور شفقت کا سلوک ہو رہا تھا۔ چنانچہ ایک شخص سے دنیا میں ایک برا کام سرزد ہو گیا تھا۔ وہ خود گیا اور حاکم وقت سے عرض کیا "حضور! مجھ سے یہ گناہ سرزد ہو گیا ہے' میں نے توبہ کی ہے' تم مجھے دنیا میں سزا دے لو' میں اپنے رب کے آگے روسیاہ ہونے سے دنیا کی تکلیف برداشت کر لینا بہتر سمجھتا ہوں"۔ چنانچہ اسے سنگسار کر دیا گیا اور اب جو حشر میں لایا گیا تو اس کو ان خوش کن الفاظ سے مخاطب کیا گیا "اے میرے بندے! ہمیں تیری اس توبہ کی اس قدر قدر و منزلت ہے کہ اگر وہ ایک پورے شہر کے گنہگاروں پر تقسیم کی جاتی تو ہم ان سب کو بخش دیتے"۔

(27) ایک اور شخص کو دیکھا جس نے اپنے زمانہ حکومت میں رعایا پر بہت ظلم کئے تھے۔ وہ سب مظلوم اس سے بدلہ لینے کے لئے وہاں حاضر تھے۔ مگر جب یہ سنایا گیا کہ اس شخص نے آخری عمر میں اپنے سب مظالم سے توبۃ النصوح کر لی تھی اور مدینہ طیبہ ہجرت کر کے چلا گیا تھا اور وہیں مرا تھا تو اس اعلان سے یکدم ان تمام لوگوں پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ سب ہاتھ اٹھا کر کہنے لگے "ہم نے اس شخص کے سب قصور معاف کئے' خدا بھی اسے بخشے"۔ چنانچہ وہ خوش خوش ہنستا ہوا وہاں سے جنت کی طرف رخصت ہوا۔

(28) اس سے بڑھ کر یہ کہ کروڑوں انسانوں کے حقوق العباد کا بدلہ خدا تعالیٰ نے مستحقین کو اپنے پاس سے بڑھ چڑھ کر ادا کر دیا اور ان مظلوموں نے نہایت خوشی سے اپنے دعووں اور حقوق سے دستبرداری داخل کر دی اور ان کے گناہ بخش دیئے گئے۔

نالائق اولاد جن پر ان کے ماں باپ بہت راضی اور خوش تھے وہاں محض اس لئے بخشی جا رہی تھی کہ وہ

رضی الرب فی رضی الوالد

کے قانون کے ماتحت خدا کا فضل جذب کر رہی تھی۔

(29) سب سے حیران کرنے والی بخشش میں نے دو شخصوں کے معاملہ میں دیکھی۔ دو جہنمی ایک طرف دوزخ میں جانے کے لئے کھڑے تھے کہ ایک مغفور شخص وہاں سے گزرا۔ ایک جہنمی نے اس جنتی سے کہا "بھائی صاحب! کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے؟ میں وہ ہوں جس نے آپ کو فلاں جگہ ایک دفعہ پانی پلایا تھا"۔

اس پر دوسرا جہنمی بولا "مجھے بھی تو آپ نہ بھولے ہوں گے۔ میں نے آپ کو فلاں جگہ ایک دن وضو کے لئے لوٹا بھر کر دیا تھا۔ اب ہم تو جہنم کو جائیں اور آپ جنت کو"۔

یہ سن کر جنتی کا دل پسیج گیا اور اس نے وہیں بارگاہ غفور رحیم سے ان کے لئے دعا کی۔ حکم ہوا ان کو بھی اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤ۔

(30) ابھی ہم ان نظاروں سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ جہنم کی طرف سے سخت چیخوں کی آواز آنے لگی۔ رپورٹ ہوئی کہ دو شخص بے حد غل مچا رہے ہیں۔ ارشاد ہوا "ان کو ہمارے روبرو پیش کرو"۔ غرض وہ حضوری میں لائے گئے۔

پوچھا گیا "اتنا غل کیوں مچاتے ہو"۔

انہوں نے عرض کیا "الٰہی جل گئے۔ ہمیں اس عذاب کی برداشت نہیں۔ ہم پر رحم ہو"۔

خُداوندا

گزُرتی ہے جو دل پر دیکھنے والا فقط تُو ہے
اندھیرے میں اُجالا دھوپ میں سایا فقط تُو ہے

گدائے دہر کا کیا ہے اگر یہ در نہیں وہ ہے
ترے در کے فقیروں کی تو کُل دنیا فقط تُو ہے

تُو ہی دیتا ہے نشّہ اپنے مظلوموں کو جینے کا
ہر اک ظالم کا نشّہ توڑنے والا فقط تُو ہے

وُہی دنیا وُہی اک سلسلہ ہے تیرے لوگوں کا
کوئی ہو کربلا اس دیں کا رکھوالا فقط تُو ہے

ہواؤں کے مُقابل بجھ ہی جاتے ہیں دیئے آخر
مگر جس کے دیئے جلتے رہیں ایسا فقط تُو ہے

عجب ہو جائے یہ دنیا اگر کُھل جائے انساں پر
کہ اس ویراں سرائے کا دِیا تنہا فقط تُو ہے

ہر اک بے چارگی میں بے بسی میں اپنی رحمت کا
جو دل پر ہاتھ رکھتا ہے خداوندا فقط تُو ہے

مرے حرف و بیاں میں آئینوں میں آبگینوں میں
جو سب چہروں سے روشن تر ہے وہ چہرہ فقط تُو ہے

عبیداللہ علیم

ہر حسن پر جب انسان غور کرتا ہے تو اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کا حسن کار فرما ہے۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ)

ارشاد ہوا "جاؤ! فی الحال اپنی جگہ چلے جاؤ' تمہارے معاملے پر غور ہوگا"۔

یہ سن کر ایک تو واپس جہنم میں چلا گیا مگر دوسرا وہیں کھڑا رہا۔

حکم ہوا "تو کیوں نہیں جاتا؟"۔

وہ عرض کرنے لگا۔ "مولا! کیا تو نے مجھے اسی لئے جہنم سے نکالا تھا کہ پھر دوبارہ اسی میں ڈالا جائے"۔

اس پر حاضرین ہنس پڑے۔ ارشاد ہوا "اے بے صبر! اچھا جا۔ ہم نے تجھے بخشا اور ترے ساتھی کو بھی"۔

(31) غرض اسی طرح کے حالات دیکھتے ہوئے ہم ایک گروہ صحابہ کی طرف گئے وہاں بھی کچھ جھگڑے اور حساب کتاب شروع تھا۔ ایک صحابی حاطب کے متعلق ان کے گواہوں نے بیان دیا کہ اس شخص نے اسلام اور آنحضرت ﷺ سے وہ خیانت کی ہے کہ اس کی سزا دنیا میں سوائے قتل اور عاقبت میں سوائے جہنم کے اور کچھ نہیں۔ اس نے کفار مکہ کو خط لکھا کہ آنحضرت تم پر یکدم مخفی حملہ کرنے والے ہیں' تم ہوشیار ہو جاؤ۔ اس نے حضور کا راز فاش کیا' کفار کو مدد دی' اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کا پورا سامان مہیا کر دیا۔ اگر خداوند تعالیٰ کی طرف سے حضرت ختمی ماب کو بروقت اطلاع نہ مل جاتی تو فتح مکہ کی ساری تجاویز درہم برہم ہو کر رہ جاتیں۔ اس سے بڑھ کر غدار ہم کو تو کوئی نظر نہیں آتا"۔

بارگاہ الٰہی سے ارشاد ہوا کہ تمہاری بات بالکل سچی ہے لیکن 2ھ میں ہمارا جو فرمان اہل بدر کے لئے جاری ہوا تھا اس کا ریکارڈ نکالو۔ ارشاد کی دیر تھی کہ فرمان متعلق اہل بدر حضوری میں پڑھا گیا اور وہ یہ تھا (۔) اب جو چاہو کرو۔ میں نے تمہاری مغفرت بہرحال کر دی۔

نیز ارشاد ہوا کہ بندوں کی بعض اہم خدمات ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے بعد ہم ان کو ایسا ہی انعام دیا کرتے ہیں۔ جانے دو حاطب کو اہل بدر کے ساتھ وہ مغفور ہے۔

(32) اس کے بعد سید الشہداء حمزہ بن عبدالمطلب شیر خدا کا مقدمہ پیش ہوا گواہوں نے کہا کہ یہ ایک دن شراب کے نشے میں بیٹھے اپنی ایک لونڈی کا گانا سن رہے تھے کہ خوش ہو کر فرمانے لگے "مانگ کیا مانگتی ہے۔" اس لونڈی کو حضرت علی ابن ابی طالب سے کچھ عناد تھا۔ کہنے لگی "جنگ بدر کے مال غنیمت سے علیؓ کو دو اونٹنیاں اپنے حصے کی ملی ہیں اور وہ فلاں احاطہ میں بندھی ہیں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ ان کی تازہ کلیجی بھون کر کھاؤں"۔

اس پر یہ صاحب اٹھے اپنا خنجر سنبھالا اور اس احاطہ میں پہنچ کر ان زندہ اونٹنیوں کے پیٹ چاک کر ڈالے اور پیٹ کے اندر سخت بیدردی سے ہاتھ ڈال کر ان کی کلیجیاں کھینچ کر نکال لیں اور اس لونڈی کو لا کر دے دیں کہ کھا لو۔

بعد میں وہ زخمی جانور وہیں تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ لوگوں نے حضرت علیؓ کو خبر کی۔ وہ روتے ہوئے آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچے کہ یہ واقعہ ہوا ہے۔

حضورؐ ان کو ساتھ لے کر ان صاحب کے ہاں تشریف لے گئے وہ نشہ میں کیا فرماتے ہیں۔

"کیا تم دونوں میرے باپ کے غلام نہیں ہو"۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ واپس تشریف لے آئے اور سمجھ لیا کہ وہ شراب کے نشے کی وجہ سے ہوش میں نہیں ہیں۔ ان سے بات کرنا فضول ہے۔ اس کے کچھ مدت بعد یہ صاحب احد کی جنگ میں مارے گئے۔ ہم ان سے اس ظلم کا قصاص چاہتے ہیں جو ان سے سرزد ہوا تھا اور جو مذہب کے متعلق نہ تھا بلکہ انسانیت کے خلاف تھا۔ گو اس وقت تک شراب حرام نہ ہوئی تھی' پھر بھی اس کی اہمیت کم نہیں ہو جاتی۔ کیونکہ یہ سخت قساوت قلبی اور ظلم ناحق کا مظاہرہ تھا جسے انسان کی فطرت دھکے دیتی ہے خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو اس لئے ہم جو سائق ہیں اس کا قصاص طلب کرتے ہیں۔

بارگاہ خداوندی سے ارشاد ہوا کہ ہم تو اس قصور کا قصاص پہلے ہی لے چکے ہیں۔ حمزہ ہمارا شیر ہے لیکن ہم نے جو قصاص لیا ہے وہ بھی ظاہر ہے اور جو مقام قرب کا ہم نے اسے بخشا ہے وہ بھی ظاہر ہے۔ کیا یہ صحیح نہیں کہ ایک لونڈی نے ان اونٹنیوں کو حمزہ سے کہہ کر مروایا۔ اسی طرح وحشی جو ایک غلام تھا اسے بھی انعام دے کر احد میں لایا گیا تھا اور اس کے حربہ نے حمزہ کا پیٹ اسی طرح چاک کیا جس طرح ان جانوروں کا پیٹ پھاڑا گیا تھا۔ پھر ہندہ زوجہ ابوسفیان نے حمزہ کا کلیجہ اس زخم میں سے اسی طرح نکالا جس طرح حمزہ نے ان جانوروں کے کلیجے نکالے تھے اور جس طرح اونٹنیوں کے جگر کباب بنا کر کھائے گئے تھے اسی طرح حمزہ کا جگر بھی ہندہ نے میدان احد میں سب کے سامنے کھڑے ہو کر چبایا۔ اور دوسری اونٹنی کے بدلہ میں اس عورت نے ان کو مثلہ بھی کیا' یعنی ان کے ناک' کان اور ہونٹ کاٹ کر ہار بنا کر اپنے گلے میں ڈالے اور میدان جنگ میں فخریہ لوگوں کو دکھاتی پھری۔ اور انہوں نے جو آنحضرت ﷺ کو اپنے باپ کا غلام کہا تھا تو ایک حبشی غلام ہی نے ان کا کام تمام کیا اور یہ نصیب نہ ہوا کہ کسی معزز سردار قریش کے ہاتھ سے مارے جاتے۔ اب بتاؤ کون سی چیز ہے جس کا قصاص حمزہ سے نہ لیا گیا ہو۔ اونٹنیوں کا جگر کھانے والی بھی ایک مغنیہ تھی اور حمزہ کا جگر کھانے والی بھی ایک گانے والی تھی جو میدان احد میں وہ مشہور گیت گاتی پھرتی تھی جس کا پہلا شعر یہ ہے ؂

نحن بنات الطارق
نمشی علی النمارق

ہاں چونکہ وہ ہمارا محبوب بندہ تھا ہم نے اس قصاص کو بھی ایک باعزت شکل دے دی۔ اس کا احد میں مارا جانا اس کے سید الشہداء مشہور ہونے کا باعث ہوا اور باقی باتیں جو مرنے کے بعد اس سے کی گئیں ان سے بھی اسے کوئی تکلیف اور اذیت نہ ہوئی' نہ مثلہ ہونے کی' نہ کلیجہ نکالنے کی اور نہ کلیجہ چبانے کی۔ پس ہم نے ایک ایسی عزت والی مغفرت کی چادر اس پر اوڑھادی جس کی وجہ سے اس کے مدارج بھی بلند ہو گئے اور تمہارا دعویٰ قصاص بھی پورا ہو گیا۔ اب اسے لے جاؤ اور جنت میں اس کے بھتیجے کے پاس ہی اس کا مقام بھی بنادو۔ ہم اس سے راضی ہیں اور وہ ہم سے۔

(33) یہ فیصلہ سننے کے بعد ہم آگے بڑھے۔ ایک مسلمان کو دیکھا کہ اس کا ہر عمل عیب دار تھا اور سوائے اس کے کہ اس نے شرک نہیں کیا تھا باقی ہر طرح اس کی زندگی گنہگارانہ تھی۔ قریب تھا کہ جہنم کے فرشتے اسے کھینچ کر لے جائیں کہ یہ پر رعب و پر شوکت آواز فضا میں بلند ہوئی کہ (۔)

یہ شخص گو بڑا گنہگار ہے مگر اسے ہمیشہ یہ یقین تھا کہ میرا خدا غفور رحیم ہے پس اس یقین کی وجہ سے میں اسے بخشتا اور جنت میں داخل کرتا ہوں۔

اس کے ساتھ ہی ایک دوسرا آدمی کھڑا تھا جس کے نامہ اعمال میں پہلے ورق سے آخر ورق تک نافرمانیاں اور غفلتیں ہی غفلتیں لکھی تھیں' لیکن ہر صفحہ پر اس کے ایک دو استغفار بھی ضرور لکھے ہوتے تھے جو وہ گاہے بگاہے خدا سے مانگ لیا کرتا تھا۔ حکم ہوا کہ میں نے اپنے اس بندے کے سب گناہ اس کے استغفاروں کی وجہ سے محو کر دیئے۔

(34) پھر ایک اندھے کی بابت جھگڑا شروع ہوا۔ بارگاہ الٰہی کی طرف سے حکم آیا کہ ہم نے اس کی دو نہایت پیاری عزیز آنکھیں لے لیں۔ اب یہ مستحق ہے کہ ہم اس کی مغفرت کریں۔

(35) آگے چل کر لاانتہا بیماروں اور مصیبت زدہ مفلسوں کا ایک جم غفیر تھا جن کے لئے یہ حکم ہوا کہ جن لوگوں کی مغفرت کا مجھے خیال ہوتا ہے ان کو میں دنیا سے رخصت نہیں کرتا جب تک ان کے ایک ایک گناہ کے بدلے ان کو جسمانی امراض اور رزق کی تنگی دے کر انہیں جنت میں جانے کا قابل نہیں بنالیتا۔ (۔)

خاکسار بھی چونکہ اپنے بچپن کے زمانہ سے ہمیشہ بیماری میں مبتلا رہا ہے اس لئے یہ ارشاد سن کر بے حد خوش ہوا اور اپنی سب تکالیف مجھے راحت نظر آنے لگیں۔ تھوڑی دیر بعد میں نے غفران سے کہا۔

"بھائی! بہت کچھ نمونہ جناب الٰہی کی مغفرت کا میں نے دیکھ لیا۔ یہاں کا معاملہ تو ایک بحر ناپیدا کنار ہے۔ اور میں اب تھک بھی گیا ہوں۔ اب تو مجھے واپس لے چل۔ چنانچہ ہم واپس ہوئے مگر راستہ میں میری تکان کو دیکھ کر اس نے مجھے باتوں میں مصروف رکھا اور بتایا گیا کہ مغفرت کی بعض وجوہ اور اسباب کیا ہیں چنانچہ مختصراً عرض کرتا ہوں۔

مغفرت کی بعض وجوہ

(1) یہ کہ کوئی شخص خواہ اس کا کتنا ہی ایمان ہو یا کتنے ہی اعلیٰ عمل ہوں ابدی جنت اور دائمی مغفرت کا وارث صرف اپنی کوشش کی وجہ سے نہیں ہو سکتا بلکہ یہ سب چیزیں جاذب فضل خدا ہیں۔ پس اصل چیز فضل الٰہی ہے اور کسی انسان کی نجات عمل پر نہیں بلکہ فضل پر موقوف ہے۔

(2) دوسرا اصل یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ بڑا ہی نکتہ نواز ہے۔

(3) تیسرا یہ کہ وہ بالارادہ غفور رحیم ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے کسی کو بے حساب بخشتا ہے اور کسی کو ہلکا سا حساب لے کر' اور کسی سے پورا حساب مانگتا ہے۔

(4) اس کا رحم ہمیشہ اس کے غضب پر غالب ہے۔

(5) اس کی سب سزائیں بھی کسی حکمت مصلحت اور اصلاح پر مبنی ہیں نہ کہ خفگی اور غصہ پر۔ یہاں تک کہ جہنم بھی ایک شفاخانہ ہے اور عارضی ہے نہ کہ دائمی۔

(6) تمام مخلوقات میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں جو کسی کا کوئی گناہ بخش سکے۔ گناہوں کی بخشش صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مخصوص ہے۔

(7) اس کی درگاہ ظلم کے عیب سے بالکل پاک ہے۔ وہاں یا تو رحم ہے یا انصاف ہے یا مناسب سزا۔

(8) نیکی کا بدلہ نیک ہے بلکہ بہت بڑھ کر ملتا ہے۔ بدی کی سزا بڑھا کر نہیں بلکہ اتنی ہی دی جاتی ہے۔ اگر کوئی نیکی کی صرف نیت کرے تو اس نیت کا اجر بھی ملتا ہے۔ لیکن بدی کی نیت کرے اور کر نہ سکے تو کوئی سزا نہیں۔ اور اگر بدی کا ارادہ کر کے پھر بدی کرنے سے پہلے ہی اس سے باز آجائے تو پھر نیکی محسوب ہوتی ہے نہ کہ بدی۔

(9) استغفار کی دعا بارگاہ الٰہی میں ہاتھوں ہاتھ لی جاتی ہے۔

(10) کوئی دوسرا شخص کسی کے لئے مغفرت کی دعا کرے تو وہ نہ صرف اسی شخص کے لئے مقبول ہوتی ہے بلکہ دعا کرنے والا بھی برابر کی مغفرت کا حصہ پاتا ہے اور زندوں کا بہترین ہدیہ مردوں کے لئے استغفار ہی ہے۔

(11) غفور رحیم خدا نے بے انتہا فرشتے عالمین کے ہر گوشہ اور کونہ کونہ میں بٹھا رکھے ہیں اور ایک نہایت معزز اور مقرب طبقہ ملائکہ کا اپنے عرش کے گرد مقرر کیا ہے تاکہ وہ ہر وقت انسانوں کے لئے مغفرت کی دعا اور سفارش کرتے رہیں۔ خدا تعالیٰ مغفرت کرنے سے ذرا

نہیں ہچکچاتا خواہ کسی مومن کے گناہ پہاڑ جتنے ہوں یا آسمان تک ہوں۔ اور ہر روز لاانتہا گناہ انسانوں کے اس غفور رحیم کے فضل و کرم سے یونہی بلاوجہ معاف ہوتے رہتے ہیں۔

(12) آخرت میں تمام انبیاء خصوصاً سرتاج انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بلکہ دیگر جملہ مقربین بھی شفاعت کا اذن پائیں گے اور لاتعداد مخلوق ان کی شفاعت سے بخشی جائے گی اور نہ صرف بزرگوں اور نیکوں بلکہ قرآن مجید اور اس کی سورتوں کی سفارش اور شفاعت بھی گنہگاروں کی مغفرت کرائے گی۔

(13) بالآخر وہ غفور رحیم یہ کہہ کر اپنا ہاتھ جہنم میں ڈالے گا۔ کہ سب شفاعت کرنے والے اپنی اپنی شفاعت کر چکے' اب مجھ رحمان' حنان' منان کی شفاعت کی باری ہے یہ کہہ کر وہ باقی ماندہ سب سزا یافتوں کو نکال لے گا جہنم اپنے سکان سے خالی ہو جائے گا۔ اور رحمت الٰہی کی نسیم اس کے دروازوں کو کھڑکھڑائے گی۔ اور فرعون اور ابوجہل تک بھی ایک محدود زمانہ کے بعد بخشے جائیں گے اور اس غفور رحیم کی مغفرت کی چادر میں لپٹے ہوئے نظر آئیں گے۔ جہنم تبھی تک مجرم کو اپنے اندر رکھے گی جب تک کہ اس کی اصلاح نہ ہو جائے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ یعنی جونہی تہذیب' اخلاق اور پاکیزگی قلب وہاں مجرم کو حاصل ہو گئی اور وہ اس قابل ہو گیا کہ جنتیوں کے ساتھ مل کر بکمال اخلاق و نیکی اپنی زندگی وہاں پر امن طور پر بسر کر سکے اسی وقت وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

(14) بعض لوگ اس وسوسہ میں پڑے ہوئے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ماں باپ سے بھی زیادہ شفیق ہے تو پھر کیوں وہ ان کو دوزخ میں ڈالے گا۔ سو اس کی حقیقت یہ ہے کہ جہنم تو دراصل معاند مشرکین' سخت ترین مفسدین اور خدا اور رسولؐ کا مقابلہ کرنے والوں کے لئے ہی ہے۔ ماں باپ بھی جب ان کی اولاد متمرد اور سرکش ہو جائے تو ان سے بیزار اور ان کے دشمن ہو جاتے ہیں۔

ایسے لوگوں کے سوا گنہگاروں کے ساتھ جو سلوک یہاں ہو رہا ہے وہ تو نے آج خود دیکھ ہی لیا ہے۔

فسبحان اللّٰہ عما یصفون

اعمال صالحہ

ان باتوں کے سوا جو تیری نظر سے گزریں اور ہزاروں طریقے مغفرت الٰہی کے اجراء کے ہیں۔ اور لاکھوں اعمال ایسے ہیں جن کو حضرت غفور رحیم پسند کر کے اس شخص پر اپنی مغفرت کا نور چڑھا دیتے ہیں۔ کہیں نماز روزہ' اخلاق پسندیدہ' بزرگوں کو خوش رکھنا' والدین کی اطاعت' خاوند کی فرمانبرداری' یتیموں کی پرورش' صدقہ و خیرات' توبہ و استغفار' دعوت الی اللہ' ذکر الٰہی' خشیۃ اللہ اور تقویٰ' خدا تعالیٰ پر امید رکھنا' کبائر سے بچتے رہنا' بزرگوں کا ادب کرنا' دوسروں کے قصور معاف کرنا' اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا' احسان' بکثرت اور محبت کے ساتھ درود پڑھنا' اخلاص' جہاد' قربانیاں' تلاوت قرآن مجید وغیرہ۔

"غرض تمام اچھے طریقے بلکہ اور جملہ نیک اعمال مومنوں کے لئے مغفرت کو جذب کرتے ہیں اور بعض دفعہ اس درگاہ کی نکتہ نوازی ہی انسان کی بخشش کا موجب ہو جاتی ہے تیرا پھر کبھی ادھر آنا ہو گا تو باقی مضمون تجھے سناؤں گا"۔

غفران کی باتیں ابھی ختم نہیں ہوئی تھیں کہ وہی بڑا دروازہ جس سے ہم میدان محشر میں داخل ہوئے تھے نظر آنے لگا۔ اسے دیکھتے ہی جو ربودگی مغفرت الٰہی کے نشہ کی مجھ پر مستولی تھی وہ جاتی رہی اور میں بیدار ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ گھر میں اپنے پلنگ پر کاغذ قلم لئے یہی مضمون لکھ رہا ہوں۔ مگر میں نے اپنے پورے ہوش میں صرف یہ آخری فقرہ لکھا کہ

سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

اللہ جزا دے

قارئین کرام! روزنامہ الفضل کے زیر نظر سالانہ نمبر کو بنانے' سنوارنے اور ترتیب دینے والوں کی ایک لمبی فہرست ہے جن کی مسلسل محنت اور لگن کی وجہ سے یہ خوبصورت شمارہ آپ تک پہنچا ہے۔

سب سے پہلے اپنے محبوب امام کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کمال شفقت و مہربانی سے ہماری عاجزانہ درخواست پر اپنی دستخط شدہ تصویر ارسال فرمائی اور دعاؤں سے نوازا۔ دیگر تصاویر کے لئے ہم محترم حبیب الرحمان زیروی صاحب کے ممنون ہیں۔ ان تصاویر کی اشاعت طارق محمود صاحب پانی پتی اور خالد محمود صاحب پانی پتی کے تعاون سے عمل میں آئی۔

مضمون نگار حضرات نے اپنا قیمتی وقت نکال کر قلم کے جوہر دکھائے۔ ادارتی عملہ نے ان کی نوک پلک درست کی۔ الفضل کے شعبہ کمپیوٹر کی ٹیم اور پروف ریڈر حضرات کی محنت سے یہ مضامین کتابت کے مراحل سے گزرے۔ الفضل کے پیسٹر نے ماہرانہ طریق پر مضامین اور منظومات کو صفحہ قرطاس پر سجایا۔ شعبہ اشتہارات نے دن رات کی محنت شاقہ سے احباب جماعت اور کاروباری ادارہ جات سے اشتہارات حاصل کئے۔ ضیاء الاسلام پریس کے مینیجر صاحب اور ان کے رفقائے کار نے پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس کی معیاری چھپائی کو بروقت اور یقینی بنایا۔ عملہ مینیجر الفضل نے جانفشانی سے اس کی ترسیل کی اور اسے آپ تک پہنچایا۔ ان کے علاوہ خدمت کرنے والوں کی ایک لمبی فہرست ہے جنہوں نے اس کی طباعت و اشاعت اور ترسیل میں خدمات سرانجام دیں۔

خاکسار ادارہ الفضل کی طرف سے ان سب احباب کا بے حد شکر گزار ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

عبدالسمیع خان
(ایڈیٹر روزنامہ الفضل)

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت   اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

قانون قدرت میں ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت

کائنات پر نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا اعلیٰ وارفع نظام اتفاقاً وجود میں آہی نہیں سکتا

مکرم پروفیسر طاہر احمد نسیم صاحب

یوں تو بصیرت کی آنکھ سے دیکھنے والوں کے لئے خدا تعالیٰ کی ہستی کے بارہ میں ذرہ بھر شکوک و شبہات نہیں رہتے اور مذہب کی دنیا میں پیش آنے والے ان گنت واقعات نہ صرف خدا تعالیٰ کی ہستی بلکہ اس کے اپنے بندوں سے براہ راست قریبی تعلق رکھنے کے بارہ میں شاہد ناطق ہیں۔ لیکن اگر سائنسی ریسرچ کے حوالہ سے بھی پرکھا جائے تو وہی حقائق جن کو خدا تعالیٰ کی ہستی سے انکار کرنے والے اپنے دلائل کی بنیاد بناتے ہیں خود خدا تعالیٰ کی ہستی کو ثابت کرنے کا بہت بڑا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ اور ان کا وزن 'ہاں' کے پلڑے میں 'نہیں' کے پلڑے کی نسبت کہیں زیادہ نظر آتا ہے یہی وجہ ہے کہ جہاں بعض سائنس دانوں نے خشک منطق کے گورکھ دھندوں میں پھنس کر خدا تعالیٰ کی ہستی سے انکار کیا ہے وہاں انہیں کے مرتبہ کے دوسرے سائنس دانوں نے اگرچہ خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق کا مزہ تو نہیں چکھا لیکن یہ تسلیم کرنے پر ضرور مجبور ہو گئے ہیں کہ اس کارخانہ قدرت کی پیچ در پیچ صناعی کا خالق کوئی ہے ضرور جس کو مانے بغیر بات نہیں بنتی۔

کسی نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ کائنات کا بغیر کسی خالق کے خود بخود پیدا ہو جانے کا تصور ایسا ہی ہے جیسا کسی پریس میں دھماکہ ہو جانے سے خود بخود کوئی ڈکشنری تیار ہو جائے۔

کائنات کا انتہائی جامع نظام

اگر کائنات کے نظام پر نگاہ ڈالی جائے تو یہ اتنا اعلیٰ وارفع ہے کہ بغیر منصوبہ کے اس کے پیدا ہو جانے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اپنی زمین کو ہی لیں کہ عین مناسب فاصلہ پر سورج کے گرد بیضوی مدار میں گھومتی ہے اور سورج کے بالمقابل عموداً واقع نہیں ہے بلکہ 5 درجہ کے زاویہ پر واقع ہے۔ اس بیضوی مدار اور زاویہ کی وجہ سے زمین پر چار موسم پیدا ہوتے ہیں جو ساری نباتاتی اور حیواناتی زندگی کے لئے انتہائی اہم ہیں۔ پھر زمین کی محوری حرکت سے دن اور رات کا پیدا ہونا زندگی کے لئے لازمی ہے۔ سورج کا ہماری زمین کو حرارت اور روشنی عین ضروری مقدار میں فراہم کرنا زمین کے اوپر اوزون کی پچیس میل موٹی تہہ کا الٹراوائلٹ شعاعوں سے زمین کی فضا کو محفوظ رکھنا۔ آکسیجن اور نائٹروجن کی وافر فراہمی۔ پانی کا نمکین سمندروں سے بخارات بن کر اڑنا اور اس سے بارش کی دیگر نعمتوں کے ساتھ ساتھ میٹھے پانی کی فراہمی۔ بجلی کی گرج اور چمک سے نائٹروجن کھاد کا پیدا ہونا۔ سورج کا اپنے سیاروں کے ساتھ ملکر نظام شمسی بنانا اور نظام شمسی کا The Milky Way کہکشاں کے گرد اسی طرح چکر لگانا جس طرح چاند زمین کے گرد اور زمین چاند کو ساتھ لے کر سورج کے گرد چکر لگا رہی ہے۔ اور اس کہکشاں کا آگے اپنے سے بڑی کہکشاں اور اس کا سب چھوٹی کہکشاؤں کے ساتھ اپنے سے بڑی کہکشاں کے گرد چکر لگانا اور بالآخر تمام نظام کائنات کا کسی ایک مرکز کے گرد چکر لگا کر خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا ثبوت مہیا کرنا۔ ایک بلیک ہول میں سے سب کائنات کے اجرام کا نمودار ہونا اور بالآخر اسی بلیک ہول میں واپس صف لپیٹے جانا۔ کائنات کا مسلسل پھیلتے چلے جانا اور ایک حد تک پہنچ کر واپس سکڑنے کا عمل اختیار کرنا۔ ستاروں کا Fusion کے عمل سے تھرمونیوکلیئر توانائی پیدا کرنا اور اسی عمل کا زمین پر مہیا ہو جانا۔ کیا یہ سب اتفاقات ہیں؟ سچ تو یہ ہے کہ ایک طرف تمام اجرام فلکی پانی کے قطرے اور آگ کے شعلہ کی طرح گول شکل اختیار کر کے خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں تو دوسری طرف توانائی کی سب سے زیادہ طاقتور شکل جو ستاروں میں Fusion کا عمل ہے کے انسان کے کنٹرول میں آکر زمین پر توانائی فراہم کر دینے کا عمل بذات خود خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور رحمانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے اتنے پیچیدہ اور جامع نظام کو اتفاقات کی لڑی قرار دینا سراسر انصاف کا خون کرنا ہے۔

قوانین قدرت کی گواہی

اپنی زمین کی چھوٹی سی دنیا کو ہی لے لیں جس میں ہم بستے ہیں۔ ایسے ایسے قوانین قدرت عمل پیرا ہیں اور ان سے اپنی محدود عقل اور معمولی سے علم کے باوجود انسان ایسے ایسے کام لے رہا ہے کہ اسے محض احسان خداوندی کہنا ہی مناسب ہوگا۔ ایک طرف خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس کا علم تمام کائنات پر محیط ہے اور اس میں سے انسان کو حسب ضرورت جس قدر چاہے عطا فرما دیتا ہے تو دوسری طرف دنیا کا سب سے عظیم سائنس دان نیوٹن برملا یہ اقرار کرتا ہے کہ میں خود کو اس بچے کی طرح محسوس کرتا ہوں جو ساحل سمندر پر چند گول پتھر اور سیپیاں اکٹھی کر کے ان سے کھیل رہا ہو جبکہ ہیرے جواہرات سے بھرا علم کا سمندر اس کے سامنے موجزن ہو۔ یہ حیثیت ہے انسان کے علم کی اس علم کے ذخیرے کے مقابل پر جو خدا تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے۔ اور اس کے باوجود انسان کی ایجادات اور ترقی کی کوئی حد معلوم نہیں ہوتی۔ سمندروں کی گہرائیوں سے لے کر آسمان کی رفعتوں تک ہر جگہ اس نے اپنا تسلط جما لیا ہے۔ بجلی' حرارت' روشنی' حرکت کے ان گنت قوانین' پھر بجلی اور مقناطیس کا اشتراک عمل اور ایک کے دوسرے میں تبدیل ہو جانے کی صلاحیت مکینیکل توانائی کا الیکٹریکل توانائی میں تبدیل ہونا اور اس کے برعکس۔ ان قوانین کے نتیجہ میں پانی یا حرارت کی توانائی سے ٹربائن کے بلیڈز کو گھما کر مکینیکل توانائی اور اس توانائی سے آگے جنریٹر کے ذریعہ الیکٹریکل توانائی پیدا کرنے کا عمل اور اس توانائی سے ان گنت اقسام کے کام۔ پھر کشش ثقل۔ ہوا کا دباؤ۔ جیٹ کا اصول' غرض کون کون سا نام لیا جائے۔ اس ننھی سی زمین پر اتنے لاتعداد اور غیر محدود قوانین قدرت بنا کر خالق حقیقی نے انسان کو پیدا کیا اور ان قوانین کو استعمال کرنے کی صلاحیت بخشی۔ کیا یہ اتفاقات کی لڑی کا نتیجہ ہے یا کسی خاص مقصد اور منصوبہ کے تحت تخلیق کا عمل؟

جانوروں کے عجائبات

جس طرح مادی قوانین قدرت میں خدا تعالیٰ نے تنوع رکھا ہے یہ دکھانے کے لئے کہ خدا تعالیٰ کا علم لامحدود ہے اور ایک ہی کام کو مختلف قوانین کے تحت نہایت عمدگی سے کیا جا سکتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ نے مختلف جانوروں میں عجائبات قدرت پیدا کئے ہیں۔ اور بظاہر عقل و خرد سے نابلد جانور ایسے ایسے قوانین قدرت اتنی عمدگی اور مہارت سے استعمال کرتے نظر آتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے چمگادڑ رات کے اندھیرے میں Echolocation سے کام لے کر نہایت آسانی سے چھوٹے سے چھوٹے اڑتے ہوئے پروانے کا شکار کر لیتی ہے۔ وہ اپنے منہ سے انتہائی بلند فریکوئنسی کی Clicks یعنی چھوٹی چھوٹی آوازیں نکالتی ہے جنہیں انسانی کان نہیں سن سکتا۔ جب وہ آوازیں کسی ٹھوس چیز سے ٹکرا کر واپس آتی ہیں تو چمگادڑ کو اس چیز کی سمت اور فاصلہ کا پتہ چل جاتا ہے اور وہ اس طرف اگر وہ شکار ہے تو لپکتی ہے۔ جوں جوں وہ پروانے کے قریب پہنچتی ہے اس کی آوازوں کی رفتار بڑھنے لگتی ہے یہاں تک کہ وہ 200 آوازیں فی سیکنڈ تک پہنچ جاتی ہے اور اس کی مدد سے وہ عین اس جگہ جا پہنچتی ہے جہاں اندھیرے میں ننھا سا کیڑا محو پرواز ہے۔ چمگادڑ کو یہ علم ہے کہ اس نے اپنی آوازوں کی رفتار کو اس وقت تیز کرنا ہے جب وہ پروانے کے بالکل قریب جا پہنچے کیونکہ دور فاصلہ سے آوازیں تیز کرنے کی صورت میں پروانے سے ٹکرا کر واپس آتی ہوئی آواز اپنے پیچھے جانے والی آواز سے ٹکرا کر خلط ملط ہو جائے گی۔

Electric Eel ایک مچھلی ہے جو بجلی پیدا کرتی ہے۔ اس کے جسم پر ڈیڑھ سو سے زائد چھوٹے چھوٹے بجلی پیدا کرنے والے ابھار سے بنے ہوئے ہیں۔ جو ہلکی ہلکی وولٹ پیدا کرتے ہیں اور دم پر پہنچ کر سب وولٹ مل کر ساڑھے پانچ صد وولٹ بن جاتے ہیں جو کسی انسان کو ہلاک کر دینے کے لئے کافی ہیں۔ مچھلی عمومی حالت میں ان وولٹ کو ملاتی نہیں ہے تاکہ بجلی ضائع نہ ہو۔ صرف بوقت ضرورت جھٹکا مارتی ہے۔ نیز اپنے اردگرد پیدا ہونے والی Electric Field کی مدد سے یہ اردگرد کی چیزوں سے بھی باخبر رہتی ہے۔ جونہی اس کی کوئی بجلی کی رو کسی ٹھوس چیز سے چھوتی ہے اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ شکار ہے۔ یا دشمن یا بے

باطن کو ایسا صاف کر لو جیسا کہ چاہئے۔ خدا بڑا پاک قدوس اور سب سے بڑھ کر مطہر ہے۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الاول)

جان چیز۔ اس مچھلی کو علم ہے کہ اگر اس نے تیرنے کے دوران عام مچھلی کی طرح اپنے جسم کو بل دے کر اٹھایا تو اس کی بجلی کی لہریں خلط ملط ہو جائیں گی۔ ان لہروں کو ٹھیک حالت میں رکھنے کے لئے وہ جسم کو سیدھا رکھ کر تیرتی ہے۔ اب ارتقا کے عمل سے جانوروں میں جسمانی تبدیلیاں تو ہو سکتی ہیں لیکن ایسے پیچیدہ صدائے بازگشت اور بجلی کے قوانین کو سمجھنا اور ان سے ایسی مہارت سے کام لینا کسی وراء الوراء ہستی کی طرف سے ان کی سرشت میں ودیعت کی ہوئی خاص صلاحیت کے سوا کچھ نہیں۔ ڈولفن زیر آب سونر سسٹم Sonar کے تحت صدائے بازگشت کو استعمال کرتی ہیں جبکہ وہیل سطح آب پر لہروں سے پیدا ہونے والی الیکٹرک فیلڈ کی مدد سے اپنا راستہ تلاش کرتی ہیں۔ ایک عجیب و غریب جانور پلے ٹاپس Platypus ہے۔ یہ دودھ دینے والا سمندری جانور ہے جس کی بطخ جیسی چوڑی چونچ ہوتی ہے اور انڈے دیتا ہے۔ اس عجیب جسم کی طرح اس میں عجیب خوبی یہ ہے کہ دور فاصلہ پر تیرنے والی کسی مچھلی کی دم کے حرکت کرنے یا کسی چیز کے نیچے چھپے ہوئے شکار کے گلپھڑوں کے سانس لینے کی حرکت سے پیدا ہونے والی بجلی کی انتہائی خفیف مقدار کو بھی جان لیتا ہے۔ الو رات کے گھپ اندھیرے میں پتوں کے نیچے چھپے ہوئے کسی چوہے کی ہلکی سی سرسراہٹ سے اسے جا دبوچتا ہے۔ کاکروچ تھرتھراہٹ کی اتنی خفیف مقدار کو اور سانپ درجہ حرارت کی اتنی خفیف تبدیلی کو محسوس کر لیتے ہیں جسے کوئی حساس سے حساس آلہ بھی دریافت نہیں کر سکتا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک ہی قسم کے ماحول میں رہتے ہوئے ایک ہی قسم کی بقا کی ضروریات کے تحت آخر مختلف جانوروں کو کیا سوجھی کہ وہ مختلف قوانین قدرت کو استعمال کرنے کی قدرت رکھتے ہیں؟ صاف واضح ہے کہ یہ ارتقا نہیں۔ خدائی صفات کی جلوہ گری ہے۔

ارتقا کا عمل بقا کے خلاف؟

نظریہ ارتقا کے حامیوں کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ جانوروں میں ارتقائی تبدیلی بقا کی غرض سے پیدا ہوتی ہے تو ایسا کیوں ہے کہ بعض صورتوں میں جانور یا پودے بقا کے الٹ کام کرتے نظر آتے ہیں؟ ایک پودا ہے مڈگاسکن جس کی چوٹی پر ایک فٹ لمبی ٹیوب والا پھول کھلتا ہے اور ٹیوب کے پیندے میں صرف آدھ انچ تک اس کے بیج ہوتے ہیں جہاں تک کسی پروانے کی سونڈ نہیں پہنچ سکتی۔ اب پودے پھول تو اس لئے پیدا کرتے ہیں کہ پروانے ان سے بیج لے کر ان کے ہم جنس پودوں تک پہنچائیں تاکہ وہ بار آور ہو سکیں۔ اس پودے کو کیا سوجھی کہ اپنا بیج اتنی لمبی ٹیوب کے پیندے میں رکھا جہاں سے کوئی پروانہ اسے لے نہ سکے؟ یہ تو خودکشی والی بات ہے۔ اب آگے دیکھئے۔ اسی علاقہ میں ایک پروانہ پایا جاتا ہے جس کی ایک فٹ لمبی عین اس پودے کی ٹیوب کی طرح ٹیڑھی سونڈ ہوتی ہے جس سے وہ اس کا بیج حاصل کر لیتا ہے۔ اب اس پروانے کو کیا سوجھی کہ اتنی لمبی سونڈ بنا ڈالی جو صرف ایک پودے کے سوا اور کہیں سے غذا ہی نہ لے سکے؟ آپ ہی بتائیے کہ کیا یہ اس پرندے اور پودے کا عرصہ دراز تک ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کر اس کے مطابق ارتقا کا عمل تھا یا پودے اور پرندے کے اشتراک عمل کا ایک خدائی جلوہ؟ نقل مکانی کرنے والے پرندے ہر سال ہزاروں میل کا آنے جانے کا فاصلہ طے کرتے ہیں۔ ان سب کا چیمپین پرندہ Tern ہے جو چھ ماہ قطب شمالی میں گزارتا ہے اور چھ ماہ قطب جنوبی میں۔ اس طرح ہر سال یہ بائیس ہزار 22000 میل کا سفر کرتا ہے۔ ایک خاص مچھلی ہے جو دریا کے دہانے میں بچے دینے کے بعد مر جاتی ہے۔ بچے دریا سے سمندر کا رخ کرتے ہیں اور ایک سال کے بعد عین اس جگہ پہنچتے ہیں جہاں ان کے والدین نے جوانی کا زمانہ گزارا تھا جب جوان ہوتے ہیں تو واپس دریا کے دہانے کا رخ کرتے ہیں۔ اور چونکہ پانی کے بہاؤ کے مخالف تیرنا پڑتا ہے انہیں اپنی منزل پر پہنچنے میں تین سال لگ جاتے ہیں۔ عین اس جگہ پہنچ کر بچے دیتے اور مر جاتے ہیں اور ان کے بچے اسی طرح سمندر کا رخ کرتے ہیں! اب کوئی بتائے یہ کیسا ارتقا ہے کہ پرندے ہزاروں میل کا سفر کرنے پر مجبور ہیں اور مچھلیاں سالوں تک ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر کا چکر لگاتی رہتی ہیں۔ یہ ارتقا ہرگز نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی انجانی مصلحتوں کے جلوے ہیں۔

شہد کی مکھی کے بارے میں قرآن کریم میں خاص طور پر فرمایا گیا ہے کہ اس میں شفا رکھی گئی ہے۔ اور قرآن کریم آج سے ڈیڑھ ہزار سال قبل اس وقت اتارا گیا تھا جب شہد کی مکھی کے بارے میں ابھی تحقیق نہیں ہوئی تھی اور وہ بھی ایک امی نبی پر اتارا گیا تھا جس کو کسی اور ذریعہ سے علم بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ تحقیق سے حیرتناک بات سامنے آئی کہ جہاں ہر قسم کے کیڑے مکوڑوں کے جسم پر مختلف بیماریوں کے جراثیم موجود ہیں۔ شہد کی مکھی ہر قسم کے جراثیم سے کلیتہً محفوظ ہے۔ اور مزید برآں ایک خاص درخت سے ایک جراثیم کش مادہ پراپلس Propolis لے کر آتی ہے اور اسے چھتے کے چاروں طرف لگا دیتی ہے اور جب بھی کوئی مکھی باہر سے چھتے میں واپس آتی ہے تو سب سے پہلے اپنے پاؤں اس پراپلس پر صاف کرتی ہے جس طرح ہم دروازے پر پڑے ہوئے پائیدان پر پاؤں صاف کرتے ہیں تاکہ اگر کہیں سے کوئی جراثیم ٹانگوں پر لگ گئے ہوں تو وہ مر جائیں۔ شہد پر تحقیق سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے

کہ اس میں بے شمار امراض کا شافی علاج موجود ہے اب کوئی بتائے کہ اس درخت نے وہ پراپلس کس لئے بنایا جو اس کے اپنے کسی کام کا نہ تھا بلکہ شہد کی مکھی نے اسے لیجانا تھا۔ شہد کی مکھی کو پراپلس کا استعمال کس نے سکھایا۔ اور شہد میں اتنی زیادہ شفا کس نے رکھ دی۔؟ ارتقا نے یا اس خدا نے جس نے ڈیڑھ ہزار سال قبل اس شفا کی خبر دے دی تھی؟ ریشم کا کیڑا بیچارہ۔ اس کا لاروا اپنے گرد غلاف کیوں بنتا ہے۔ ایسا غلاف جو اس کے اپنے کسی کام نہیں آتا۔ بلکہ اس کے جوان ہو کر اس غلاف کو کاٹ کر باہر نکلنے سے پہلے ہی انسان اسے گرم پانی میں ڈبو کر ہلاک کر دیتا ہے تاکہ وہ غلاف کو کاٹ کر خراب نہ کر سکے۔ اس نے اس قسم کا انوکھا ارتقا کیوں اختیار کیا؟ اور اب ہزاروں سال سے اس کے ساتھ یہ ظالمانہ سلوک ہو رہا ہے تو اس نے کسی اور بہتر رنگ کی ارتقائی شکل اختیار کیوں نہیں کر لی؟ ایسے بہت سے سوالوں کا جواب نظریہ ارتقا کے حامیوں کے پاس نہیں ہے۔ اگر ہے تو بتائیں۔

آنکھ کا نظام

زندہ اجسام کے اعضا میں اتنا باہمی ربط اور پیچیدگی پائی جاتی ہے کہ وہ چیخ چیخ کر کسی خلاق اعظم کی ہستی کا اعلان کر رہے ہیں جو ہر قانون قدرت پر مکمل دسترس اور اسے استعمال کرنے کی پوری پوری قابلیت رکھتی ہے۔ شعور سے بے بہرہ Genes کا اتنا پیچ در پیچ اور کامل و اکمل نظام پیدا کر دینا بعید از قیاس ہے۔ ایک آنکھ ہی کو لیں۔ اس کے اندر اتنے بہت سے حصے اس قدر باہمی ربط کے ساتھ کام کرتے ہیں کہ اگر کہیں ذرا سی بھی خرابی پیدا ہو جائے تو سارا سسٹم بیکار ہو کر رہ جائے۔ اگر ہم آنکھ بار بار نہ جھپک سکیں تو ہمارا روشنی اندر پہنچانے کا Cornea دھندلا پڑ جائے اور نظر ٹھیک کام نہ کرے۔ اگر آنکھ کے کونے میں واقع آنسوؤں کی نالی بند ہو جائے تو آنکھیں خشک ہو کر متورم ہو جائیں اگر ڈھیلے کے اندرونی پانی کے باقاعدہ اخراج میں رکاوٹ پیدا ہو جائے تو آنکھوں میں شدید درد والا دباؤ پیدا ہو جائے۔ اگر Cornea ٹھیک گولائی میں نہ ہو تو ہمیں ایک کے دو دو نظر آئیں۔ اگر ڈھیلے کی سامنے سے پیچھے کی طرف موٹائی عین ٹھیک سائز کی نہ ہو تو روشنی کی شعاعیں Retina پر مرتکز نہ ہو سکیں اور ہم قریب نظری یا بعید نظری کے مریض بن جائیں۔ اگر ہماری ایک لاکھ بیس ہزار Rods اور ساٹھ ہزار Cones میں سے کچھ کام کرنا بند کر دیں تو ہم کلر بلائنڈ ہو جائیں۔ اگر ہماری دونوں آنکھیں باہمی ربط کے ساتھ کام نہ کریں تو ہمیں چیزوں کے فاصلہ اور موٹائی کا ادراک نہ ہو سکے۔ اور اگر یہ سارا نظام سو فیصد درست کام کرنے کے باوجود ہمارا نروس سسٹم الیکٹریکل سگنلز کی شکل میں Retina پر پیدا ہونے والی تصویر کو دماغ تک نہ پہنچا سکے یا دماغ اسے واپس تصویری شکل میں تبدیل نہ کر سکے تو سب کیا دھرا ختم۔ اب ذرا سوچیں کیا اتنا مربوط نظام کسی عظیم خالق کے بغیر محض Genes کی مدد سے خود بخود معرض وجود میں آ سکتا ہے؟ قدیم زمانے کے Fossils سے پتہ چلتا ہے کہ آنکھ کسی بھی وقت ارتقا پذیر نہیں ہوئی۔ جیسے آج ہے بالکل ویسی ہی آج سے لاکھوں برس پہلے کے جانوروں میں تھی۔ تو اگر اس کا ارتقا نہیں ہوا۔ تو اسے کس نے پیدا کیا؟ ذرا خود سوچیں اور بار بار سوچیں۔

کان کا نظام

کان کی بناوٹ کو لے لیں۔ اگرچہ یہ باہر سے ایک جگہ پر ساکن حالت میں قائم ہے لیکن اس کے اندر ایسا نظام قائم ہے کہ اندر کوئی چیز پڑ جائے تو اس کی میل کے ساتھ خود بخود باہر آ جائے گی۔ اس کا بیرونی پردہ باہر کی ہوا اور گلے کی اندرونی ہوا کے دباؤ کے درمیان میں سیدھا تنا ہوا کام کرتا ہے۔ اگر کسی ایک طرف کی ہوا کا دباؤ کم ہو جائے تو کان بند ہو جائے گا۔ پردے کی اندرونی طرف واقع تین ہڈیوں کی Chain پردے کے آواز کی لہروں سے پیدا ہونے والے ارتعاش کو کئی گنا بڑھا کر اندرونی پردے تک پہنچاتی ہیں۔ اگر ان ہڈیوں کی حرکت میں کمی یا رکاوٹ پیدا ہو جائے تو ہم اونچا سننے لگیں۔ اندرونی پردہ سے آگے Cochlea کے اندر کے محلول میں اندرونی پردے کے ارتعاش سے لہریں پیدا ہوتی ہیں جس سے ننھے ننھے بالوں کے برش کی جھلی حرکت کرتی ہے اور بال نروس سسٹم کے مرکز کو چھو کر گدگدی کی کیفیت پیدا کرتے ہیں جو الیکٹریکل سگنلز کی صورت میں دماغ تک پہنچتے ہیں اور دماغ انہیں آوازوں میں تبدیلی کرتا ہے۔ اسی Cochlea سے دو نالیاں اوپر دماغ کی طرف جاتی ہیں جن میں بھرا ہوا محلول سر کی حرکت کے ساتھ حرکت کرتا ہے اور انسان کا توازن اس کی مدد سے قائم رہتا ہے۔ اگر ان نالیوں کے محلول میں خرابی پیدا ہو جائے تو انسان Vertigo کی بیماری کا مریض بن جاتا ہے جس میں ہر وقت چکر آتے رہتے ہیں۔ قے کی کیفیت رہتی ہے۔ انسان کھڑا نہیں ہو سکتا اور توازن بگڑ کر گر پڑتا ہے۔ اب دیکھنے میں یہ ایک معمولی سادہ سا عضو ہے لیکن اس کی اندرونی پیچیدگی اور زندگی میں اس کی اہمیت کا اندازہ لگائیں۔ اور ابھی تو جسم کے صرف دو ہی حصے گنوائے گئے ہیں۔ ہر ہر حصہ میں اسی قسم کی پیچیدگی اور صلاحیتوں کا جہان موجود ہے۔

دوران خون

اگر ہمارے خون کے سرخ ذرات بننے بند ہو

جائیں یا کم ہو جائیں تو ہم کمزور ہو کر مر جائیں۔ اگر خون کے سفید ذرات کام نہ کریں تو ہم بیماریوں کے خلاف دفاعی نظام سے محروم ہو جائیں اور Aids کے مریض کی طرح سسک سسک کر جان دیدیں۔ اگر خون میں موجود Platelets کم پڑ جائیں تو خون جمنے کی صلاحیت کھو بیٹھے اور معمولی سے زخم سے خون رس رس کر ہمیں موت کی آغوش میں دھکیل دے۔ اگر یہ خون Pulmonary Vein کے ذریعہ پھیپھڑوں تک نہ پہنچے تو تازہ آکسیجن سے خالی ہو کر نیلا پڑ جائے اور منٹوں کے اندر اندر ہمارے جسم کے تمام Cells مر جائیں اور ہم بھی۔ اگر پھیپھڑوں سے آکسیجن لانے کے بعد Arteries تنگ ہو جانے کی وجہ سے یا کہیں خون کے لوتھڑے کی وجہ سے رکاوٹ پیدا ہو جانے کے باعث خون کے بہاؤ میں دباؤ پیدا ہو جائے تو بلڈ پریشر، فالج، برین ہیمبرج اور دل کے حملہ کا خطرہ پیدا ہو جائے۔ اگر خون خلیات کو آکسیجن پہنچانے کے بعد Veins کے ذریعہ واپس دل میں نہ پہنچ سکے تو سارا سسٹم فلاپ۔

نتیجہ

کس کس چیز کی بات کریں۔ جسم کے ہر عضو کے چھوٹے سے چھوٹے حصہ کے چھوٹے سے چھوٹے کام کی اتنی زیادہ اہمیت ہے کہ جب اس میں کوئی کمی یا رکاوٹ پیدا ہوتی ہے تو احساس ہوتا ہے کہ ہم کتنی بڑی نعمت سے محروم ہو گئے ہیں۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ ہر مریض یہی سوچتا ہے کہ کاش مجھے یہ بیماری نہ ہوتی۔ اگر ہونی ہی تھی تو کوئی اور ہو جاتی۔ الغرض اس کارخانہ قدرت کی انتہائی جامع مربوط اور اعلیٰ و اکمل صناعی ببانگ دہل اعلان کر رہی ہے کہ اس کا کوئی خالق ہے جو نہایت کامل و اکمل ذات اور ہر علم پر محیط ہستی ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کی محبت الٰہی اور تعلق باللہ

آپ کی زندگی میں خدا تعالیٰ سے عشق و محبت کی داستان ہر نیک فطرت کے دل میں وجد کی کیفیت طاری کر دیتی ہے

ہر اک عاشق نے ہے اک بت بنایا ☆ ☆ ☆ وہی آرام جاں اور دل کو بھایا
ہمارے دل میں یہ دلبر سمایا ☆ ☆ ☆ وہی جس کو کہیں رب البرایا

فخر الحق شمس صاحب

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کی مبارک زندگی کے ہر پل اور آپ کی ایمان افروز تحریرات کے ہر لفظ کا اگر تجزیہ کیا جائے اور خلاصہ نکالا جائے تو وہ صرف محبت الٰہی اور تعلق باللہ کے گرد گھومتا نظر آتا ہے۔ باقی تمام رشتے اور محبتیں اسی کے طفیل ہیں۔ ماموریت سے پہلے کا زمانہ' مقدمات کے دوران غیروں کی مخالفت اور اپنوں کی محبت و الفت' خلوت میں اندھیری راتوں کی دعائیں الغرض ہر جگہ ہمیں محبت الٰہی جلوہ گر دکھائی دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے بھی حضرت مسیح موعود کی اس محبت کو بے حد قدر شناسی سے نوازا۔ محبوب اور محب کی اس لازوال داستان کی ایک جھلک اس مضمون میں پیش کی گئی ہے۔

بارگاہ الٰہی کا نور

حضرت مسیح موعود کی پاکیزہ زندگی میں محبت الٰہی کا روحانی پودا ابتدا ہی سے لگا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود کے والد ماجد حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب نے علاقہ کے ایک سکھ زمیندار کے ذریعہ آپ کو کہلا بھیجا کہ اگر تمہیں نوکری کی خواہش ہو تو میں ایک افسر سے کہہ کر تمہیں اچھی ملازمت دلا سکتا ہوں۔ یہ سکھ زمیندار حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے والد ماجد کا پیغام پہنچایا حضرت مسیح موعود نے اس کے جواب میں بلاتوقف فرمایا۔ حضرت والد صاحب سے عرض کر دو کہ میں ان کی محبت اور شفقت کا ممنون ہوں مگر "میری نوکری کی فکر نہ کریں میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں"۔

یہ سکھ زمیندار حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب کی خدمت میں حیران اور پریشان ہو کر واپس آیا اور عرض کیا کہ آپ کے بچے نے تو یہ جواب دیا ہے۔ شاید وہ سکھ زمیندار حضرت مسیح موعود کے اس جواب کو اس وقت اچھی طرح سمجھا بھی نہ ہوگا مگر آپ کے والد ماجد کی طبیعت بڑی نکتہ شناس تھی کچھ دیر خاموش رہ کر فرمانے لگے کہ "اچھا غلام احمد نے یہ کہا ہے کہ میں نوکر ہو چکا ہوں؟ تو پھر خیر ہے اللہ اسے ضائع نہیں کرے گا۔"

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ص 8-9)

ایک دفعہ ایک بڑے افسر یا رئیس نے حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب سے پوچھا کہ سنتا ہوں کہ آپ کا ایک چھوٹا لڑکا بھی ہے مگر ہم نے اسے کبھی دیکھا نہیں۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے فرمایا ہاں میرا ایک چھوٹا لڑکا تو ہے مگر وہ تازہ شادی شدہ دلہنوں کی طرح کم ہی نظر آتا ہے اگر اسے دیکھنا ہو تو (بیت الذکر) کے کسی گوشہ میں جا کر دیکھ لیں وہ تو مسیتڑ ہے اور اکثر بیت الذکر میں ہی رہتا ہے اور دنیا کے کاموں میں اسے کوئی دلچسپی نہیں۔

(سیرت طیبہ ص 11)

خدا کافی ہے

حضرت مسیح موعود کے والد ماجد کبھی کبھی حسرت کے ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ "سچا رستہ تو یہی ہے جو غلام احمد نے اختیار کیا ہے ہم تو دنیاداری میں الجھ کر اپنی عمریں ضائع کر رہے ہیں۔" مگر باوجود اس کے وہ شفقت پدری اور دنیا کے ظاہری حالات کے ماتحت اکثر فکرمند بھی رہتے تھے کہ میرے بعد اس بچہ کا کیا ہوگا۔ اور لازمہ بشری کے ماتحت حضرت مسیح موعود کو بھی والد کے قرب وفات کے خیال سے کسی قدر فکر ہوا لیکن قبل اس کے کہ آپ کے والد ماجد کی آنکھیں بند ہوں خدا نے اپنے اس نوکر شاہی کو جس نے اپنی جوانی میں اس کا دامن پکڑا تھا اس عظیم الشان الہام کے ذریعہ تسلی دی کہ "الیس اللہ (۔)" یعنی اے میرے بندے تو کس کی فکر میں ہے۔ کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟"

حضرت مسیح موعود اکثر فرمایا کرتے تھے اور بعض اوقات قسم کھا کر بیان فرماتے تھے کہ یہ الہام اس شان اور اس جلال کے ساتھ نازل ہوا کہ میرے دل کی گہرائیوں میں ایک فولادی میخ کی طرح پیوست ہو کر بیٹھ گیا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں میری کفالت فرمائی کہ کوئی باپ یا کوئی رشتہ دار یا کوئی دوست کیا کر سکتا ہے؟ اور فرماتے تھے کہ اس کے بعد مجھ پر خدا کے وہ متواتر احسان ہوئے کہ ناممکن ہے کہ میں ان کا شمار کر سکوں۔

(سیرت طیبہ ص 8-9)

دل و جان قربان ہے

حضرت مسیح موعود نے خدا کی خاطر دنیا سے منہ موڑا اور خدا نے آپ کو دین و دنیا کی نعمتیں عطا کرنی شروع کر دیں بلکہ اس نے دونوں جہان آپ کی جھولی میں ڈال دیئے۔ آپ کی نظر میں خدا کی محبت اور اس کے قرب کے مقابل پر ہر دوسری نعمت ہیچ تھی۔ ایک جگہ خدا کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

اے سر و جان و دل و ہر ذرہ ام قربانِ تو
بر دلم بکشاز رحمت ہر درِ عرفانِ تو

یعنی اے وہ کہ تجھ پر میرا سر اور میری جان اور میرا دل اور میرا ہر ذرہ قربان ہے تو اپنے رحم و کرم سے میرے دل پر اپنے عرفان کا ہر رستہ کھول دے۔

محبت الٰہی کا ابتدائی دور

حضرت مسیح موعود کی ساری زندگی محبت الٰہی کے بے شمار واقعات سے بھری پڑی ہے۔ شروع سے لے کر آخر تک آپ کی زندگی ایک نمونہ تھی۔ سیالکوٹ سے واپسی کے بعد آپ کی زیادہ تر توجہ خدا تعالیٰ سے تعلق اور اس کے دین کی ترقی کی طرف ہوتی چلی گئی۔ اس دور میں کثرت سے آپ نے مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والوں سے مباحثات و مناظرات کئے۔ آپ کے مخالفین کو بھی آپ کی پاکیزہ زندگی کا اعتراف ہے۔ آپ ہمہ وقت دین حق کی ترویج و اشاعت کے لئے بے قرار رہتے تھے۔ جو لوگ آپ کے پاس آتے انہیں خدا کے دین کی خوبیوں اور سچائیوں سے نہ صرف واقف کراتے بلکہ بعض اوقات گھنٹوں ان سے مباحثہ بھی فرماتے۔

(حیات احمد ص 83)

تخلیہ کی دعاؤں کا نقشہ

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی حضرت مسیح موعود کی تخلیہ کی دعاؤں کا نقشہ کھینچتے ہوئے اپنی کتاب سیرت حضرت مسیح موعود میں لکھتے ہیں:

حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کے متعلق ایک خصوصیت یہ تھی کہ آپ خواہ سفر میں ہوں یا حضر میں۔ دعا کے لئے ایک مخصوص جگہ بنا لیا کرتے تھے اور وہ بیت الدعاء کہلاتا تھا۔ میں جہاں جہاں حضرت کے ساتھ گیا ہوں میں نے دیکھا ہے کہ آپ نے دعا کے لئے ایک الگ جگہ ضرور مخصوص فرمائی اور اپنے روزانہ پروگرام میں یہ بات ہمیشہ داخل رکھی ہے کہ ایک وقت دعا کے لئے الگ کر لیا۔ قادیان میں ابتدا میں تو آپ اپنے اس چوبارہ میں ہی دعاؤں میں مصروف رہتے تھے۔ جو آپ کے قیام کے لئے مخصوص تھا۔ پھر بیت الذکر اس مقصد کے لئے مخصوص ہو گیا۔ جب اللہ تعالیٰ کی مشیت ازلی نے بیت الذکر کو بھی عام عبادت گاہ بنا دیا۔ اور تخلیہ میسر نہ رہا تو آپ نے گھر میں ایک بیت الدعاء بنایا جو اب تک موجود ہے۔ جب زلزلہ آیا اور حضور کچھ عرصہ کے لئے باغ میں تشریف لے گئے تو وہاں بھی ایک چبوترہ اس غرض کے لئے تعمیر کرا لیا۔ گورداسپور مقدمات کے سلسلہ میں آپ کو کچھ عرصہ کے لئے رہنا پڑا تو وہاں بھی بیت الدعا کا اہتمام تھا۔ غرض حضرت کی زندگی کا یہ دستور العمل بہت نمایاں ہے آپ دعا کے لئے ایک الگ جگہ رکھتے تھے بلکہ آخر حصہ عمر میں تو آپ بعض اوقات فرماتے کہ بہت کچھ لکھا گیا اور ہر طرح اتمام حجت کیا اب جی چاہتا ہے کہ میں صرف دعائیں کیا کروں۔ دعاؤں کے ساتھ آپ کو ایک خاص مناسبت تھی۔ بلکہ دعائیں ہی آپ کی زندگی تھیں۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے آپ کی روح دعا کی طرف متوجہ رہتی تھی۔ ہر

اپنے دل میں وہ اخلاص اور محبت پیدا کریں کہ جس سے ہم خدا کے قریب ہو جائیں۔ (حضرت المصلح الموعود)

مشکل کی کلید آپ دعا کو یقین کرتے تھے اور جماعت میں یہی جذبہ اور روح آپ پیدا کرنا چاہتے تھے کہ دعاؤں کی عادت ڈالیں (۔)

حضرت مسیح موعود جن ایام میں سیالکوٹ میں مقیم تھے (1864ء تا 1868ء) حضرت حکیم میر حسام الدین مرحوم کو آپ کی خدمت میں جانے کا اکثر اتفاق ہوتا تھا۔ انہوں نے حضرت اقدس سے طب کی بعض کتابیں بھی پڑھی تھیں وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ہمیشہ دیکھا کہ قرآن کریم کی بعض آیات آپ لکھ کر اپنے سامنے لٹکا لیتے اور عام طور پر قرآن مجید رو رو کر پڑھا کرتے اور دعا کرتے کہ یا اللہ یہ تیرا کلام ہے تو ہی سمجھائے گا تو سمجھوں گا۔

یہ آپ کی دعاؤں کا مفہوم تھا اور اس مقصد کے لئے دعا کے لئے بار بار تحریک ہوتی۔ آپ ایک آیت لکھ کر لٹکا لیتے اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تفہیم ہو جاتی تو پھر آپ دوسری آیت لکھ کر لٹکا لیتے اور دعاؤں میں مصروف رہتے۔ اس طرح پر قرآن مجید کو آپ نے دعاؤں ہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے پڑھا۔ دعاؤں کی قبولیت کے اس قدر نشان آپ نے دیکھے تھے اور اس نسخہ کو ایسا محبوب پایا تھا کہ ہر مرض اور مشکل کے لئے اس کو ہی استعمال کرتے تھے۔

دعاؤں کی قوت اور اثر کو آپ دنیا کی ہر قوت سے بڑھ کر یقین کرتے تھے اور اپنی دعاؤں میں اس تاثیر قبولیت کا آپ کو اس لئے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کی قبولیت کا وعدہ فرمایا تھا۔ ایک دفعہ حضرت سیٹھ عبدالرحمان صاحب مدراسی کو ایک مکتوب میں آپ نے قوت و اثر دعا کا چند اشعار میں ذکر کیا تھا کہ بغیر کسی فخر کے مجھے یقین ہے کہ میری دعا معمولی نہیں۔

(سیرت حضرت مسیح موعود ص 504 تا 506)

غیرت توحید

حضرت مسیح موعود کے دل میں خدا کی محبت اور غیرت اتنی رچی ہوئی تھی اور اتنا غلبہ پائے ہوئے تھی کہ اس کے مقابل پر ہر دوسری محبت ہیچ تھی اور آپ اس ارشاد نبوی کا کامل نمونہ تھے کہ

"الحب فی اللہ والبغض فی اللہ"

یعنی سچے مومن کی ہر محبت اور ناراضگی خدا کی محبت اور خدا کی ناراضگی کے تابع اور اسی کے واسطے سے ہوتی ہے۔

آپ اپنی ایک فارسی نظم میں خدا کی حقیقی محبت کا پیمانہ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں کہ:

ہرچہ غیر خدا بخاطر تست
آں بت تست اے بایمان ست

پُر حذر باش زیں بتان نہاں
دامن دل زدست شاں برہاں

یعنی جو چیز بھی خدا کے سوا تیرے دل میں ہے وہ (اے ست ایمان والے شخص) تیرے دل کا ایک بت ہے۔ تجھے چاہئے کہ ان مخفی بتوں کی طرف سے ہوشیار رہ اور اپنے دل کے دامن کو ان بتوں کی دست بُرد سے بچا کر رکھ۔

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ص 12، 13)

حضرت مسیح موعود کی زندگی کے بہت سے واقعات یہ شہادت دیتے ہیں کہ دنیا کے معاملات میں آپ کو کسی پر غصہ نہ آتا اور آپ اپنے مخالفین کو موقع اور محل کے لحاظ سے ہمیشہ معاف کر دیتے تھے آپ نے بے محل اس خلق کا کبھی استعمال نہیں کیا اگر آپ کسی پر غصہ اور خفا ہوئے تو وہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی کتاب کے لئے غیرت کا مقام ہوتا تھا۔ غیرت اور حمیت کے احساسات کو زندہ رکھنا اور نشوونما دینا بھی ایک خلق عظیم ہے۔

خدا کی محبت و غیرت پر ناز

حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس معیت اور اس غیرت پر ناز تھا چنانچہ آپ کو 5۔1904ء میں مولوی کرم دین والے مقدمہ میں یہ اطلاع ملی کہ ہندو مجسٹریٹ کی نیت ٹھیک نہیں اور وہ آپ کو قید کرنے کی داغ بیل ڈال رہا ہے تو آپ اس وقت ناسازی طبع کی وجہ سے لیٹے ہوئے تھے۔ یہ الفاظ سنتے ہی جوش کے ساتھ اٹھ کر بیٹھ گئے اور بڑے جلال کے ساتھ فرمایا:۔

"وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے!"

(سیرت طیبہ ص 19)

چنانچہ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

اور اسی نظم میں دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

مقدمات میں بھی یاد الٰہی

حضرت مسیح موعود کے مقدمات کا سلسلہ بہت لمبا تھا، آپ کو بعض اوقات چیف کورٹ تک مقدمات کی پیروی کرنا پڑتی تھی۔ مقدمات میں فریق مقدمہ کو عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ وہ مدعی ہو یا مدعا علیہ 'ایک اضطراب اور بے قراری کی حالت میں ہوتے ہیں' لیکن حضرت مسیح موعود ہمیشہ دست بکار دل بہ یار کی ہدایت فرمایا کرتے تھے' جب آپ مقدمات کی پیروی کے لئے تشریف لے جاتے تو طبیعت میں کوئی بے چینی اور گھبراہٹ نہیں ہوتی تھی۔ پورے استقلال اور وقار کے ساتھ متوجہ رہتے۔ اور خاص بات یہ کہ آپ نے ان مقدمات کے دوران میں کبھی کوئی نماز قضا نہیں کی' اس طرح ان فرائض سے غافل نہیں ہوئے جو محبت الٰہی کا تقاضا ہیں۔ عین کچہری میں آپ وقت نماز پر اسی طرح مشغول ہو جاتے گویا آپ کو اور کوئی کام ہی نہیں ہے اور بسا اوقات ایسا ہوا کہ آپ نماز میں مشغول ہیں اور ادھر مقدمہ میں طلبی ہوئی۔ مگر آپ اسی طرح اطمینان قلب سے نماز میں لگے رہے۔ ایک مرتبہ فرماتے تھے کہ:۔

"میں بٹالہ ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے گیا۔ نماز کا وقت ہو گیا اور میں نماز پڑھنے لگا۔ چپڑاسی نے آواز دی۔ مگر میں نماز میں تھا۔ فریق ثانی پیش ہو گیا اور اس نے یکطرفہ کارروائی سے فائدہ اٹھانا چاہا اور بہت زور اس بات پر دیا مگر عدالت نے پروانہ کی اور مقدمہ اس کے خلاف کر دیا اور مجھے ڈگری دے دی' میں جب نماز

سے فارغ ہو کر گیا تو مجھے خیال تھا کہ شاید حاکم نے قانونی طور پر میری غیر حاضری کو دیکھا ہو مگر جب میں حاضر ہوا اور میں نے کہا کہ میں تو نماز پڑھ رہا تھا تو اس نے کہا کہ میں تو آپ کو ڈگری دے چکا ہوں"۔

(حیات احمد جلد اول ص 74'75)

خدا پر توکل واعتماد

باوجود اس کے کہ حضرت مسیح موعود تیاری مقدمہ میں پوری محنت اور کوشش فرماتے تھے' مگر ان اسباب پر آپ کبھی بھروسہ نہیں کرتے تھے بلکہ دعاؤں سے کام لیتے اور ہر وقت خدا تعالیٰ ہی کی ذات آپ کے مدنظر رہتی۔ وہی معبود اور مطلوب تھا اور اسی پر توکل و اعتماد فرماتے تھے۔

(حیات احمد ص 251)

محبت الٰہی کے تجربات میں وسعت

منصب ماموریت کے بعد آپ کے تعلق باللہ اور محبت الٰہی کے تجربات میں بہت وسعت ہوئی اور آپ نے ان تجربات کو زیادہ موثر اور احسن انداز میں پیش فرمایا چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"بندہ تو حسن معاملہ دکھلا کر اپنے صدق سے بھری ہوئی محبت ظاہر کرتا ہے مگر خدا تعالیٰ اس کے مقابلہ پر حد ہی کر دیتا ہے۔ اس کی تیز رفتار کے مقابل پر برق کی طرح اس کی طرف دوڑتا چلا آتا ہے اور زمین و آسمان سے اس کے لئے نشان ظاہر کرتا ہے اور اس کے دوستوں کا دوست اور اس کے دشمنوں کا دشمن بن جاتا ہے اور اگر پچاس کروڑ انسان بھی اس کی مخالفت پر کھڑا ہو تو ان کو ایسا ذلیل اور بے دست وپا کر دیتا ہے جیسا کہ ایک مرا ہوا کیڑا۔ اور محض ایک شخص کی خاطر کے لئے ایک دنیا کو ہلاک کر دیتا ہے اور اپنی زمین و آسمان کو اس کے خادم بنا دیتا ہے اور اس کے کلام میں برکت ڈال دیتا ہے اور اس کے تمام در و دیوار پر نور کی بارش کرتا ہے اور اس کی پوشاک اور اس کی خوراک میں اور اس مٹی میں بھی جس پر اس کا قدم پڑتا ہے ایک برکت رکھ دیتا ہے۔ اور اس کو نامراد ہلاک نہیں کرتا۔ اور ہر ایک اعتراض جو اس پر ہو اس کا آپ جواب دیتا ہے وہ اس کی آنکھیں ہو جاتا ہے جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے کان ہو جاتا ہے جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی زبان ہو جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جن سے وہ دشمنوں پر حملہ کرتا ہے۔ وہ اس کے دشمنوں کے مقابل پر آپ نکلتا ہے اور شریروں پر جو اس کو دکھ دیتے ہیں آپ تلوار کھینچتا ہے ہر میدان میں اس کو فتح دیتا ہے اور اپنی قضاء و قدر کے پوشیدہ راز اس کو بتلاتا ہے"۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 ص 225)

عشق و محبت کی چنگاری

خدا تعالیٰ کے ساتھ حضرت مسیح موعود کی محبت کا جذبہ آپ کی ذات تک محدود نہیں تھا بلکہ آپ کو اس بات کی بھی انتہائی تڑپ تھی کہ یہ عشق کی چنگاری دوسروں کے دلوں میں بھی پیدا ہو جائے چنانچہ آپ اپنی مشہور و معروف کتاب کشتی نوح میں فرماتے ہیں۔

"کیا ہی بدبخت ہے وہ انسان جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (۔) اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔"

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 ص 21)

محبت رسولؐ

محبت کا یہ تقاضا ہے کہ محبوب جس سے محبت کرتا ہے عاشق بھی اس سے محبت کرتا ہے۔

چونکہ خدا تعالیٰ کو اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ محبت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اس لئے حضرت مسیح موعود کو بھی خدا تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی آپ خود اس حقیقت کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

(در ثمین فارسی ص 112)

یعنی میں خدا کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مخمور ہوں۔ اگر عشق محمد کا نام کفر ہے تو خدا گواہ ہے میں سب سے بڑا کافر ہوں۔

پھر فرماتے ہیں

دلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام ص 224 مطبوعہ 1893ء)

حضرت مسیح موعود کو جیسا محبوب' خدا سے عشق تھا ویسا ہی قرآن کریم سے بھی تھا۔

خدا سے پیار کرنے کا طریق

حضرت مسیح موعود نے بیان فرمایا ہے کہ عظیم ترقیات اور رفعتیں دراصل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اطاعت کے نتیجہ میں مل سکتی ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اس طرح پر کہ خود اس کے دل میں محبت الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اس کا انس و شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے تب محبت الٰہی کی ایک خاص تجلی اس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے تب جذبات نفسانیہ پر وہ غالب آجاتا ہے اور اس کی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 ص 67، 68)

ایک گواہی

حضرت مسیح موعود کی محبت الٰہی اور عشق رسول ؐ کے بارے میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی ایک روایت ملاحظہ فرمائیں۔

میں نے آپ کو اس وقت دیکھا جب میں دو برس کا بچہ تھا پھر آپ میری ان آنکھوں سے اس وقت غائب ہوئے جب میں 27 سال کا جوان تھا مگر میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے آپ سے بہتر آپ سے زیادہ خلیق، آپ سے زیادہ نیک، آپ سے زیادہ بزرگ، آپ سے زیادہ اللہ اور رسول ؐ کی محبت میں غرق کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپ ایک نور تھے جو انسانوں کے لئے دنیا پر ظاہر ہوا اور ایک رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی اور اسے شاداب کر گئی۔"

(تاریخ احمدیت جلد سوم ص 608-609)

محبت قرآن

حضرت مسیح موعود کے ابتدائی مشاغل میں عبادت و ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن مجید اور دین کی خدمات شامل ہیں۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ عموماً ٹہلتے رہتے اور پڑھتے رہتے۔ قرآن مجید کی تلاوت اس تدبر اور تفکر سے کرتے کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے۔ چنانچہ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک قرآن مجید تھا۔ اس کو پڑھتے اور نشان لگاتے رہتے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شاید دس ہزار مرتبہ اس کو پڑھا ہو۔ اس قدر تلاوت قرآن مجید کا شوق اور جوش ظاہر کرتا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی اس مجید کتاب سے کس قدر محبت اور تعلق تھا اور آپ کو کلام الٰہی سے کیسی مناسبت اور دلچسپی تھی۔ اسی تلاوت اور تدبر نے آپ کے اندر قرآن مجید کی صداقت اور عظمت کے اظہار کے لئے ایک جوش پیدا کر دیا تھا اور خدا تعالیٰ نے علوم قرآنی کا ایک بحر ناپیدا کنار آپ کو بنا دیا غرض ایک تو خدا تعالیٰ کے ساتھ غایت درجہ کی محبت تھی اور پھر قرآن کریم کی عظمت اور صداقت کے اظہار کے لئے ایک رو بجلی کی طرح آپ کے اندر دوڑ رہی تھی جس کا ظہور بہت جلد ہو گیا۔ قرآن مجید کے ساتھ محبت اور عشق کے اظہار میں آپ کا فارسی، عربی اور اردو کلام شاہد ناطق ہے، ایسے رنگ اور اسلوب سے قرآن کریم کی مدح کی ہے کہ دوسروں کو وہ بات نصیب نہیں ہوئی اس سلسلہ میں ایک نظم کے چند اشعار ملاحظہ ہوں ؎

شکر خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گل کھلا یہی ہے

کیا وصف اس کے کہنا ہر حرف اس کا گہنا
دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے

اس نے خدا ملایا وہ یار اس سے پایا
راتیں تھیں جتنی گزریں اب دن چڑھا یہی ہے

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

قرآن کریم کی محبت کے ساتھ ساتھ اس کی غیرت بھی آپ کے دل میں بہت تھی اور یہ باتیں اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتیں جب تک خدا تعالیٰ کے کلام کی خاص عظمت دل پر نہ ہو، ایسی محبت نہ ہو، کہ اس کے سامنے دوسری ساری محبتیں ہیچ اور ساری عظمتیں اس پر قربان نہ ہوں۔

نمازوں کا التزام

نمازوں کا التزام آپ کو زندگی کے آخری سانس تک رہا۔ چنانچہ جب آپ اس عالم فانی سے رخصت ہو رہے تھے اس وقت نیم بیہوشی کی سی حالت تھی۔ آپ نے پوچھا کیا نماز کا وقت ہو گیا؟ عرض کیا گیا کہ ہو گیا ہے اس پر آپ نے بستر پر ہی ہاتھ مار کر تیمم کیا اور لیٹے لیٹے ہی نماز شروع کر دی اسی حالت میں تھے کہ غشی طاری ہو گئی اور نماز پوری نہ کر سکے۔ تھوڑی دیر بعد دریافت فرمایا کہ صبح کی نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ عرض کیا گیا کہ ہو گیا ہے۔ آپ نے پھر نیت باندھی اور لیٹے لیٹے نماز ادا کی۔ اس کے بعد نیم بیہوشی کی کیفیت طاری رہی۔ مگر جب کبھی ہوش آتا تھا وہی الفاظ سنائی دیتے تھے۔ اللہ میرے پیارے اللہ۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم ص 257)

گویا آپ کا آخری عمل بھی نماز تھا اور آپ کے لبوں پر خدائے محبوب کا ذکر بھی موجود تھا۔

تہجد میں باقاعدگی

حضرت اماں جان فرماتی ہیں آپ پنجگانہ

نماز کے علاوہ اشراق اور تہجد کے نوافل بھی ادا فرماتے تھے۔ اشراق کبھی کبھی پڑھتے لیکن تہجد آپ ہمیشہ پڑھتے سوائے اس کے کہ آپ بیمار ہوں لیکن ایسی صورت میں بھی آپ تہجد کے وقت لیٹے لیٹے ہی دعا مانگ لیتے۔

(سیرت المہدی جلد 1 ص 3)

مرزا دین محمد صاحب لنگروال ضلع گورداسپور نے جو مرزا نظام الدین صاحب کے بردار نسبتی ہیں تحریر کیا کہ

"آپ کی عادت تھی کہ رات عشاء کے بعد جلد سو جاتے تھے اور پھر ایک بجے کے قریب تہجد کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور تہجد پڑھ کر قرآن شریف کی تلاوت فرماتے رہتے تھے پھر جب صبح اذان ہوتی تو سنتیں گھر میں پڑھ کر نماز کے لئے بیت الذکر میں جاتے اور باجماعت نماز پڑھتے۔"

(سیرت المہدی حصہ سوم ص 20)

ایک فطری لگاؤ

محبت الٰہی کے میدان میں حضرت مسیح موعود نے اپنے متعلق فرمایا کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی ذات سے ایک فطری لگاؤ ہے۔ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ اس بات کو جانتا ہے اور وہ ہر اک امر پر بہتر گواہ ہے کہ وہ چیز جو اس کی راہ میں مجھے سب سے پہلے دی گئی وہ قلب سلیم تھا۔ یعنی ایسا دل کہ حقیقی تعلق اس کا بجز خدائے عزوجل کے کسی چیز کے ساتھ نہ تھا۔ میں کسی زمانہ میں جوان تھا اور اب بوڑھا ہوا۔ مگر میں نے کسی حصہ عمر میں بجز خدائے عزوجل کسی کے ساتھ اپنا حقیقی تعلق نہ پایا۔"

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 ص 59)

افضال الٰہی کا تذکرہ

حضرت مسیح موعود نے اپنے شعری اور نثری علم کلام میں اور خاص طور پر فارسی نظم میں خدا تعالیٰ کی زبان سے افضال الٰہی کا تذکرہ فرمایا۔ کہ کس طرح انسان کی وہ پرورش فرماتا ہے اور اس کو ہر قسم کی نعمتوں سے بہرہ ور کرتا ہے۔ یہ طریق آپ نے محبت الٰہی میں ترقی کرنے کے لئے اور عبادت الٰہی کے لئے شوق پیدا کرنے کے واسطے تجویز فرمایا تھا۔ اس لئے کہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حسن یا احسان کو دیکھ کر اس سے محبت میں ترقی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے حسن کے اظہار کے لئے آپ نے اس کی حمد و ثنا میں ترانے گائے ہیں اور اس کے احسانات کے اظہار کے لئے یہ طریق اختیار کیا۔

آپ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ میں یہ کتاب لکھنا چاہتا تھا لیکن جب میں نے قلم لے کر لکھنا شروع کیا تو یکبارگی باران رحمت کا نزول ہوا اور میں نے محسوس کیا کہ ہر ایک قطرہ بارش اپنے ساتھ لاانتہا برکات اور فیوض لے کر آتا ہے۔ اس کو دیکھ کر اور اس احساس کے بعد میں نے قلم رکھ دیا کہ میں خدا تعالیٰ کی نعمتوں اور فضلوں کو گن نہیں سکتا۔ جیسے ان بارش کے قطرات کا شمار اور احصاء میرے امکان سے باہر ہے۔ اسی طرح یہ امر میرے امکان سے خارج ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے ان انعامات کو جو مجھ پر ہوئے ہیں گن سکوں۔ ساری دنیا اور اس کا ایک ایک ذرہ اور نظام عالم کو میں نے اپنی ذات کے لئے دیکھا اور ایک معرفت کا دفتر مجھ پر کھولا گیا اور میں نے سمجھا کہ یہ بارش کا نزول محض اس لئے تھا کہ میں اس حقیقت کو پاؤں کہ میں افضال الٰہی اور انعام الٰہی کو شمار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا اور یہ راز منکشف ہو گیا کہ اگر تم خدا کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو ہرگز نہ کر سکو گے۔

(حیات احمد ص 307'308)

ایک تجربہ' ایک تبدیلی

1878ء میں حضرت مسیح موعود کی عمر مبارک 43 سال تھی اس دور میں آپ کو تعلق باللہ کا ایک بہت بڑا تجربہ ہوا۔ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

"آنکھ کھلتے ہی مجھے یقین ہو گیا کہ (۔) میرے لئے آسمان پر ایک خاص فضل کا ارادہ ہے اور پھر میں ہر وقت محسوس کرتا رہا کہ ایک آسمانی کشش میرے اندر کام کر رہی ہے یہاں تک کہ وحی الٰہی کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ وہی ایک ہی رات تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے بہ تمام و کمال میری اصلاح کر دی اور مجھ میں ایک ایسی تبدیلی واقع ہو گئی جو انسان کے ہاتھ سے یا انسان کے ارادے سے نہیں ہو سکتی تھی۔"

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد 18 ص 615)

عشق و محبت الٰہی کے اثرات

اے خدا اے چارہ ساز درد ہم کو خوذ بچا
اے مرے زخموں کے مرہم دیکھ میرا دلفگار

باغ میں تیری محبت کے عجب دیکھے ہیں پھل
ملتے ہیں مشکل سے ایسے سیب اور ایسے انار

تیرے بن اے میری جاں یہ زندگی کیا خاک ہے
ایسے جینے سے تو بہتر مر کے ہو جانا غبار

عاشقی کی ہے علامت گریہ و دامان دشت
کیا مبارک آنکھ جو تیرے لئے ہو اشکبار

رنگ تقویٰ سے کوئی رنگت نہیں ہے خوبتر
ہے یہی ایماں کا زیور ہے یہی دیں کا سنگار

اے مرے پیارے جہاں میں تو ہی ہے اک بے نظیر
جو تیرے مجنوں حقیقت میں وہی ہیں ہوشیار

لوگ کچھ باتیں کریں میری تو باتیں اور ہیں
میں فدائے یار ہوں گو تیغ کھینچے صد ہزار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 97 مطبوعہ 1908ء)

خدا سے آخر وقت تک محبت

جب حضرت مسیح موعود کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کو اس کثرت اور تکرار کے ساتھ اپنی وفات کے قرب کے بارے میں الہام ہوئے کہ کوئی اور ہوتا تو اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ جاتے۔ مگر چونکہ آپ کو خدا کے ساتھ کامل محبت تھی اور اخروی زندگی پر ایسا ایمان تھا کہ گویا آپ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے تھے۔ آپ ان پے در پے الہاموں کے باوجود ایسے شوق اور ایسے انہماک کے ساتھ دین کی خدمت میں لگے رہے کہ گویا کوئی بات ہوئی ہی نہیں۔ بلکہ اس خیال سے اپنی کوششوں کو تیز سے تیز تر کر دیا کہ اب میں اپنے محبوب سے ملنے والا ہوں۔ اس لئے اس کے قدموں میں ڈالنے کے لئے جتنے پھول بھی چن سکوں چن لوں۔

(سیرت طیبہ ص 16-17)

الغرض حضرت مسیح موعود کی خدا تعالیٰ سے محبت کے دعویٰ کی عکاسی آپ کی تحریر، تقریر اور خلوت و جلوت میں اپنے محبوب کے ذکر سے ظاہر ہے۔ آپ کی دلی کیفیت پہاڑی ندی کے تیز دھارے کی طرح بہہ کر ہمارے سامنے آتی ہوئی نظر آتی ہے۔ آپ کی خدا تعالیٰ سے محبت، غیرت، فدائیت، قربانی، اپنائیت اور اس کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہر چیز سے محبت کسی ثبوت اور دلیل کی محتاج نہیں۔ اس مضمون میں جتنی گہرائی سے غور کیا جائے اتنے ہی گہرے مطالب و معانی کے دروازے کھلتے چلے جاتے ہیں۔ آخر پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ تمام اخلاق اور صفات جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہر فرد میں پیدا فرما دے۔ (آمین اللّٰھم آمین)

ابن رشید

اللہ تعالیٰ آسمان سے مجھ پر مسلسل علوم روشن فرماتا رہتا ہے

صفات باری تعالیٰ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے خطبات کی فہرست

ایک رویا کے نتیجے میں اسماء الٰہیہ پر خطبات کا ایک طویل سلسلہ

صفات باری تعالیٰ پر خطبات

حضور نے جماعتی تربیت کی غرض سے 83ء'84ء میں جو خطبات صفات باری تعالیٰ کے موضوع پر ارشاد فرمائے ان کی ایک فہرست پیش ہے۔

صفت مومن

خطبہ جمعہ 2 دسمبر 83ء
مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ 29 جنوری 84ء

خطبہ جمعہ 9 دسمبر 83ء
مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ 5 فروری 84ء

صفت عفو

خطبہ جمعہ 13۔جنوری 84ء
مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ 11 مارچ 84ء

صفت ستار

خطبہ جمعہ 20 جنوری 84ء
مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ 18 مارچ 84ء

صفت ستار اور غیبت سے بچاؤ

خطبہ جمعہ 27 جنوری 84ء
مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ 26 مارچ 84ء

صفت ستار۔ تواب

خطبہ جمعہ 10 فروری 84ء
مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ 17۔اپریل 84ء

صفت غفور

خطبہ جمعہ 2 مارچ 84ء
مطبوعہ ہفت روزہ بدر قادیان 9 مئی 91ء
خطبہ جمعہ 9 مارچ 84ء
مطبوعہ ہفت روزہ بدر قادیان یکم اگست 91ء

صفت غنی، حلیم

خطبہ جمعہ 16 مارچ 84ء
مطبوعہ ہفت روزہ بدر قادیان 8۔اگست 91ء

صفت غفور

خطبہ جمعہ 23 مارچ 84ء
مطبوعہ ہفت روزہ بدر قادیان 15۔اگست 91ء

صفت قوی 'عزیز

خطبہ جمعہ 6 جولائی 84ء

صفت قدیر 'قادر 'مقتدر

خطبہ جمعہ 3'10'17 جنوری 86ء
مطبوعہ ضمیمہ ماہنامہ مصباح جنوری 86ء
ضمیمہ تحریک جدید جنوری 86ء

لقاء الٰہی پر خطبات

لقاء الٰہی کے حصول کی ضرورت

خطبہ جمعہ 23 مارچ 90ء
مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ 5۔اپریل 90ء

لقا کا پہلا قدم اعلیٰ اخلاق ہیں

خطبہ جمعہ 30 مارچ 90ء
مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ 18۔اپریل 90ء

عاجزی سے خدا ملتا ہے

خطبہ جمعہ 6۔اپریل 90ء
مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ 5 جون 90ء

عاجزانہ راہیں

خطبہ جمعہ 13۔اپریل 90ء
مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ 16 مئی 90ء

عبادت کے ذریعہ لقا

خطبہ جمعہ 20۔اپریل 90ء
مطبوعہ روزنامہ الفضل 17 جون 90ء

ذوق عبادت پر خطبات

1990ء میں حضور نے خطبات کا ایک سلسلہ شروع کیا جس میں بتایا کہ عبادت میں مزا کیسے پیدا کیا جائے۔ حضور نے سورۃ فاتحہ کی روشنی میں صفات باری تعالیٰ اور ان سے فیض یاب ہونے کے طریق بیان کئے اور پھر قرآنی دعاؤں کی حکمتیں بیان کیں' یہ خطبات 30 نومبر 90 تا 2۔اگست 91ء جاری رہے جو "ذوق عبادت اور آداب دعا" کے عنوان سے کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔

اسمائے الٰہی کے متعلق خطبات

1995ء میں اللہ تعالیٰ نے ایک رویا کے ذریعے حضور پر اسماء الٰہی سے متعلق ایک اہم نکتہ کھولا۔ جس پر حضور نے متعدد خطبات ارشاد فرمائے۔ رویا اور اس کی روشنی میں دیئے جانے والے خطبات کی فہرست پیش ہے۔

> **یقین کامل**
>
> ○ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔
>
> اللہ تعالیٰ یقینی ہے۔ اتنا کامل یقین خدا تعالیٰ کی ہستی کا میرے دل میں ہے کہ میں خدا کی قسم کھا کر آپ کو کہتا ہوں کہ آج دنیا میں شاید ہی کوئی اور انسان ہو جس کو خدا تعالیٰ کی ہستی کا اپنے تجربے سے اتنا کامل یقین ہو جتنا مجھے ہے اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں کوئی تکبر نہیں لازماً یہ بات سو فیصد درست ہے۔
>
> (الفضل 16 نومبر 1999ء)

رویا

3 مارچ 95ء کے خطبہ عید الفطر میں فرمایا شروع رمضان میں یعنی دس رمضان المبارک کو جو جمعہ تھا اس پر میں نے یہ جماعت کو بتایا تھا کہ انسان ساری زندگی علم سیکھتا ہے اور وہ جو یہ سمجھے کہ میں تعلیم حاصل کرنے کی حد سے باہر آگیا ہوں وہ متکبر ہے اور جاہل ہے۔ آخر وقت تک علم سیکھنے کا سلسلہ جاری ہے' جاری رہنا چاہئے۔ (۔) یہ بیان کرنے کے بعد میں نے یہ بات بیان کی تھی کہ مگر یہ نہ سمجھیں کہ میں صرف آپ سے علم سیکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مسلسل آسمان سے مجھ پر علوم روشن فرماتا ہے اور وہ جو آسمان سے علم اترتے ہیں اس میں میرا اکتساب کوئی نہیں' یہ اللہ کا فضل ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں اس منصب کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک معمولی علم والے کو بھی چن کر جب ایک منصب پہ فائز فرما دیتا ہے تو علمی راہنمائی پھر خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔

دس تاریخ کو میں نے یہ بات کی اور اتوار اور پیر کی رات کو یعنی دو دن بعد رات کے آخری حصہ میں تہجد سے پہلے صرف ایک منٹ کی ایک چھوٹی سے رویا دیکھی اور رویا میں دیکھتے دیکھتے مجھے یہ محسوس ہوا کہ یہ میں کیا کر رہا ہوں اور کیا ہو رہا ہے اپنے اختیار میں بات نہیں تھی' بات چھوٹی سی تھی' دلچسپ بھی تھی' مگر مجھے اس وقت رویا کے دوران یہ احساس ہوا کہ یہ معاملہ تو جاری رہنے والا معاملہ ہے' رویا کے ساتھ ختم ہونے والی بات نہیں۔ چنانچہ جب میں اٹھا ہوں تو وہی سوچ جاری رہی' رویا ختم ہو چکی تھی اور کئی دن تک اس نے میرے ذہن پر قبضہ کئے رکھا۔ (۔)

وہ اسمائے الٰہی سے متعلق ایک ایسا نکتہ خدا نے ہاتھ میں تھمایا جس سے خدا تعالیٰ کے فضل سے اسماء الٰہی پر حقیقت میں غور کرنے کا ایک لامتناہی رستہ کھل جاتا ہے اور اس عجیب انداز سے ہے کہ انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ کسی انسان کی ذاتی سوچ سے اس بات کا تعلق ہو۔ دفتر میں میں بیٹھا ہوا ہوں' ملاقات کا وقت ہے اور ایک احمدی دوست ایک غیر احمدی شاعر کو اپنے ساتھ لاتے ہیں اور کہتے ہیں انہوں نے ایک سوال کرنا ہے۔ تو میں کہتا ہوں ہاں کریں سوال۔ تو وہ یہ سوال کرتے ہیں کہ میں ایک قدامت پسند شاعر ہوں اور ترقی پسند شعراء مجھے ہر وقت کہتے ہیں کہ تم بھی ترقی پسند بن جاؤ' ہماری طرح کے خیالات پیش کرو اور قدامت پسندی ٹھیک نہیں ہے تو آپ میری راہنمائی کریں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ کیا میں قدامت پسند رہوں یا ترقی پسند بن جاؤں۔ تو ان کا یہ سوال سننے کے بعد میں نے ان سے کہا دیکھیں مجھے تو آپ کا سوال ہی درست نظر نہیں آ رہا۔ میرے نزدیک تو کوئی تفریق قدامت پسندی اور ترقی پسندی کی شاعری میں ہو ہی نہیں سکتی۔ وجہ یہ ہے کہ شعر حسن کے گرد گھومتا ہے جس طرح پروانہ شمع کے گرد گھومتا ہے۔ اگر حسن سے شعر کا تعلق نہ ہو تو وہ شعر نہیں ہے اور حسن خدا کے

> اس کی جناب میں وہی مقرب ہو سکتا ہے جو خوب پاک ہے۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الاول)

اسماء سے پھوٹتا ہے اور اسماء الٰہی کا جو حسن ہے اس میں زمانہ نہیں پایا جاتا۔ اس لئے قدامت پسندی اور ترقی پسندی کی کوئی تفریق زمانے کے لحاظ سے بیچ میں داخل کی ہی نہیں جاسکتی۔

یہ جب میں بیان کرتا ہوں تو ان کی آنکھیں جیسے محبت سے پگھلتی ہیں اس طرح ان کی آنکھوں میں ایک عجیب سرور سا پیدا ہو جاتا ہے تو یہ لگتا ہے کہ میں نے پوچھی تو چھوٹی سی بات تھی آپ نے تو بڑی بات بتا دی۔ اور ہمہ تن گوش اگلا حصہ سننا چاہتے ہیں کہ میں مزید اس مضمون کو کھولوں تو رویا ختم ہو گئی۔ اور زیادہ سے زیادہ ایک منٹ یا اس سے بھی کم کے عرصہ میں یہ گفتگو ہوئی اور جب میں اٹھا تو ذہنی لحاظ سے وہ رویا جاری رہی۔ اس رویا کا دائرہ تو ختم تھا لیکن سوچیں جو چلا گئی تھی وہ مسلسل جاری رہیں اور اس پر میں نے غور کیا تو میں اس بات پر حیران رہ گیا کہ اسماء الٰہی کی بحث میں کبھی کسی مفسر نے اس پہلو سے بات نہیں چھیڑی کہ خدا کے اسماء پر وہ تعریف صادق آتی ہے جو صرف میں ہمیں عام طور پر ملتی ہے کہ اس میں زمانہ نہیں پایا جاتا اور اگر اسم میں زمانہ نہ پایا جائے تو ایک ازلی ابدی مضمون آنکھوں کے سامنے ظاہر ہوتا ہے اور بہت ہی گہرا مضمون ہے جس پر مسلسل زندگی کا غور جو ہے وہ بھی اس پر حاوی نہیں ہو سکتا۔

لیکن یہ سوچتے سوچتے مجھ پر یہ بات روشن ہوئی کہ صرفی تعریف تو بہت ہی ناقص ہے اور یہ تعریف کہلانے کی مستحق ہی نہیں ہے کیونکہ تعریف وہ ہوتی ہے جو جس کی تعریف کی جائے' جس مضمون کی' یعنی اس کی حد بندی کی جائے اس کی ہر جنس کے ہر حصے پر حاوی ہو اور یہ تعریف خدا کے سوا کسی اور اسم پر آتی ہی نہیں۔ تو صرفی جن اسماء کی باتیں کرتے ہیں ان پر تو یہ تعریف صادق آہی نہیں سکتی اور جس پر آتی ہے اس کے متعلق کبھی کسی مفسر نے نہیں لکھا کہ تعریف اسی ذات پر صادق آتی ہے۔ اس ضمن میں جب میں نے اور غور کیا تو بہت سی باتیں ایسی سامنے آئیں جن میں سے چند میں آج آپ کے سامنے کھولتا ہوں۔

ایک تو یہ حقیقت سامنے آئی کہ ازل اور ابد کس کو کہتے ہیں اور اسم میں زمانہ نہ پائے جانے کا کیا مفہوم ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسماء الٰہی پر اگر غور کریں تو ازلی ابدی ہیں اور تمام زمانے ان چیزوں سے تعلق رکھتے ہیں جو مخلوقات ہیں۔ گویا زمانہ اپنی ذات میں یا وقت اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ تخلیق کی صفت ہے ایک۔ مخلوق کے ساتھ وابستہ جو ہر مخلوق کے تعلق میں الگ الگ معنے رکھے گا۔ اس مضمون پر غور کرتے ہوئے اسی تسلسل میں مجھے یہ سمجھ آئی کہ زمانہ اس لئے اللہ تعالیٰ میں نہیں پایا جاتا کہ اس میں تبدیلی کوئی نہیں اور جس چیز میں تبدیلی ہو اس میں لازماً پایا جاتا ہے اور جتنی بھی مخلوقات ہیں وہ مسلسل تبدیلی کی حالت میں سے گزر رہی ہیں۔ کوئی چیز ایسی نہیں جو پیدا ہوئی ہو اور اسی حالت پر قائم رہے۔ یا ترقی کر رہی ہے یا وہ تنزل کر رہی ہے۔ یا وہ زندگی کی طرف بڑھ رہی ہے یا وہ موت کی طرف مائل ہے۔ اور اس تعلق پہ غور کرتے ہوئے مجھے یہ بات سمجھ آئی کہ بیک وقت خدا تعالیٰ زندہ کرنے والا بھی ہے اور مارنے والا بھی ہے۔ اور یہ کہنا کہ کبھی زندہ کرنے والا بنتا ہے' کبھی مارنے والا بنتا ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ مسلسل دونوں اس کی صفات ساتھ ساتھ جاری و ساری ہیں اور کار فرما ہیں۔ ایک انسان جب زندگی کا سفر کرتا ہے تو ہر لمحہ جو پیچھے چھوڑتا ہے وہ اس کی موت کا لمحہ ہے۔ ہر لمحہ جو وہ آگے بڑھتا ہے وہ اس کا زندگی کا لمحہ ہے۔ تو موت کے خول سے زندگی پیدا ہو رہی ہے اور جو پیچھے چھوڑ رہا ہے وہ موت کی لکیر ہے۔ اور ایک ثانیہ کا جتنا بھی چاہیں آپ اس کو چھوٹے سے چھوٹا حصہ کر لیں یہ مضمون اسی طرح جاری رہے گا۔ اگر خدا زندہ کرتا ہے تو تبھی اللہ فرماتا ہے موت سے زندگی نکالتا ہوں۔ تو اس کے پیچھے اس کا تمام سفر جو گزر رہا ہے وہ اس کے پیچھے موت کے نقوش پا ہیں جن سے وہ آگے نکل گیا اور مقابل میں آکر اگلا حصہ زندگی کہلاتا ہے اور جسے پیچھے چھوڑا وہ موت تھی۔ اور جب ایک انسان یا قوم برعکس سفر کرتی ہے تو اپنے پیچھے زندگی کے نقوش پا چھوڑ رہی ہے اور ہر لمحہ موت میں داخل ہو رہی ہے۔ تو خدا' خواہ زندگی موت سے نکال رہا ہو یا موت سے زندگی نکال رہا ہو یہ مخلوق کی صفات ہیں وقت کی۔ خدا خالق جو ہے اس پر کوئی وقت نہیں ہے کیونکہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔

اس پہلو سے جب میں نے صرف والے پہلو پر دوبارہ غور کیا تو مجھے تعجب ہوا کہ کبھی کسی مفسر نے' کسی نحو اور صرف کے ماہر نے اس بات پر کیوں غور نہیں کیا کہ یہ تعریف غلط ہے۔ اس لئے غلط ہے کہ اسم تو خدا کا بھی ہے اور غیر کا بھی نظر آتا ہے اور اگر یہ تعریف اسم کی تعریف ہے تو غیراللہ کے اسماء پر بھی صادق آنی چاہئے مگر کسی ایک پہ بھی صادق نہیں آتی۔ پس اسم حقیقت میں اس تعریف کی رو سے اگر ہے تو اللہ کا ہے اس کے سوا کوئی اسم نہیں ہے۔ کیونکہ جب کوئی چیز پیدا ہوتی ہے اس کا نام بنتا ہے لیکن اس کا نام بننے کے بعد ہر لمحہ اس کی تبدیلی اس کے نام کو غلط کر رہی ہے سوائے اس کے کہ وہ ایسا معنوی نام ہو جس کا اللہ سے تعلق ہو۔ وہ زندہ اور جاری نام ہے جس میں تبدیلی کی ضرورت نہیں۔ ورنہ نام جو ہے اس کے اوپر آپ غور کریں تو یہ مسئلہ آپ کو سمجھ آئے گا کہ نام اصل میں دو طرح سے ہیں ایک تو جاہلانہ نام' بے معنی' کسی چیز کا جو چاہے نام رکھ دو' وہ نام جامد ہے۔ ایک مردہ نام ہے اور نام کہلانے کا مستحق ہی نہیں کیونکہ نام کی جو تعریفیں کی گئی ہیں وہ یہ

ہیں کہ وہ نشان وہی کرے کسی چیز کی۔ اگر اس میں نشان دہی کی صلاحیت نہیں ہے تو وہ نام نہیں ہے اس لئے اسماء ہماری فہرست سے از خود خارج ہو جائیں گے۔ جو صفاتی نام ہیں ان میں وہ نام جو اللہ تعالیٰ کی صفات سے تعلق نہیں رکھتے وہ مسلسل ایک شخص پر صادق آہی نہیں سکتے۔ اگر کسی کو اس کی اعلیٰ حکمت کی وجہ سے ارزل کہا گیا اور یہ نام رکھا گیا اور وہ ارزل العمر کو پہنچ رہا ہے تو دن بدن اس کی حکمت کم ہوتی چلی جا رہی ہے اور جب وہ حکمت میں آگے بڑھ رہا ہے تو پہلا نام کفیل نہیں رہا اس کی صفات کا مظہر بننے کے لحاظ سے۔ تو ہر وہ چیز جو تبدیل ہو رہی ہے اس کے نام میں زمانہ پایا جاتا ہے اور زمانے کا مطلب یہ ہے کہ آج کچھ اور کل کچھ اور وقت اس کی تبدیلی کی حالت سے پہچانا جاتا ہے اور اس کی تبدیلی کی رفتار سے پہچانا جاتا ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 14۔ اپریل 95ء)

اسمائے الٰہی پر خطبات

اسم کی تعریف اور اسماء الٰہیہ

خطبہ عید 3 مارچ 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 14۔ اپریل 95ء

اسمائے باری تعالیٰ سے تعلق کی برکات

خطبہ جمعہ 10 مارچ 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 21۔ اپریل 95ء

اللہ تمام صفات حسنہ کا منبع ہے

خطبہ جمعہ 17 مارچ 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 28۔ اپریل 95ء

لفظ اللہ کا تعارف اور امہات الصفات

خطبہ جمعہ 24 مارچ 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 5 مئی 95ء

صفت رحمانیت و رحیمیت

خطبہ جمعہ 7۔ اپریل 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 19 مئی 95ء

اللہ کی ذات میں ہیجان کا تصور

خطبہ جمعہ 21۔ اپریل 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 2 جون 95ء

عالم الغیب والشہادۃ

خطبہ جمعہ 5 مئی 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 16 جون 95ء

علم غیب کا رحمانیت سے تعلق

خطبہ جمعہ 12 مئی 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 23 جون 95ء

علم غیب کا شہادۃ سے تعلق

خطبہ جمعہ 19 مئی 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 30 جون 95ء

عالم الغیب کا دوسری صفات سے تعلق

خطبہ جمعہ 26 مئی 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 7 جولائی 95ء

صفت سلام، مومن، غنی

خطبہ جمعہ 2 جون 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 14 جولائی 95ء

صفت غنی اور حمید

خطبہ جمعہ 9 جون 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 21 جولائی 95ء

صفت حق

خطبہ جمعہ 16 جون 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 28 جولائی 95ء

صفت حق اور دعوت الی اللہ

خطبہ جمعہ 23 جون 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 11۔ اگست 95ء

صفت حق اور جھوٹ

خطبہ جمعہ 30 جون 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 18۔ اگست 95ء

صفت حق اور رحمانیت

خطبہ جمعہ 7 جولائی 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 25۔ اگست 95ء

صفت حق اور صبور

خطبہ جمعہ 14 جولائی 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل یکم ستمبر 95ء

صفت غفور رحیم

خطبہ جمعہ 21 جولائی 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 8 ستمبر 95ء

دعوت الی اللہ اور صبر

خطبہ جمعہ 28 جولائی 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 15 ستمبر 95ء
خطبہ جمعہ 4۔ اگست 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 22 ستمبر 95ء

عرش اور اس کو اٹھانا

خطبہ جمعہ 6۔ اکتوبر 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 24 نومبر 95ء

عرش الٰہی کی حقیقت

خطبہ جمعہ 13۔ اکتوبر 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل یکم دسمبر 95ء

عرش اور ملائکہ

خطبہ جمعہ 20۔ اکتوبر 95ء

مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 8 دسمبر 95

صفت نور
خطبہ جمعہ 27۔اکتوبر 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 15 دسمبر 95ء

صفت نور کا مظہر اتم
خطبہ جمعہ 10 نومبر 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 29 دسمبر 95ء

نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
خطبہ جمعہ 17 نومبر 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 5 جنوری 96ء

صفات باری کے اجتماع کا نام نور ہے
خطبہ جمعہ 24 نومبر 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 12 جنوری 96ء

الٰہی نور کے حصول کا طریق
خطبہ جمعہ یکم دسمبر 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 19 جنوری 96ء

اطاعت رسول سے نور عطا ہوتا ہے
خطبہ جمعہ 8 دسمبر 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 26 جنوری 96ء

نور مبین
خطبہ جمعہ 15 دسمبر 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 2 فروری 96ء

اتمام نور۔ اور دعوت الی اللہ
خطبہ جمعہ 22 دسمبر 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 9 فروری 96ء

نور اور نار کا فرق
خطبہ جمعہ 29 دسمبر 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 16 فروری 96ء

کامل نور محمد رسول اللہؐ
خطبہ جمعہ 12 جنوری 96ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل یکم مارچ 96ء

نور کی تلاش کریں
خطبہ جمعہ 23 فروری 96ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 12۔اپریل 96ء

سراج منیر
خطبہ جمعہ یکم مارچ 96ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 19۔اپریل 96ء

نور اور ظلمات کی اقسام
خطبہ جمعہ 8 مارچ 96ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 26۔اپریل 96ء

نفسانی اندھیرے
خطبہ جمعہ 15 مارچ 96ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 3 مئی 96ء

اندھیروں کی مختلف شکلیں
خطبہ جمعہ 22۔مارچ 96ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 10 مئی 96ء

دعا کے ذریعہ اندھیروں سے نکلیں
خطبہ جمعہ 5۔اپریل 96ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 24 مئی 96ء

انانیت کا اندھیرا
خطبہ جمعہ 12۔اپریل 95ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 31 مئی 96ء

لہو ولعب کے اندھیرے
خطبہ جمعہ 19۔اپریل 96ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 7 جون 96ء

آیت الکرسی اور علوم کے ابواب
خطبہ جمعہ 12 فروری 1999ء
مطبوعہ الفضل 11 مئی 1999ء

آیت الکرسی اور کائنات کا سفر
خطبہ جمعہ 19 فروری 1999ء
مطبوعہ الفضل 18 مئی 1999ء

کائنات کا خود بخود پیدا ہونا ایسے ہی ہے جیسے ڈکشنری کا خود بخود چھپ جانا

یہ عالم کون و مکان مشین نہیں بلکہ ایک شاعر کا زبردست تخیل ہے

سائنسدانوں اور مطالعہ فطرت کرنے والوں کا اقرار توحید

راجہ برہان احمد طالع صاحب

نیوٹن

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

دنیا کے بڑے بڑے عظیم الشان سائنس دان روشنی سے اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں یعنی خدا سے دور چلے جاتے ہیں نیوٹن وہ سائنس دان ہے جس نے اندھیروں سے خود بھی روشنی کی طرف سفر کیا اور روشنی کو پا لیا اس لئے اگر دنیا کے تمام سائنس دانوں میں کسی کو حقیقت میں ولی اللہ کہا جا سکتا ہے تو وہ نیوٹن تھا۔ اس لئے نیوٹن کے اپنے اقرار سے پہلے جو میں ابھی آپ کے سامنے رکھوں گا۔ میں نیوٹن کے متعلق یہ بات آپ کو سمجھا دوں کہ عیسائیت کی گود میں اس نے پرورش پائی' بچپن سے تثلیث کا مذہب اس کو پڑھایا گیا مگر جوں جوں اس نے خدا کے نور سے روشنی حاصل کی تثلیث سے بیزار ہوتا چلا گیا اور رفتہ رفتہ اس کی توجہ بائبل کی طرف بھی منتقل ہوئی جبکہ جانتا تھا کہ لازماً اصل میں یہ خدا کا کلام ہے تو بائبل کی تشریحات جو عیسائی دنیا تثلیث کے حق میں پیش کیا کرتی تھی اس نے انہی حوالوں کو تثلیث کے خلاف استعمال کیا۔ اور حضرت مسیح موعود (-) نے جو ہمیں علم کلام عطا کیا ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کا فیض گزشتہ میں سفر کر کے' ماضی میں سفر کر کے نیوٹن تک بھی پہنچا اور وہی استنباط ہے حیرت انگیز طریق پر یہاں تک کہ عیسائیت کی پیش کردہ تثلیث سے کلیتہً بیزار ہو گیا۔ اور اس کے نتیجے میں اعلان کیا کہ میں اب اس سوچ کے سفر کے بعد خدا کی ہستی کا اس سے بہت زیادہ قائل ہو چکا ہوں جتنا پہلے تھا اور حضرت عیسیٰ کی محبت میرے دل میں جاگزیں ہو گئی ہے۔ کیونکہ وہ مؤحد تھا اور ایک خدا کا پجاری تھا اس نے کبھی نہیں کہا کہ میری عبادت کرو۔ اب آج انگریز بجا طور پر نیوٹن پر فخر کرتے ہیں لیکن حقیقت میں بجا طور پر نہیں کرتے کیونکہ وہ نیوٹن جس پر فخر ہونا چاہئے تھا اس نیوٹن کو تو انہوں نے اٹھا کر باہر پھینک دیا تھا......

اس بے چارے کو کیمبرج یونیورسٹی نے اس الزام کے نیچے نکال باہر مارا کہ Trinity College جو ہے کیمبرج کا اس کے تم پروفیسر بنے ہوئے ہو اور Trinity کے خلاف پرچار کر رہے ہو' تم تو جاہل ہو بالکل' تمہیں کوئی علم نہیں کہ ٹرینٹی کے بغیر تو کائنات ہی نہیں ہے تم کس کائنات کی باتیں ہمیں بتا رہے ہو جس میں Trinity نہیں ہے۔ نیوٹن نے کوڑی کی بھی پرواہ نہیں کی۔ اس نے کہا کہ میں نے جو نور حاصل کرنا تھا وہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کر لیا ہے اور تمہاری Trinity کے نور کی مجھے کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہ اندھیرا ہے' یہ جہالت ہے۔ پس یہ فقرہ پوپ کا اب آپ دوبارہ سنیں۔ خدا نے کہا کہ

"Let Newton be and all was Light"

نیوٹن کے ساتھ نور وابستہ ہو گیا اور اس روشنی کو حاصل کرنے کے لئے اس نے بے حد قربانیاں کیں۔ پروفیسر شپ کو اتار کر پھینکا اور کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا پھر غالباً ٹیوشن لے کر یا کس طرح پلا ہے لیکن اس وقت ساٹھ پاؤنڈ تھا غالباً اس کا وظیفہ وہ اس نے ایک طرف پھینک دیا کہ اپنا وظیفہ اپنے پاس رکھو میں خدا کو نہیں چھوڑ سکتا میں Trinity College کو چھوڑ سکتا ہوں اور اپنے علم کی تحقیق پھر بھی جاری رکھی۔

یہ آئزک نیوٹن (Isaac Newton) ہے جس کے متعلق میں نے عرض کیا ہے کہ جب سے دنیا میں علمی انقلابات آئے ہیں ایسا علمی انقلاب کسی سائنس دان کے ذریعے نہیں آیا جس سے دنیاوی علوم کی روشنی بھی پھیل گئی ہو اور روحانی علوم کی روشنی بھی پھیل گئی ہو۔ ایک نیوٹن تھا اور نیوٹن کا اپنا اقرار سن لیجئے میں کیا ہوں۔ نیوٹن اپنے آپ کو کیا سمجھتا تھا اس کے الفاظ میں۔

"I do not know what I may appear to the world but to myself I seem to have been only a boy playing on the sea shore"

میں اپنی نظر میں تو اپنے آپ کو ایک چھوٹے سے بچے کے طور پر دیکھتا ہوں جو علم کے سمندر کے ساحل پر کھیل رہا ہو۔

(الفضل 18 مئی 1999ء)

ہربرٹ سپنسر

وہ قوت جس کا استقلال اور دوام ہم یقینی طور پر مانتے ہیں۔ اور ضروری قرار دیتے ہیں۔ اصل میں وہ ایک غیر متناہی اور کامل طاقت ہے۔ جو کہ اس وقت کے لئے لازم و ملزوم چیز ہے۔ جو کہ کائنات میں بالفعل کار فرما ہے۔ اور جس کا ہم مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ حقیقت میں ہماری مراد اس سے ایسی علت کا استقلال اور دوام ہوتا ہے۔ جو کہ ہمارے قیاس سے بہت بالا ہے۔ یعنی ہمارا اس نتیجہ پر پہنچنا یہ ثابت کرتا ہے کہ ایک ایسی ہستی موجود ہے جو کہ غیر محدود اور ہر جہت سے کامل اور ازلی اور ابدی ہے۔

(First Principle)

سر جیمس جینز

سائنس کی نئی تحقیقات کی بنا پر جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کے نتیجہ میں اس کائنات کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ کائنات ایک نور کا ظہور ہے۔ خواہ وہ نور بالقوۃ ہو یا بالفعل' بہر صورت یہ سب نور کا ظہور ہے۔ اور یہ کہ دنیا کی پیدائش کی کہانی مکمل طور پر صرف چھ لفظوں میں بیان کی جا سکتی ہے۔

پھر لکھتا ہے۔

یعنی سائنس کا موجودہ نظریہ ہمیں مجبور کرتا ہے' کہ خالق کے متعلق یہ یقین کیا جائے۔ کہ وہ وقت اور مکان کے باہر اور بالا ہے۔ جیسا کہ ایک مصور تختہ تصویر سے باہر ہو کر کام کرتا ہے۔

(Mysterious Universe)

سر ولیم ہملٹن

باوجود یہ بخوبی جاننے کے ہم نسبتی اور متناہی اشیاء کے علاوہ دوسری چیزوں کے تعقل کی قابلیت نہیں رکھتے پھر بھی ہمارے نفسوں میں ایک قادر مطلق ہستی کے وجود کا اقرار حیران کن طریقے سے الہاماً مرکوز ہے جو کہ تمام قابل فہم حقائق سے بالا و برتر ہے۔

مسٹر منسل

ہم ذہنوں کی ساخت کی وجہ سے فطرتی طور پر مجبور ہیں کہ ایک ایسی ہستی پر ایمان رکھیں جو کہ غیر محدود غنی مطلق اور غیر متناہی وجود ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اقرار ہمارے نفسوں میں نہایت قوی طور پر مرکوز کر دیا گیا ہے اور یہی وہ عرفان ہے جس کے ذریعہ سے ہمارا متناہی اور محدود اشیاء کے متعلق علم مکمل ہوتا ہے' یہ عرفان کسی نے ہماری فطرتوں میں گاڑ دیا ہے۔

ایڈیسن

ایڈیسن جو سب سے بڑا موجد ہے۔ اس نے اپنے متعلق صاف لکھا ہے کہ میں نے ایک ہزار ایجاد کی ہے ان میں سے سب بڑی ایجادیں ایک فوری خیال کی بناء پر ہوئی ہیں۔ در حقیقت یہی وہ کیفیت ہے جسے صوفی لوگ الہام کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد نمبر 4 ص 194)

پروفیسر ایڈون کانکلن

یہ خیال کہ زندگی کا آغاز محض کسی اتفاقی حادثہ کے نتیجہ میں ہوا ہے بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ لغت کی ایک مکمل کتاب کسی چھاپہ خانہ کے اتفاقی دھماکے کے نتیجہ میں خود بخود چھپ گئی تھی۔"

(ریڈرز ڈائجسٹ مئی 56ء)

پروفیسر ولیم

امپیریل کالج آف سائنس (لنڈن) کے ایک پروفیسر مسٹر ولیم ایک دفعہ انسانی کان کی ساخت پر

جیسے جیسے انسان خدا کے قریب ہوتا جاتا ہے اتنا ہی اسے ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کا جلوہ نظر آتا ہے۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

غور کر رہے تھے۔ الٰہی صناعی کے حیرت انگیز کمالات سے مرعوب ہو کر چلا اٹھے:-

"He who planted ears. Shall He not hear?"

"جس اللہ نے کان ایجاد کئے ہیں، کیا وہ خود صفت سمع سے محروم ہے؟"

آئن سٹائن

کائنات کے لرزہ فگن سلسلے پر غور کرنے کے بعد جرمنی کا مشہور مفکر آئن سٹائن پکارا اٹھا:

"The universe is ruled by mind and whether it be the mind of a mathematician or of an artist or of a poet or all of them,it is the one reality which gives meaning to existence, enriches our daily taste, encourages our hope and energizes us with faith wherever knowledge fails."

"کائنات پر ایک زبردست دماغ حکومت کر رہا ہے۔ اور اس سے بحث نہیں کہ وہ دماغ ریاضی داں کا ہے، یا مصور کا، شاعر کا یا ان سب کا۔ یہ ایک حقیقت ہے جو ہماری حیات کو پر معنی بناتی ہے امیدوں کو ابھارتی ہے اور جہاں علم کی روشنی ناکام رہے، وہاں ہمارے یقین کو اور زیادہ مضبوط کرتی ہے۔"

یہی مفکر ایک اور مقام پر کہتا ہے!

"Who can no longer pause to wonder and stand rapt in awe is as good as dead and his eyes are closed."

"وہ انسان جو کائنات پر اظہار تعجب کے لئے ٹھہرتا نہیں، اور اس پر خشیہ و تقویٰ کی کیفیت طاری نہیں ہوتی، وہ مرچکا ہے اور اس کی آنکھیں بصارت سے محروم ہو چکی ہیں۔"

پروفیسر ولیم میکبرائڈ

کائنات کے ایمان افروز معجزات ہیں جن پر غور کرنے کے بعد پروفیسر ولیم میکبرائڈ نے کہا تھا۔

"Can anyone seriously suggest that this directing and regulating power originated in chance encounters of atoms? Can the stream rise higher than the fountain?"

"کیا کوئی شخص سنجیدگی سے یہ خیال کر سکتا ہے کہ کائنات میں یہ نظم و ہدایت عناصر کی اتفاقیہ آمیزش سے پیدا ہو گئی ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی نہر اپنے منبع سے مرتفع تر سطح پر بہہ سکے۔؟"

فرانسس تھامسن

وحدت کائنات پر فرانسس تھامسن کا خیال ملاحظہ ہو:-

"All things by immoral power near and far. Hiddenly to each other tinked are. That thou can not stir a flower. Without trembling of a star..."

"تمام قریب و بعید اشیاء کو ایک لازوال طاقت نے مخفی طور پر ایک دوسرے سے باندھ رکھا ہے۔ جب تم ایک پھول کو چھیڑو گے تو فضائے گردوں میں ایک ستارہ کانپ اٹھے گا۔"

پروفیسر ڈیوڈ فریسر

لنڈن یونیورسٹی کے ماہر علم التشریح پروفیسر ڈیوڈ فریسر نے اللہ جانے انسانی بدن میں الٰہی تخلیق کے کیا شعبدے دیکھے کہ مبہوت ہو کر بول اٹھا:-

"Our minds are overwhelmed by immensity and majesty of Nature,"

"صحیفہ فطرت کی مبہوت کن و لرزہ فگن عظمت سے دل دہل جاتا ہے۔" یہی شیدائی فطرت ایک اور مقام پر کہتا ہے:-"

"We hardly know which to admire the more,the Mind that arranged Nature or the mind which interpreted it."

"ہم یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ کس کی زیادہ تعریف کریں، اس دماغ کی جس نے فطرت کو آراستہ کیا، یا اس دماغ کی جس نے فطرت کی ترجمانی کی یعنی علمائے فطرت"

ٹینیس

اس قدر مہیب نگراں اور اتنا جدت پسند رب! ٹینیس مرعوب ہو کر پکار اٹھا!

"What a marvellous imagination God Almighty has."

"رب ذوالجلال کس قدر حیرت انگیز تخیل کا مالک ہے۔"

سر جیمز جینز

یہ حسین دنیا ایک نگارستان ہے، جس میں نظر فریب نقوش و تصاویر جنت نگار بنی ہوئی ہیں۔ ایک البم ہے، جس کا ہر شاہکار لاجواب ہے اور ایک دیوان ہے جس کا ہر شعر کیف انگیز و وجد آفرین ہے، یہی وہ حسین اشعار تھے جن کو پڑھنے کے بعد سر جیمز جینز نے کہا تھا:-

"The Universe looks more like a great thought than a great machine."

"یہ کائنات کوئی مشین نہیں، بلکہ کسی شاعر کا زبردست تخیل معلوم ہوتی ہے"

پسکل

"The universe is a circle whose centre is every where, and circumference is nowhere."

"یہ کائنات ایک دائرے کی طرح ہے جس کا مرکز تو ہر جگہ نظر آتا ہے، لیکن خط محیط کہیں نہیں ملتا۔"

سر ڈیوڈ بروسٹر

ایک دفعہ سر ڈیوڈ بروسٹر تجربہ گاہ میں قطرہ آبی کا مطالعہ کر رہے تھے کہ انہیں معلوم ہوا کہ پانی کے ہر جوہر Atom کی ترکیب گھڑی کی مشین سے بھی زیادہ پیچیدہ ہے آپ پر ایک وجد سا طاری ہو گیا اور فرط حیرت میں بول اٹھے!

"Oh God! How marvellous are thy works."

"اور رب! تیرے کام کس قدر حیرت انگیز ہیں۔"

سیموئل راجرز

سیموئل راجرز اپنے نتائج غور و فکر کا یوں اعلان کرتا ہے۔

"The very law which moulds a tear and bids it trickle from its source, that law preserves the Earth and guides the planets in their course."

"اللہ کی وہ مشیت جو قطرے کو آنسو بنا کر آنکھ سے لڑھکا دیتی ہے، وہی مشیت زمین کو فضا میں تھامے ہوئے ہے۔ اور ستاروں کی ان کی معینہ گزرگاہوں پر حفاظت و رہنمائی کر رہی ہے۔"

لارڈ کلون

ذرات خوردبینی کا سالہا سال تک مطالعہ کرنے کے بعد لارڈ کلون چلا اٹھا تھا:-

"It is impossible to conceive either the beginning of the continuance of life without an over ruling creative power, Over powering strong proofs of benevolent and intelligent design are to be found around us, teaching that all living things depend on one ever lasting Creator and Ruler."

"یہ خیال سراسر باطل ہے کہ کائنات کا آغاز یا تسلسل بغیر کسی خالق کے ہو سکتا ہے۔ فطرت کے یہ حیرت انگیز مناظر، جن سے تکمیل و رحمت برستی ہے، الٰہی تخلیق و تعمیر پر مبہوت کن دلائل ہیں، جو ہمیں صاف صاف بتا رہے ہیں کہ وجود کائنات کا انحصار ایک حی و قیوم فرماں روا کی مشیت پر ہے۔"

واحد ویگانہ

قل ہو اللہ احد — اس کی سمت ہے نہ حد
اس کی ذات ہے صمد — اور سب محتاج ہیں
لم یلد و لم یولد — یکہ و تنہا ہے وہ
اس کی نفی ہے نہ ردّ — لا کا ہے اثبات وہ
چھوٹے بڑے نیک و بد — اس کے در کے ہیں فقیر
معتبر اور مستند — کون ہے اس کے سوا
زیر و زبر مدّ و شد — حرف و صوت و لفظ اس کے
سب جذر اور سارے مدّ — سارے انقلاب اس کے
ہر عدد اس کا عدد — ہر حساب اس کا حساب
اس کے ازل اور ابد — وقت ہے اس کا غلام
عقل اس کے خال و خد — عشق اس کا معجزہ
میں ہوں ناداں۔ نابلد — وہ ہے علیم و خبیر
الغیاث و المدد — اے مری جاں کی پنہ

چوہدری محمد علی

جدھر بھی نظر ڈالو۔ تمہیں خدا کی محبت کی راہیں دکھائی دیں گی۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ)

انسان کی خدا ترسی کا اندازہ کرنے کے لئے اس کے التزام نماز کو دیکھنا کافی ہے ۔ (مسیح موعود)

رفقائے حضرت مسیح موعود کی محبت الٰہی نماز باجماعت کے آئینہ میں

مصلح موعود نے 11 سال کی عمر میں نماز قائم کرنے کا عہد کیا اور ہمیشہ اسے نبھایا

فرخ سلمانی

درج ذیل جملہ صرف ایک عارف باللہ کے قلم سے ہی نکل سکتا ہے جو خود اس راہ کا پورا تجربہ کار ہو۔

"میں جانتا ہوں کہ انسان کی خدا ترسی کا اندازہ کرنے کے لئے اس کے التزام نماز کو دیکھنا کافی ہے کہ کس قدر ہے اور مجھے یقین ہے کہ جو شخص پورے پورے اہتمام سے نماز ادا کرتا ہے اور خوف اور بیماری اور فتنہ کی حالتیں اس کو نماز سے روک نہیں سکتیں وہ بے شک خدا تعالیٰ پر ایک سچا ایمان رکھتا ہے"

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 ص 540)

یہ ارشاد حضرت مسیح موعود کا ہے۔ اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود نے جو روحانی انقلاب برپا کیا ہے اس کا عنوان تعلق باللہ ہے۔

آپ نے دین کو زندہ کیا اور جو ایمان ثریا پر جا چکا تھا اسے دوبارہ دلوں میں قائم کیا۔ اور سینکڑوں ایسے لوگ پیدا کئے جنہوں نے خدا کی محبت میں دیوانہ وار قدم آگے بڑھائے اور دنیا اور اس کی تمام نعمتوں کو تج کر خدا اور رسول کے ہو رہے۔ یہ پاک تبدیلی حقیقت میں ایک مامور من اللہ کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہوتی ہے کیونکہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود اپنے ذریعہ رونما ہونے والے انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اکثر ناہموار طبیعتیں صاف اور سیدھی سڑکوں کی طرح بنتی جاتی ہیں اور دلوں کے ویران اور سنسان جنگل وادی کشمیر کی طرح گل و گلزار سے بھرتے جاتے ہیں۔ ناقابلیت اور سستی کی مرض کم ہوتی جاتی ہے اور جو کچھ پہلے دنوں میں ان پر مشکل تھا اب وہ آسان ہوتا جاتا ہے"

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 ص 270)

پھر فرمایا:

میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اس قدر روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں.... میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔

(سیرۃ المہدی جلد اول ص 146 کتاب گھر قادیان)

یہ پاک تبدیلیاں حضرت مسیح موعود کے ابتدائی رفقاء میں بڑی شدت کے ساتھ ظاہر ہوئیں۔ اور پھر ورثہ کے طور پر ان سے فیض پانے والی نسلوں میں منتقل ہوئیں۔ اور یہ معجزے سینہ بہ سینہ تیسری نسل میں پہنچ رہے ہیں۔

ان بے شمار مثالوں میں چند نمونے ہی پیش کئے جاسکتے ہیں۔

پختہ عہد

سیدنا حضرت مصلح موعود اپنی عمر کے گیارھویں سال میں کئے گئے ایک عہد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

1900ء میں جب میری عمر گیارہ سال کی تھی خدا تعالیٰ پر میرا سماعی ایمان علمی ایمان میں تبدیل ہو گیا۔ اور ایک دن میں نے ضحیٰ کے وقت حضرت مسیح موعود کا جبہ پہنا اپنی کوٹھڑی کا دروازہ بند کیا اور ایک کپڑا بچھا کر نماز پڑھنی شروع کر دی اور میں اس میں خوب رویا خوب رویا اور اقرار کیا کہ اب نماز کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ اس اقرار کے بعد میں نے کبھی نماز نہیں چھوڑی۔

(سوانح فضل عمر جلد اول ص 197 از حضرت مرزا طاہر احمد صاحب فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ 1975ء طبع اول)

بیہوشی میں بھی

حضرت حافظ حامد علی صاحب کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

میں نے اس کو دیکھا ہے کہ ایسی بیماری میں جو نہایت شدید اور مرض الموت معلوم ہوتی تھی اور ضعف اور لاغری سے میت کی طرح ہو گیا تھا التزام ادائے نماز پنجگانہ میں ایسا سرگرم تھا کہ اس بے ہوشی اور نازک حالت میں جس طرح بن پڑے نماز پڑھ لیتا تھا۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 ص 540)

استقلال کے ساتھ

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کو نماز سے بے انتہا شغف تھا۔ 1905ء میں آپ کو کثرت پیشاب کی شکایت ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود نے ان کا قارورہ منگوا کر دیکھا۔ علاج تجویز کیا اور فرمایا

آپ کے پیشاب کو دیکھ کر مجھے تو حیرت ہی ہوئی کہ آپ کس طرح التزام کے ساتھ نمازوں میں آتے ہیں۔

اس پر حضرت مولوی صاحب نے عرض کیا۔

حضور کی دعا ہی ہے جو اس ہٹ اور استقلال سے میں حاضر ہوتا ہوں ورنہ بعض اوقات قریب بہ غش ہو جاتا ہوں۔

اس پر حضور نے فرمایا

میں بہت دعا کروں گا۔

(ملفوظات جلد 4 ص 252)

صالح بیٹا

حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے خشوع و خضوع کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

قادیان میں جب وہ ملنے کے لئے آئے اور کئی دن رہے پوشیدہ نظر سے دیکھتا رہا ہوں کہ التزام ادائے نماز میں ان کو خوب اہتمام ہے اور صلحاء کی طرح توجہ اور شوق سے نماز پڑھتے ہیں اور منکرات اور مکروہات سے بکلی مجتنب ہیں مجھے ایسے شخص کی خوش قسمتی پر رشک ہے جس کا ایسا صالح بیٹا ہو کہ باوجود بہم پہنچنے تمام اسباب اور وسائل غفلت اور عیاشی کے اپنے عنفوان جوانی میں ایسا پرہیزگار ہو۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 ص 526)

مقررہ وقت پر

حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب پانچوں نمازیں بیت مبارک قادیان میں ادا فرماتے تھے۔ بارش ہو یا آندھی ہو' اندھیری رات ہو یا سخت دھوپ' جلسہ ہو یا جلوس' مشاعرہ ہو یا مناظرہ' عام تعطیل ہو یا خاص' آپ نماز کھڑی ہونے سے پہلے اپنے مقررہ وقت پر اپنی مقررہ جگہ پر موجود ہوتے تھے۔

آپ کی نمازوں میں جو خشوع و خضوع ہوتا تھا اسے وہی لوگ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں جو اس کوچہ یار ازل سے کچھ آشنائی رکھتے ہوں۔

(رفقائے احمد جلد 5 حصہ سوم ص 175 از ملک صلاح الدین صاحب احمدیہ بک ڈپو ربوہ طبع اول)

105 بخار میں

حضرت سید سرور شاہ صاحب شدید بیماری میں بھی نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ آخری بیماری میں ایک دن بخار کی حالت میں بیت الذکر تشریف لے گئے۔ تھرمامیٹر لگایا گیا تو بخار 105 درجہ تھا۔ آپ کو ڈاکٹری ہدایت تھی کہ پوری طرح آرام کریں آپ کو سخت ضعف تھا مگر پھر بھی بیت الذکر میں ضرور جاتے وفات سے کچھ دن پہلے اپنے بیٹے کے ساتھ اللہ کے گھر جا رہے تھے کہ کمزوری کی وجہ سے رستہ میں دو بار گر گئے۔

(رفقائے احمد جلد 5 حصہ دوم ص 167 از ملک صلاح الدین احمدیہ بک ڈپو ربوہ طبع اول 1963ء)

دنیا سے بے خبر

حضرت مولانا شیر علی صاحب کے نماز پڑھنے کی عجیب شان تھی نماز میں اس طرح کھڑے ہوتے کہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے حتی الامکان بیت مبارک میں نماز ادا کرنے کی کوشش کرتے مغرب کی نماز بیت المبارک میں پڑھ کر آتے کھانا کھاتے وضو کرتے اور پھر نماز کے لئے چلے جاتے اس معمول میں گرمی سردی بارش بادل آندھی بیماری کوئی چیز حائل نہ ہو سکتی تھی۔ گھنٹوں خدا کے حضور خشوع و خضوع سے کھڑے رہتے وضو اتنے اطمینان اور توجہ سے کرتے کہ دوسرے آدمی اس دوران دس دفعہ وضو کر کے فارغ ہو جائیں۔

(سیرت شیر علی ص 80-181 از ملک نذیر احمد صاحب ربوہ 1955ء)

حضرت ملک غلام فرید صاحب آپ کے متعلق بیان فرماتے ہیں۔

جمعہ کا دن تھا حضرت مولوی صاحب نے خطبہ پڑھا' نماز پڑھائی اور پھر جو اپنی سنتیں شروع

ایک پاک اور قدوس خدا ایک گندے کو اپنا مقرب کس طرح بنا سکتا ہے۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الاول)

کیں تو اتنی لمبی نماز پڑھی کہ ساری بیت الذکر نمازیوں سے خالی ہو گئی۔ میں اتفاق سے کسی کی خاطر بیٹھا تھا مگر مولوی صاحب مسلسل نماز میں مصروف رہے۔

(الفضل 29 مئی 98ء)

ابلتی ہنڈیا

حضرت سردار شیر بہادر صاحب قیصرانی بہت رقیق القلب بزرگ تھے۔ نماز اس قدر خشوع وخضوع سے پڑھتے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ نماز میں آنسوؤں کا سیلاب رواں ہو جاتا۔ اور سینہ ابلتی ہنڈیا کی طرح جوش مارتا تھا۔ وفات سے چند روز پہلے بذریعہ رویا آپ کو بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی گریہ وزاری بہت پسند آئی ہے اور اس ذات مقدس نے آپ کے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

(الفضل ربوہ 6 فروری 57ء)

ہر حال میں

حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب ہر حال میں نماز باجماعت کا اہتمام فرماتے تھے سندھ گئے تو سب سے پہلے نماز باجماعت کا انتظام کیا اور اس مقصد کے لئے اپنے ہمراہ حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب کو بھی لے گئے تاکہ نیکی اور تقویٰ کا ماحول قائم رہے۔

ہمیشہ یہی کوشش کرتے کہ نماز باجماعت پڑھیں اور پڑھائیں۔ اکثر سخت بیماری کے باوجود بھی نماز باجماعت میں شامل ہو جاتے۔ تہجد کی نماز نہایت التزام سے پڑھتے تھے۔

(رفقائے احمد جلد 12 ص 116 از ملک صلاح الدین احمدیہ بک ڈپو ربوہ طبع اول 1965ء)

آپ دل کی تکلیف سے صاحب فراش ہو گئے تھے۔ جب ذرا چلنے پھرنے کی سکت پیدا ہوتی تو گھر کے لڑکوں میں سے ہی کسی کو آگے کھڑا کر کے نماز باجماعت پڑھتے۔

(رفقائے احمد جلد 12 ص 152)

چار دفعہ

حضرت نواب صاحب کی اہلیہ اور حضرت مسیح موعود کی لخت جگر حضرت نواب امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ کو نماز بروقت ادا کرنے کی اس قدر فکر رہتی تھی کہ ایک دفعہ آپ نے بتایا کہ آج میں نے تین چار دفعہ نماز فجر ادا کی ہے چونکہ آپ کو نیند بہت کم آتی تھی اس لئے جب آنکھ کھلتی سمجھتیں کہ شاید فجر کا وقت ہو گیا ہے۔ اس لئے نماز ادا کر لیتیں۔ پھر دیکھتیں کہ صبح نہیں ہوئی شاید میں نے نماز جلدی ادا کر لی ہے پھر دوبارہ نماز ادا کرتیں۔ اسی طرح تین چار مرتبہ نماز ادا کی۔

ایک دفعہ شدید بیمار تھیں اور تقریباً دو دن تک بے ہوش رہیں۔ ہوش میں آئیں تو اتنی کمزوری تھی کہ بات نہ کر سکتی تھیں۔ ہوش میں آنے پر جو پہلی چیز اشارةً طلب کی وہ پاک مٹی کی تھیلی تھی جس سے تیمم کر کے آپ نماز ادا کرتی تھیں۔ جب اس سے آپ نے تیمم کیا تو نماز ادا کرنے کی کوشش میں دوبارہ بے ہوش ہو گئیں۔

وہ لڑکیاں جو آپ کے پاس رہتی تھیں۔ آپ انہیں نماز بروقت ادا کرنے کی تلقین فرماتی تھیں اور ہر نماز کے وقت ہر لڑکی سے پوچھتیں کہ تم نے نماز ادا کی ہے یا نہیں۔

(دخت کرام ص 406 سید سجاد احمد 1993ء)

اندھیرے میں

حضرت چوہدری نصراللہ خان صاحب کے متعلق ان کے بیٹے حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

میری طبیعت پر بچپن سے یہ اثر تھا کہ والد صاحب نماز بہت پابندی سے ادا فرمایا کرتے اور تہجد کا التزام رکھتے تھے۔ میں اپنے تصور میں اکثر والد صاحب کو نماز پڑھتے یا قرآن کریم کی تلاوت کرتے دیکھتا ہوں۔ آپ فجر کی نماز سیالکوٹ میں بیت کبوتراں والی میں ادا کرتے تھے۔ جو ہمارے گھر سے فاصلہ پر تھی اس لئے والد صاحب گھر سے بہت اندھیرے میں روانہ ہو جاتے تھے۔

(رفقائے احمد جلد 11 ص 163 از ملک صلاح الدین صاحب احمدیہ بک ڈپو ربوہ طبع اول 1962ء)

یہی ورثہ آپ کی اولاد میں منتقل ہوا۔ اور حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب نے اس نور کو سینے میں روشن رکھا۔

تہجد قضا نہیں کی

ایک دفعہ ایک نوجوان نے حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب سے کہا کہ یورپ میں فجر کی نماز اپنے وقت پر ادا کرنا بہت مشکل ہے۔ آپ نے فرمایا اگرچہ مجھے اپنی مثال پیش کرتے ہوئے سخت حجاب ہوتا ہے لیکن آپ کی تربیت کے لئے بتاتا ہوں کہ خدا کے فضل سے نصف صدی کا عرصہ یورپ میں گزارنے کے باوجود فجر تو فجر میں نے کبھی نماز تہجد بھی قضا نہیں کی۔ یہی حال باقی پانچ نمازوں کا ہے۔

(ماہنامہ خالد ربوہ دسمبر 85ء ص 89)

گواہی

آپ کی پابندی نماز کی گواہی غیروں نے بھی دی ہے۔ سردار دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر 'ریاست' لکھتے ہیں آپ (دینی) شعار کے سختی سے پابند ہیں کبھی بھی نماز کو قضا نہیں ہونے دیتے۔ اور آپ کی کوٹھی پر جب بھی نماز ہو تو نماز پڑھانے کے فرائض آپ کے ایک باورچی ادا کرتے ہیں یعنی اپنے باورچی کی امامت میں نماز پڑھتے ہیں۔

(اخبار ریاست دہلی بحوالہ رفقائے احمد جلد 11 ص 191)

حادثہ کے وقت

پاکستان کے مشہور ادیب نقاد اور مؤرخ رئیس احمد جعفری لکھتے ہیں۔

چوہدری صاحب اس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں جسے عام طور پر کافر بلکہ گمراہ کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ گمراہ اور کافر شخص بغیر شرمائے ہوئے داڑھی رکھتا ہے۔ اور اقوام متحدہ کے جلسوں میں علی الاعلان نماز پڑھتا ہے۔ جھمپیر کا قیامت خیز ریلوے حادثہ جب رونما ہوا تو یہ شخص اپنے سیلون میں فجر کی نماز پڑھ رہا تھا۔

(ماہنامہ خالد ربوہ دسمبر 85 ص 13)

تبدیلی

حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب فرمایا کرتے تھے کہ بیعت سے پہلے میں صوم وصلوۃ کا تارک تھا لیکن بیعت کے خط میں ہی حضرت اقدس سے اوامر کی پابندی کے لئے دعا کی درخواست کی چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ خدا کا فضل ہے کہ اس کے بعد سفر اور حضر میں بیماری اور صحت کی حالت میں ایک نماز بھی فوت نہیں ہوئی۔

(تاریخ احمدیت جلد 17 ص 165)

قبولیت کے آثار

حضرت عبدالرحیم صاحب (سابق جگت سنگھ) عبادت نہایت خشوع وخضوع اور حضور قلب سے کرتے اور معلوم ہوتا کہ گویا آپ اس دنیا میں نہیں ہیں مستجاب الدعوات تھے کئی دفعہ ایسا ہوا کہ دعا ختم کرتے ہی اس کی قبولیت کے آثار نمایاں ہو جاتے۔ ادھر خدا کی طرف سے آپ کو اطلاع ملی اور کئی دفعہ ادھر وہ بات پوری ہو گئی۔

(تاریخ احمدیت جلد 19 ص 607)

مثالی نماز

حضرت ماسٹر عطا محمد صاحب رفیق حضرت مسیح موعود اپنی ڈائری میں تحریر فرماتے ہیں۔

اگرچہ میں پہلے بھی نماز کا قریباً قریباً پابند ہی تھا۔ مگر 4۔ اپریل 1905ء کی ظہر کی نماز میں نے جس خشوع اور خضوع سے پڑھی وہ ساری عمر میں میرے لئے ایک مثالی نماز تھی۔ اور اس کے بعد میں نے قطعاً کوئی نماز فوت نہیں ہونے دی۔ اور اب تک کہ میری عمر 77 سال کے قریب ہو گئی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نمازوں کا پابند ہوں۔

(نعم العطاء ص 93 نسیم سیفی لاہور)

براہین نے نماز پڑھائی

حضرت میاں محمد دین صاحب جو تین سو تیرہ رفقاء میں سے تیسرے نمبر پر ہیں بچپن میں۔ پنج وقتہ نمازوں اور تہجد کا اہتمام کرتے تھے مگر پھر اپنے ماحول کے زیر اثر تارک صلوٰۃ ہو گئے۔ اور دہریت کا شکار ہوتے گئے۔

تقدیر الٰہی کے تابع آپ کو حضرت مسیح موعود کی کتاب براہین احمدیہ پڑھنے کی توفیق ملی۔ اور ہستی باری تعالیٰ کے دلائل پڑھ کر دہریت کے سارے زنگ اتر گئے۔ فرماتے ہیں میری آنکھ ایسی کھلی جس طرح کوئی سویا ہوا یا مرا ہوا جاگ کر زندہ ہو جاتا ہے۔

اسی وقت کپڑے دھوئے اور گیلے کپڑے پہن کر ہی نماز پڑھنی شروع کی۔ محویت کے عالم میں ایک طویل نماز پڑھی۔

فرماتے ہیں یہ نماز براہین نے پڑھائی اور بعد ازاں آج تک کوئی نماز میں نے نہیں چھوڑی۔

تھوڑے عرصہ بعد بیعت کا خط لکھ کر امام الزمان سے مکمل طور پر وابستہ ہو گئے۔

(رجسٹر روایات جلد 7 ص 46، 47)

باغ مرجھایا ہوا تھا گر گئے تھے سب ثمر
میں خدا کا فضل لایا پھر ہوئے پیدا ثمار

نورانی شعاعیں

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی فرماتے ہیں کہ جب حضرت مصلح موعود یا رفقاء مسیح موعود کی اقتداء میں نماز ادا کروں اور قراءت جہری ہو رہی ہو تو بعض دفعہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے ہر ہر لفظ سے نور کی شعاعیں نکل کر میرے قلب پر مستولی ہو رہی ہیں اور ایک عجیب نورانی اور سرور بخش منظر ہوتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت مصلح موعود نے ہدایت فرمائی کہ فرض نمازوں کے بعد بارہ دفعہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اور بارہ دفعہ درود شریف کا ورد کیا جائے حضرت مولوی صاحب آخر زندگی تک اس پر عمل پیرا رہے۔ فرماتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میرا قلب دعا کے وقت اکثر بجلی کے قمقمے کی طرح اور کبھی گیس لیمپ کی طرح منور ہو جاتا ہے۔ اور کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میرا وجود سر سے پاؤں تک باطنی طور پر نورانی ہو گیا ہے۔

(حیات قدسی جلد 5 ص 129 ناشر حکیم محمد عبداللطیف شاہد لاہور 1957ء)

خاص لذت

حضرت مولانا غلام حسن صاحب فرماتے ہیں۔

نماز کا میں شروع سے پابند ہوں۔ بیعت کے بعد میں نماز میں خاص لذت محسوس کرنے لگا۔

(رفقائے احمد جلد 10 ص 118 از ملک صلاح الدین صاحب احمدیہ بک ڈپو ربوہ طبع اول 1961ء)

خدا کی رحمت کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔ (حضرت المصلح الموعود)

صرف نماز کی خاطر

حضرت میاں عبدالرحیم صاحب عرف پولا بیعت کے بعد حضرت مسیح موعود کے فیوض و برکات سے مستفید ہونے کے لئے فرصت کے دنوں میں فجر کی نماز کے لئے قادیان پہنچ جاتے اور دن بھر قادیان میں نمازیں ادا کرتے اور حضور کے کلمات طیبات سنتے عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد اپنے گاؤں کو روانہ ہو جاتے۔

(تاریخ احمدیت جلد 19 ص 626)

رقت کے لئے

حضرت منشی محمد جلال الدین صاحب بلانوی ضلع گجرات تین سو تیرہ رفقاء کی فہرست میں پہلے نمبر پر ہیں۔ ان میں رقت اور خشیت اللہ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی وہ اپنی پنجگانہ نمازوں میں زار و قطار رویا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آنسوؤں سے تمام داڑھی اور سینہ پر سے تمام کرتہ بھی بھیگ جایا کرتا تھا۔ اور بلاناغہ ہر نماز میں آپ کی ایسی حالت ہوا کرتی تھی ایک دفعہ گھر میں بیوی سے فرمانے لگے کہ آج مجھے رقت اور سرور حاصل نہیں ہو رہا لہٰذا میں قادیان جاتا ہوں۔ چنانچہ اسی وقت اپنی چھڑی ہاتھ میں لے کر قادیان پہنچ گئے اور ڈیڑھ ماہ وہاں قیام کیا۔

(غیر مطبوعہ مقالہ سیرت رفقاء ضلع گجرات ص 35 عبدالرزاق گجراتی۔ لائبریری جامعہ احمدیہ ربوہ)

کم لوگوں میں

حضور کے رفیق سیٹھ شیخ حسن صاحب یادگیری فرماتے ہیں کہ بیعت سے پہلے میں نہ قرآن سے آشنا تھا نہ نماز کا عادی۔ بیعت کے بعد نماز تہجد کا بھی عادی ہو گیا۔ اور نماز میں ذوق اور شوق حاصل ہوا۔

1945ء میں جب آپ حج کے لئے تشریف لے گئے تو آپ پر عجیب وارفتگی کا عالم تھا۔ ایک عرب نے کہا کہ میں نے ان جیسی نمازیں، دعائیں اور کار خیر کرتے ہوئے بہت کم لوگوں کو دیکھا ہے۔

(رفقائے احمد جلد اول ص 212، 251 ملک صلاح الدین صاحب قادیان طبع اول 1951ء

جائے نماز والا چوہدری

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال جوانی کے زمانے میں نماز کی پابندی کی وجہ سے کالج والوں میں لوٹے اور جائے نماز والا چوہدری کے نام سے مشہور تھے۔

(غیر مطبوعہ مقالہ از صفدر نذیر گولیکی ص 321 لائبریری جامعہ احمدیہ ربوہ)

اجازت مل گئی

حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب نماز کے معاملے میں کبھی لحاظ نہیں کرتے تھے بہت سختی سے نماز کے لئے کہتے تھے جلسہ کے ایام میں تمام مہمانوں کو نماز کے لئے جگاتے اور اپنے ساتھ بیت الذکر لے جاتے تمام نمازیں بیت الذکر میں ہی ادا فرماتے خواہ موسم بھی خراب ہو۔ فرماتے تھے کہ مرد کی نماز اللہ کے گھر میں ہی ٹھیک ہے۔

دل کی تکلیف اور ضعف کی وجہ سے ڈاکٹروں نے ظہر کی نماز گھر میں پڑھنے کی ہدایت کی تھی مگر آپ اس کی پابندی نہ کرتے اور چپ کر کے بیت الذکر پہنچ جاتے۔

آپ کے متعلق حمید احمد ظفر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

بیت الذکر کے صحن سے رونے کی آواز آئی اس طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ قاضی صاحب کھڑے عرض کر رہے تھے کہ

"اے میرے اللہ! اب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا مجھے بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت دیجئے پھر فرمایا "اچھا" گویا اجازت مل گئی پھر بیٹھ کر نماز ادا کی۔

(غیر مطبوعہ مقالہ سیرت قاضی محمد عبداللہ صاحب ص 176۔ 179 از لئیق احمد صاحب طاہر لائبریری جامعہ احمدیہ ربوہ مقالہ نمبر 922.52)

نصیحت

حضرت چوہدری غلام محمد صاحب چک 99 شمالی فرماتے ہیں۔

گو میری عادت شرمیلی تھی اور حضور سے کوئی بات پوچھنے کی جرات نہ ہوتی تھی مگر ایک دن حضور سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ہدایت یا نصیحت فرما دیں تو حضور نے فرمایا

نمازیں سنوار کر پڑھا کریں۔

اس وقت سے میں نماز لمبی پڑھتا ہوں اور سنوار کر پڑھتا ہوں آپ نمازوں کے بعد بھی بہت دیر تک تسبیح و تحمید میں مصروف رہتے۔

(غیر مطبوعہ مقالہ رفقاء ضلع سرگودھا۔ از افتخار احمد گوندل لائبریری جامعہ احمدیہ ص 154)

پہلی صف میں

حضرت منشی محمد اروڑا خان صاحب کپورتھلوی بیت مبارک میں پہلی صف کے شمالی گوشہ میں جہاں حضرت مسیح موعود نماز پڑھا کرتے تھے۔ پنجوقتہ نمازیں ادا کرتے تھے اور اس بات کو برداشت نہ کرتے کہ کوئی اور شخص اس جگہ کو روک لے۔

(غیر مطبوعہ مقالہ آسمان احمدیت کے درخشندہ ستارے از مقبول احمد ذبیح لائبریری جامعہ احمدیہ ص 80)

آخری نماز

حضرت ملک غلام فرید صاحب فرماتے ہیں۔

"میرے والد صاحب حضرت ملک نور الدین صاحب نماز باجماعت کے بہت پابند تھے میں نے خود تو کبھی بھی یہ نہیں دیکھا کہ میرے والد صاحب نے کسی نماز کے فرض گھر پر پڑھے ہوں لیکن میری والدہ صاحبہ کہتی تھیں کہ جس دن عصر کے وقت دل کی حرکت بند ہو جانے سے میرے والد صاحب کی وفات ہوئی صرف اس دن ظہر کی نماز والدہ صاحبہ کے اصرار پر انہوں نے گھر پر پڑھی۔

(رفقائے احمد جلد اول ص 201)

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر فرماتے ہیں۔

حضرت ملک غلام فرید صاحب احمدیہ ہوسٹل لاہور کی روح رواں تھے۔ نمازوں کی پابندی کرواتے تھے۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ صبح کی نماز میں کوئی طالب علم اگر نہیں اٹھا تو چارپائی اوپر اور سونے والا نیچے۔ پھر اگلے دن پاؤں کی آہٹ پاتے ہی ایسا خوابیدہ ہڑبڑا کر اٹھتا اور وضو کے لئے لوٹا تلاش کرتا نظر آتا۔

(الفضل 6 جنوری 68ء)

صرف ایک نماز

حضرت منشی محمد اسماعیل صاحب سیالکوٹی فرماتے تھے کہ مجھے صرف ایک نماز یاد ہے جو میں باجماعت نہیں پڑھ سکا وہ بھی بیت الذکر سے ضروری حاجت کے لئے واپس آنا پڑا تھا۔ آپ نماز خوب لمبی پڑھتے اور بچوں سے فرماتے معلوم نہیں تم اتنی جلدی کس طرح نماز پڑھ لیتے ہو۔

(رفقائے احمد جلد اول ص 196)

جب سے ہوش سنبھالا

حضرت مولوی فضل الٰہی صاحب بھیروی کا اکثر وقت عبادت میں گزرتا بغیر جماعت کے نماز ادا کرنا کمزوری ایمان سمجھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میں نے کوشش یہی کی ہے کہ نماز باجماعت ادا کروں اور سوائے بیماری اور سفر کے میں نے کبھی بغیر جماعت کے نماز ادا نہیں کی۔

(الفضل 6 ستمبر 57ء)

پاک تبدیلی

حضرت منشی محمد اسماعیل صاحب سیالکوٹی میں بیعت کے بعد جو پاک تبدیلی پیدا ہوئی وہ اس واقعہ سے ظاہر ہے۔

کہ بیعت سے پہلے ایک دفعہ آپ نے اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ غلام قادر نماز پڑھا کرو۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کو نماز پڑھ کر کیا مل گیا جو مجھے تلقین کرتے ہو۔ آپ نے بھی دل میں خیال کیا کہ بھائی سچ کہتا ہے مجھے بھی کچھ نہیں ملا اس لئے چپ ہو رہے بلکہ بعد میں نماز خود بھی ترک کر دی۔

جب آپ نے بیعت کر لی تو کچھ عرصہ بعد پھر کہا بھائی غلام قادر نماز پڑھا کرو انہوں نے جواب دیا کہ اب پڑھا کروں گا کیونکہ اب میں محسوس کرتا ہوں کہ آپ کو کچھ مل گیا ہے۔

بالآخر حضرت منشی صاحب کے پاک انقلاب سے متاثر ہو کر آپ کے بھائی نے بھی بیعت کر لی اور نہ صرف نمازیں بلکہ تہجد بھی پڑھنے لگے۔

(رفقائے احمد جلد اول 181 ص 204)

پاک محبت

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب کو بیعت کی توفیق فروری 1892ء میں ملی آپ اس کا واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ

قبول احمدیت سے قبل مجھے نمازوں کی باقاعدہ ادائیگی کی طرف کوئی توجہ نہ تھی۔ حضور جب 1892ء میں لاہور تشریف لائے تو حضور کو پہلی دفعہ دیکھنے اور سننے کا موقع ملا۔ وہاں ایک دن حضور کی قیام گاہ پر پہنچا تو دو رکعت نماز ادا کی جس میں ایسا خشوع و خضوع اور حضور قلب میسر آیا کہ پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ طبیعت میں بے حد رقت تھی اور آنکھوں میں آنسو۔ اور دل بیعت کرنے کے لئے تڑپنے لگا اور حضور سے بیعت قبول کرنے کی درخواست کی جو حضور نے قبول فرمائی۔ پھر قادیان جا کر حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی محبت میں رہنے کا موقع ملا جس نے مجھ پر انقلابی اثر ڈالا۔ یہ حالت دیکھ کر میرے والد صاحب حضرت مرزا نیاز بیگ صاحب پر گہرا اثر پڑا۔ انہوں نے ایک دوست سے ذکر کیا کہ

میں گھنٹوں سوچ میں پڑا رہتا تھا کہ میں نے بچوں پر اتنا روپیہ صرف کیا اور تعلیم دلائی مگر ان کی دینی حالت مایوس کن ہے نماز اور قرآن سے کوئی رغبت نہیں۔ مگر جب میرے بچے (مرزا ایوب بیگ صاحب اور مرزا یعقوب بیگ صاحب) 1892ء اور 1893ء کی تعطیلات میں گھر آئے تو ان میں عجیب تغیر دیکھا کہ نماز سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ دین سے بے رغبتی کافور ہو گئی ہے اور نماز پنجگانہ کا سلسلہ جاری ہو گیا اور دوسرے طلباء کا جو وقت کھیل کود میں صرف ہوتا تھا یہ نماز اور قرآنی خوانی میں صرف کرتے ہیں۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ والد صاحب نے جب اصل حالات کا جائزہ لیا کہ یہ سب تبدیلی حضرت مسیح موعود کی وجہ سے ہے تو انہوں نے بھی بیعت کر لی۔

(رفقائے احمد جلد اول ص 77، 78)

چلنے میں مشکل

حضرت میر ناصر نواب صاحب نماز باجماعت کے اس قدر پابند تھے کہ آخری عمر میں جبکہ چلنا بھی مشکل ہو گیا تھا نماز باجماعت پڑھتے تھے اور

خدا تعالیٰ کی راہ میں استقامت اور عجز کے ساتھ قدم اٹھاؤ۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الاول)

اس میں ناغہ نہ کرتے تھے۔
(حیات ناصر ص 124 از شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی سلیم پریس لاہور دسمبر 27ء)

اصرار سے روکا

حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب کا دل گویا ہر وقت بیت الذکر میں اٹکا رہتا تھا۔ آخری ایام میں جبکہ ڈاکٹروں نے انہیں چلنے پھرنے سے منع کر دیا تھا وہ پھر بھی داؤ لگا کر بیت الذکر میں پہنچ جاتے تھے۔ حتیٰ کہ انہیں بزرگوں نے اصرار کے ساتھ روکا کہ نفس کا بھی انسان پر حق ہوتا ہے۔
(تاریخ احمدیت جلد 19 ص 580)

رونق

رفقاء پنج وقتہ نمازوں میں اتنے باقاعدہ تھے کہ اپنی قریب ترین بیوت الذکر کی رونق کہلاتے تھے مثلاً محلہ دارالفضل قادیان کی رونق ایک زمانہ میں حضرت ملک مولا بخش صاحب حضرت مولوی غلام حسین صاحب، حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری اور حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب سے تھی۔ یہ سب نماز کے انتہائی پابند تھے۔
(رفقائے احمد جلد اول ص 166)

کیا وجہ ہے؟

حضرت منشی امام الدین صاحب ہمیشہ نماز باجماعت ادا کرتے پہلی صف میں امام کے قریب بیٹھا کرتے اور اس قدر باقاعدگی کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرتے کہ اگر کسی نماز میں بوجہ مجبوری نہ آسکتے تو تمام دوست پوچھنے لگتے کہ آج منشی صاحب نہیں آئے کیا وجہ ہے؟
(رفقائے احمد جلد اول ص 103)

پیدل چل کر

حضرت میاں امام دین صاحب پٹواری اور ان کی بیوی دونوں کا طریق تھا کہ جمعہ کی خاطر بلاناغہ قلعہ روشن سنگھ ضلع گورداسپور سے قادیان پہنچتے جو بٹالہ سے چار میل آگے ہے۔ جمعہ کو صبح پیدل چل کر قادیان آتے اور جمعہ کے بعد پیدل واپس جاتے سخت سردی یا گرمی کی کوئی پروانہ کرتے۔ قادیان ہجرت کر کے آنے تک دونوں کا یہی طریق رہا۔
(رفقائے احمد جلد اول ص 103)

قادیان میں

حضرت منشی زین العابدین صاحب جمعہ اور عیدین قادیان میں ادا کرتے تھے۔ سردی ہو گرمی ہو بارش یا آندھی آپ کے اس معمول میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔
(رفقائے احمد جلد 13 ص 102 ملک صلاح الدین صاحب احمدیہ بک ڈپو ربوہ طبع اول 1967ء)

حضرت شیخ برکت علی صاحب اور ان کی اہلیہ حضرت اللہ رکھی صاحبہ بالعموم اپنے گاؤں نواں پنڈ سے آکر جمعہ کی نماز قادیان پڑھتے تھے۔
(رفقائے احمد جلد 13 ص 91 ملک صلاح الدین احمدیہ بک ڈپو ربوہ طبع اول 1967ء)

حضرت مسیح موعود کا یہ ارشاد کتنا حقیقت انگیز ہے:

میں دیکھتا ہوں کہ لوگ بیعت کے بعد معاً ایک پاک تبدیلی اپنے چال چلن میں دکھلاتے ہیں۔ وہ نماز کے پابند ہوتے ہیں اور منہیات سے پرہیز کرتے ہیں اور دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیتے ہیں۔
(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 ص 601)

اپنی تمام صلاحیتوں کو اللہ کے لئے خالص کر لیں۔ اس کے نتیجے میں عبادت خالص ہو گی۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

علم و عرفان کے وہ چشمے جنہیں حضرت مسیح موعود نے دوبارہ جاری فرمایا

ہستی باری تعالیٰ پر اہم جماعتی لٹریچر کا تعارف

صفات و دلائل ہستی باری تعالیٰ' ذکر الٰہی' خدا تعالیٰ کو ماننے کے فوائد اور دہریوں کے اعتراضات کے جواب

مرتبہ: مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب

ہستی باری تعالیٰ کے موضوع کو احاطہ تحریر میں لانا دنیا کے سمندروں کو ایک چھوٹے سے کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے۔ صفات باری تعالیٰ کو ہی لیجئے' نسل انسانی ان کا ذکر شروع کرے تو اگر سمندر سیاہی بن جائیں اور دنیا کے تمام درختوں کی لکڑی قلم کی شکل اختیار کرلے تو ہر دو اشیاء ختم ہو کے رہ جائیں گی لیکن ہمارے خالق و مالک خدا تعالیٰ کی صفات حسنہ کا تذکرہ تمام نہیں ہوگا۔ یہ ناممکن ہے کہ ہم خدائے واحد و یگانہ کی ہستی کا مکمل تعارف کرا سکیں۔ جماعت احمدیہ کے لٹریچر پر اگر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو ہمیں ہستی باری تعالیٰ کے تقریباً تمام موضوعات اور جہات پر کتب و تقاریر اور مضامین ملتے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی ہستی کے سامنے گو ایک محدود سی کاوش ہے۔ لیکن اگر ہم اس لٹریچر کا مکمل مطالعہ کریں تو ہمیں علم و عرفان کے سمندر سے بہت کچھ حاصل ہوگا۔ سر دست جماعتی لٹریچر کا مختصر سا جائزہ پیش خدمت ہے۔

کتب حضرت مسیح موعود

ہستی باری تعالیٰ کے متعلق حضرت مسیح موعود کی جن کتب میں خصوصیت سے مضامین ملتے ہیں ان میں براہین احمدیہ' سرمہ چشم آریہ' شحنہ حق' توضیح مرام' ازالہ اوہام' آسمانی فیصلہ' آئینہ کمالات اسلام' برکات الدعا' حجۃ الاسلام' تحفہ بغداد' کرامات الصادقین' شہادت القرآن' منن الرحمان' ست بچن' آریہ دھرم' نور القرآن حصہ دوم' اسلامی اصول کی فلاسفی' انجام آتھم' سراج منیر' کتاب البریہ' ضرورت الامام' راز حقیقت' کشف الغطاء' ایام الصلح' تریاق القلوب' کشتی نوح' نسیم دعوت' چشمہ مسیحی' ایام الصلح' پیغام صلح' نزول المسیح' حقیقۃ الوحی' چشمہ معرفت اور ملفوظات وغیرہ شامل ہیں۔ نیز اس موضوع پر آپ کے عربی' اردو اور فارسی منظوم کلام میں بھی کافی مواد ملتا ہے۔

کتب حضرت خلیفۃ المسیح الاول

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے درس ہائے قرآن' تصانیف اور خطبات سے مرتبہ تفسیری نکات کا مجموعہ "حقائق الفرقان" کے نام سے چار جلدوں میں شائع شدہ ہے۔ ان چاروں جلدوں میں خدا تعالیٰ کی ہستی' اس کی ذات و صفات اور اسماء وغیرہ پر مضامین ملتے ہیں۔

کتب حضرت مصلح موعود

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ہستی باری تعالیٰ اور اس موضوع کے دیگر پہلوؤں پر بعض تصانیف (جن کا ذکر اس مضمون میں کر دیا گیا ہے) کے علاوہ آپ کے خطبات' تقاریر اور بے شمار مضامین بھی موجود ہیں۔ نیز آپ نے اپنی تفسیر قرآن "تفسیر کبیر" میں بھی اس موضوع پر ہر پہلو سے بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

چشمہ توحید

صفحات: 15

ناشر: فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ یہ کتاب انوار العلوم کی پہلی جلد کی پہلی کتاب ہے

خلاصہ مضمون

یہ کتاب حضرت مصلح موعود... کے ایک خطاب فرمودہ جلسہ سالانہ دسمبر 1906ء پر مشتمل ہے۔

اس خطاب میں آپ نے شرک کی اقسام اور ان سے اجتناب کے طریق بیان فرمائے ہیں۔ شرک جلی اور خفی کی حقیقت بھی بیان فرمائی ہے۔

اس کے بعد سورہ لقمان کے دوسرے رکوع کی نہایت لطیف تفسیر بیان فرمائی ہے اور کفر و شرک کے نتائج کا ذکر کیا ہے۔

دلائل ہستی باری تعالیٰ

سن اشاعت:۔ مارچ 1913ء

خلاصہ مضمون

اس مضمون میں حضور نے دہریوں کے اعتراض کہ اگر خدا ہے تو دکھایا جائے بغیر دیکھے ہم کیونکر مان لیں کا دس دلائل سے جواب دیا ہے۔

دلیل اول۔ تمام مذاہب میں مختلف رنگ میں خدا تعالیٰ کا تصور موجود ہونا اس کی ہستی کی دلیل ہے۔

دلیل دوم۔ ہر قوم و مذہب میں پائے جانے والے برگزیدہ راست بازوں کی گواہی بھی ہستی باری تعالیٰ کی دلیل ہے۔

دلیل سوم۔ فطرت انسانی کی گواہی

دلیل چہارم۔ ہر فعل کا کوئی نہ کوئی فاعل ہونا۔

دلیل پنجم۔ نظام کائنات کا تناسب۔

دلیل ششم۔ اللہ کے منکروں کی ناکامی

دلیل ہفتم۔ ایمان لانے والوں کی کامیابی

دلیل ہشتم۔ دعاؤں کا قبول ہونا

دلیل نہم۔ غیب کی خبریں اور پیشگوئیاں

دلیل دہم۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کو پانے کی کوشش کرتے ہیں خدا تعالیٰ کا ان کی راہنمائی کرنا اور مختلف رنگ میں ان پر جلوے ظاہر کرنا وغیرہ سبھی مذکورہ بالا باتیں ہستی باری تعالیٰ کی دلیل ہیں۔

ذکر الٰہی

سن اشاعت: 16 جولائی 1917ء

ناشر: محمد فخر الدین احمدی ملتانی۔ مالک احمدیہ بک ایجنسی قادیان

مطبع: یونین سٹیم پریس لاہور

صفحات: 145

قیمت: دس آنہ

خلاصہ مضمون

حضور کی یہ تقریر 1916ء کے جلسہ سالانہ کی ہے جو 28 دسمبر کو حضور نے ارشاد فرمائی تھی۔ اس مضمون میں حضور نے ذکر الٰہی سے کیا مراد ہے' اس کی ضرورت' قسمیں اور فوائد پر روشنی ڈالی ہے۔

ذکر کی چار اقسام میں بتایا کہ پہلا ذکر نماز ہے' دوسرا قرآن کریم کا پڑھنا' تیسرا صفات باری تعالیٰ کا تکرار اور اقرار کرنا نیز ان کی تشریح و توضیح اپنی زبان سے بیان کرنا' چوتھا صفات الٰہیہ کا علیحدگی میں ورد کرنا اور لوگوں میں بھی ان کا اظہار کرنا وغیرہ شامل ہے۔ نماز تہجد کی اہمیت بیان فرما کر اس کی ادائیگی کی تاکید فرمائی۔

پھر نماز میں توجہ قائم رکھنے کے لئے بائیس طریق بتائے اور آخر میں ذکر الٰہی کے بارہ عظیم الشان فوائد بیان فرمائے ہیں۔

محبت الٰہی

سن اشاعت: (بار دوم) اگست 1924ء

مطبع: وزیر ہند پریس امرتسر

صفحات: 63

قیمت: چھ آنہ

خلاصہ مضمون

محبت الٰہی کے موضوع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی... کی یہ تحریر مارچ 1907ء کی ہے جو تشحیذ الاذہان جلد 2 میں شائع ہوئی تھی۔

اس مضمون میں آپ نے محبت کی تعریف بیان فرما کر یہ لکھا ہے کہ انسان کو خدا تعالیٰ نے اپنی

ہر ایک چیز جس کو انسان خدا کے لئے قربان نہیں کر سکتا اس کو وہ خدا کا شریک بناتا ہے۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

محبت کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ ہر آن خدا تعالیٰ کی محبت میں سرشار رہے۔

پھر محبت الٰہی کے فوائد بیان فرمائے کہ اس کے نتیجہ میں انسان گناہوں سے بچتا ہے اور اسے روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ خدا شناسی کی سعادت بھی ملتی ہے۔

اس کے بعد دیگر مذاہب مثلاً یہودیت، عیسائیت، ہندومت اور آریہ مذہب میں خدا تعالیٰ کے بارے میں جو تصور اور عقیدہ ہے اسے بیان فرمایا ہے۔ نیز بتایا ہے کہ دین حق میں ہی خدا تعالیٰ کا تصور بہترین رنگ میں پیش کیا گیا ہے کہ وہ زندہ خدا ہے اور آج بھی وہ انسانوں کی پہلے کی طرح راہنمائی کرتا ہے۔

ہستی باری تعالیٰ

سن اشاعت: بار اول دسمبر 1925ء
طابع وناشر: بکڈپو تالیف واشاعت قادیان

خلاصہ مضمون

حضرت مصلح موعود.... نے یہ تقریر 1921ء کے جلسہ سالانہ پر فرمائی تھی۔

پہلے تو اس مضمون کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کے انکار کی وجہ اور خدا تعالیٰ کے ماننے کا فائدہ بیان فرمایا۔ اقوام دنیا میں خدا تعالیٰ کا خیال کس طرح کا ہے اور یہ کیونکر پیدا ہوا۔

دہریوں کے اعتراض کے جواب میں ہستی باری تعالیٰ کے آٹھ زبردست دلائل پیش فرمائے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کی بعض صفات سے اس کی ہستی کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ اور صفات الٰہیہ کی اقسام بیان فرمائی ہیں۔ دیگر مذاہب کے بالمقابل دین حق میں خدا تعالیٰ کے متعلق تعلیم کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

پھر شرک کی تعریف، اس کی اقسام اور اس کے نقصان کو بیان فرمایا ہے۔ صفات الٰہیہ پر اعتراضات اور ان کا جواب بھی دیا ہے۔ خدا کی قدرت پر اعتراض اور اس کا جواب، زمین و آسمان کتنے عرصہ میں بنے، صفات الٰہیہ پر بحث، کیا خدا سے تعلق ہو سکتا ہے؟

مسئلہ رویت الٰہی پر بحث، صفات الٰہیہ کے علم سے فائدہ، انسان دنیا میں خدا سے کیا کچھ حاصل کر سکتا ہے، دعا کے لئے مناسب صفت کس طرح منتخب کی جائے اور خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا رستہ کونسا ہے جیسے اہم پہلوؤں پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔ اور آخر میں بعض الٰہی صفات مثلاً صفت ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت، مالکیت کے نہایت شاندار جلوؤں کا ذکر فرمایا ہے۔

اس کتاب کی تلخیص اس شمارہ میں پیش کی جارہی ہے

ربوبیت باری تعالیٰ کائنات کی ہر چیز پر محیط ہے

فرمودہ: 9۔ اکتوبر 1917ء بمقام پٹیالہ

اہم عناوین

خدا کی عنایتیں اس کی ہستی کا ثبوت ہیں۔ خدا کی ذات، خدا کی ربوبیت، خدا کی ربوبیت کا یقین گناہوں سے دور کر دیتا ہے۔ خدا کیونکر رب العالمین ہے۔ روح کی ربوبیت کے سامان، خدا کا اپنے بندوں سے کلام کرنا۔ دین حق میں خدا کی ربوبیت کا ثبوت۔ ربوبیت سے فائدہ اٹھانا انسانوں کا کام ہے، جو آنکھیں بند کر لے وہ سورج کی روشنی سے محروم رہے گا۔ آخر میں مذہب سے متعلق غور و فکر سے کام لینے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔

"عرفان الٰہی"

فرمودہ: 16 مارچ 1919ء برموقعہ جلسہ سالانہ قادیان
طابع و ناشر: سید عبدالحی شاہ صاحب نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
صفحات: 75

خلاصہ مضمون

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس تقریر کے تعارف میں فرماتے ہیں:۔

"آپ نے نہایت سادہ اور سلیس زبان میں عرفان الٰہی کے مضمون کو بیان کرنا شروع کیا۔ پہلے مضمون کا تعارف کرایا۔ عرفان الٰہی کے معانی سمجھائے۔ علم و عرفان کی اصطلاحوں میں فرق کر کے دکھایا۔ یہ بتایا کہ خدا تعالیٰ علیم تو ہے عارف نہیں بلکہ خدا کے متعلق عرفان کا لفظ اطلاق پا ہی نہیں سکتا۔ عرفان کے لئے ضروری ہے کہ ایسی چیز کی جستجو کی جائے جس کا پہلے علم نہ ہو اور انسان حقیقت کی تلاش میں باطن کی طرف حرکت کرے.... غرضیکہ مختلف رنگوں میں اس مضمون کو پھیر پھیر کر بیان فرمایا اور حاضرین پر یہ حقیقت بڑے خوبصورت انداز میں واضح فرمائی کہ کسی قطب یا غوث یا ولی کی ایک نظر سے ایک ہی لحہ میں کبھی عرفان الٰہی نصیب نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ نے یہ امر ذہن نشین کرایا کہ عرفان الٰہی مسلسل محنت، جستجو اور کوشش کے ذریعہ ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ جس کے ساتھ دعا بھی انتہائی ضروری ہے"۔

(سوانح فضل عمر جلد دوم ص 235، 236)

(انسان دعا کرے، کوشش کرے، صحیح طریق سے کوشش کرے) عرفان الٰہی کا تعلق قلب سے ہے زبان سے نہیں۔ صفات الٰہی کے حصول کا طریق اور علم۔ ارتکاب گناہ کی تین صورتیں۔ عرفان الٰہی حاصل کرنے کا پہلا طریق 'توبہ' توبہ کی سات شرائط۔ دوسرا طریق خیالات کی پاکیزگی، تیسرا طریق نفس کا مقابلہ۔ تزکیہ نفس کے گیارہ طریق بیان کئے گئے ہیں۔

اعمال حسنہ کی چار اقسام آخر میں عرفان الٰہی کی دو علامات بیرونی اور اندرونی کا ذکر کیا گیا ہے۔

تقدیر الٰہی

فرمودہ: 28۔29 دسمبر 1919ء برموقعہ جلسہ سالانہ قادیان
طابع و ناشر: سید عبدالحی ایم۔اے نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
صفحات: 136

خلاصہ مضمون

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس خطاب کے متعلق فرماتے ہیں:

"حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا اس موضوع پر ایک ایسے جلسہ عام سے خطاب فرمانا جہاں تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ ذہین اور بلید ہر قسم کے لوگ جمع تھے یقیناً کوئی معمولی کام نہ تھا آپ نے جس عمدگی سے اس مضمون کو ادا کیا بلاشبہ وہ آپ ہی کا حق تھا۔ یہ تقریر کیا تھا علم کلام کا ایک شاہکار تھا.... مسئلہ قضاء و قدر کی اہمیت اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات بیان کرنے کے بعد آپ نے اس موضوع پر اظہار خیال فرمایا کہ مسئلہ تقدیر پر ایمان اور وجود باری تعالیٰ پر ایمان لازم و ملزوم ہیں۔ اس کے بعد آپ نے قضاء و قدر کے متنازعہ فیہ نظریات پر بحث فرما کر آنحضور ﷺ کے بعض ارشادات میں تطبیق فرمائی اور اس کے بعد مسئلہ تقدیر کے نہ سمجھنے کے نتیجہ میں انسان کو جو بڑی بڑی ٹھوکریں لگی ہیں ان کا ذکر فرمایا.... پھر وحدت الوجود کے عقیدے کی غلطیاں ظاہر کرتے ہوئے چھ قرآنی آیات سے نہایت لطیف اور ٹھوس دلائل پیش کر کے اس عقیدہ کا رد فرمایا۔ بعد ازاں اس کی دوسری انتہاء کو بھی غلط ثابت فرمایا اور اس خیال کی بدلائل تردید کی کہ خدا گویا کچھ نہیں کر سکتا اور جو کچھ بھی ہے وہ تدبیر ہی ہے۔ علم الٰہی اور تقدیر الٰہی کو خلط ملط کرنے کے نتیجہ میں انسانی فکر نے جو ٹھوکریں کھائی ہیں اس کا نہایت عمدہ تجزیہ کر کے اس مسئلہ کو خوب نکھارا....

"یہ تقدیر الٰہی کے مسئلہ پر ہر پہلو سے بحث کرتی ہے اور مختلف قدیم و جدید اعتراضات کے جوابات بھی اس میں دیئے گئے ہیں۔ تقدیر کے ذکر میں آپ نے سات روحانی مقامات کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ جو تقدیر الٰہی کے مسئلہ کو صحیح معنوں میں سمجھ کر اس کے تقاضے پورے کرنے کے نتیجہ میں انسان کو مل سکتے ہیں۔ گویا کہ روحانی ترقیات کے سات آسمان ہیں جن کی رفعتوں پر سب سے اوپر ہمیں آنحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جلوہ گر نظر آتے ہیں۔"

(سوانح فضل عمر جلد دوم ص 245۔246، 250)

تعلق باللہ

فرمودہ: 28 دسمبر 1952ء برموقعہ جلسہ سالانہ ربوہ
مطبع: لاہور آرٹ پریس
صفحات: 124

خلاصہ مضمون

تعلق باللہ کے موضوع پر تصوف اسلامی کے بہت سے باریک اور ضروری مسائل پر آسان اور دلنشین پیرایہ میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ انسان کی پیدائش کی غرض تعلق باللہ بیان فرمائی گئی ہے۔ پھر محبت کے مختلف درجات، اس کی دو قسمیں کسبی اور وہبی کا ذکر کیا گیا ہے۔ پھر ایسے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جن سے خدا تعالیٰ محبت نہیں کرتا ان کی تعداد دس بیان فرمائی گئی ہے جن میں مختال، معتد، خوان، اثیم، فرح، مفسد، ناشکرا، فخور، مسرف، ظالم وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے بعد ایسے دس ذرائع کا ذکر کیا گیا ہے جن سے انسان محبوبان الٰہی کے پاک گروہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کر سکتا ہے ان میں صفات الٰہیہ کا ورد، صفات الٰہیہ پر تدبر، خدمت خلق، گناہ پر ندامت، ضرورت دعا کا احساس، تدبیر کامل اور توکل کامل، انصاف پروری، تقویٰ، صفات الٰہیہ کی عکاسی اور محبت الٰہی کے لئے دعا شامل ہیں۔

کتب مصنّفین سلسلہ

ہمارا خدا

مصنف:۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے
سن اشاعت: پہلا اور دوسرا ایڈیشن بالترتیب دسمبر 1927ء اور دسمبر 1946ء میں قادیان سے شائع ہوا تیسرا ایڈیشن 1955ء میں ربوہ سے شائع ہوا۔
صفحات: 259

خاص مضامین

ہستی باری تعالیٰ کے متعلق چند تصریحات کہ اگر خدا ہے تو وہ نظر کیوں نہیں آتا، خدا کے متعلق تحقیق کیوں کی جائے، خدا کے متعلق

ایسی مالی قربانی پیش کریں جس کے نتیجہ میں آپ خدا کے پیارے بنتے چلے جائیں۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ)

تحقیق کا طریق، تحقیق کے میدان میں نیت کا دخل، ایمان باللہ کے دو درجے۔ ایک اپنی عقل سے انسان حاصل کرتا ہے دوسرے میں عقل کی امداد کے واسطے آسمان سے بعض اور چیزوں کا نزول ہوتا ہے۔

ہستی باری تعالیٰ کے متعلق عقلی دلائل، مغربی محققین اور خدا کا عقیدہ، یقین کے تین درجے علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین،

ایمان باللہ کے عظیم الشان فائدے یعنی وحدت اور اخوت کا پیدا ہونا، بدی کے ارتکاب سے محفوظ رہنا، نیکی کی طرف رغبت پیدا ہونا، حقائق الاشیاء کی تحقیق میں مددگار ثابت ہونا، اطمینان قلب کا حاصل ہونا، اخلاقی قدروں کا فروغ پانا وغیرہ آخر میں دہریت کے دلائل کی اختصار کے ساتھ تردید کی گئی ہے۔

دلائل ہستی باری تعالیٰ

مصنف: حضرت سید میر محمد اسحاق صاحب
مطبع: فیض اللہ پرنٹنگ پریس قادیان
صفحات: 24
قیمت: تین آنہ

خلاصہ مضمون

اس رسالہ میں وجود باری تعالیٰ پر دہریوں کے جملہ اعتراضات کا معقولی طریق پر نہایت عمدہ رد کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی ہستی پر چودہ زبردست دلائل دیئے گئے ہیں۔ مثلاً فطرت کی گواہی، دنیا کے صادقوں اور راستبازوں کی گواہی، دعاؤں کی قبولیت، ماموروں کی کامیابی اور منکروں کی تباہی، نبیوں اور رسولوں پر غیب کی خبروں کا منکشف ہونا، بیت اللہ کا آباد رہنا، قرآن کریم کا بے مثل ہونا، صفات الٰہیہ کا ظہور، اشیاء کا مرکب ہونا، ہر چیز کا اپنے دائرہ کار میں رہنا اور حرکت کرنا، ہر فعل کا فاعل ہونا، کسی ترجیح کا کوئی مرجح ہونا، ہر حادث کا محدث ہونا اور ہر مصنوع کا کوئی صانع ہونا یہ سب ہستی باری تعالیٰ کے دلائل اس رسالہ میں بیان کئے گئے ہیں۔

الاسماء الحسنیٰ

مصنف: حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی
مطبع: انوار احمدیہ مطبع کارخانہ اخبار "الحکم" قادیان
صفحات: 103
سن اشاعت: 4 مارچ 1907ء
قیمت: پانچ آنہ

اہم عناوین

صفات الٰہی جاننے کی ضرورت، اسماء الٰہی کی تقسیم وہ اسماء جو اللہ تعالیٰ کے حسن کامل کو ظاہر کرتے ہیں، اجمالی طور پر اسماء الٰہی کا بیان، (اس میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء کے معنی اور مفہوم بیان فرمایا گیا ہے) ننانوے اسماء الٰہی کے علاوہ جو اسماء ہیں ان کا ذکر، اسماء الٰہیہ کی تفصیلی تقسیم، ان اسماء الٰہی کا ذکر جو احادیث نبویہ میں آئے ہیں اور ان اسماء الٰہی کا ذکر کیا گیا ہے جو حضرت مسیح موعود پر نازل ہوئے۔

چشمہ توحید

افاضات: حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب
مرتبہ: مولوی مبشر احمد صاحب راجیکی
سن اشاعت: 1973ء
صفحات: 208

مضامین کے عناوین

مذہب کی ضرورت، مذہب اور عقل، مذہب اور امن، دین حق اور اخلاق فاضلہ، اوامر و نواہی، ابتلاؤں کی حقیقت، انسانی پیدائش غیر متناہی ترقیات کے لئے، توکل کی اہمیت، دین حق اور وصال الٰہی، دین حق اور عالم آخرت، دین حق کے فضائل و ثمرات۔

توحید الٰہی اور دین حق، توحید الٰہی کے دلائل، (آٹھ دلائل سے توحید الٰہی ثابت کی گئی ہے) شرک کے نقصانات، دہریت کے رد میں بعض دلائل، بعض شبہات کا ازالہ، معرفت الٰہیہ کے مدارج، حصول معرفت کے طریق، معرفت الٰہیہ اور سورہ فاتحہ اس کے علاوہ توحید اور مسیحیت، توحید اور ویدک دھرم کی تعلیم کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

مغفرت الٰہی کے نظارے

تصنیف: حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب

یہ مختصر کتابچہ حضرت میر صاحب کی وجدانی کیفیات کا شاہکار ہے انہوں نے قرآن و حدیث میں بیان کردہ اللہ تعالیٰ کی بخشش کے واقعات کو تصور کی آنکھ سے دیکھا اور اس کا انتہائی دلآویز نقشہ کھینچا ہے۔ یہ پورا کتابچہ الفضل کے اس شمارہ کی زینت ہے۔

صفات باری تعالیٰ

مصنف: حضرت مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ
طبع: اول
پریس: محمد محسن لاہور آرٹ پریس 15 نیو انار کلی لاہور
صفحات: 330

خلاصہ مضامین

کتاب کی ابتدا صفات باری تعالیٰ کے متعلق کچھ تمہیدی کلمات سے کی گئی ہے۔ اس کے بعد صفات الٰہیہ کی تعداد اور تفصیل بیان کی گئی ہے۔ ترمذی ابواب الدعوات کے حوالے سے ایک حدیث درج فرمائی گئی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء الحسنیٰ بیان ہوئے ہیں۔ قرآن کریم اور حدیثوں میں مذکور اسماء الٰہی کی کل تعداد اڑھائی صد کے قریب ہے۔ اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ کی ذات محدود نہیں اسی طرح صفات بھی غیر محدود ہیں۔ اس کے بعد یہ بات بیان فرمائی گئی ہے کہ صفات الٰہی میں ایک لمحہ کے لئے بھی تعطل واقعہ نہیں ہوتا جیساکہ سورہ بقرہ آیت 256 میں اس طرف واضح اشارہ کیا گیا ہے کہ اس کو اونگھ یا نیند نہیں آتی۔

وہ لوگ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اب کلام نہیں کرتا اس آیت میں ان کے عقیدہ کا رد کیا گیا ہے۔ اس عقیدہ کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ کی صفت تکلم معطل ہو چکی ہے۔ جو نہایت خطرناک بات ہے۔ ان تصریحات کے بعد اللہ تعالیٰ کی 126 صفات کو بالترتیب درج فرما کر ان کی لغوی وضاحت معنی اور مفہوم کے ساتھ ساتھ قرآنی آیات' حضرت مسیح موعود کے ارشادات کے علاوہ دیگر حوالہ جات سے مزین کر کے نہایت محنت اور مہارت سے ان کی تشریح کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا اسلامی تصور

مصنف: مولانا دوست محمد شاہد مورخ احمدیت
ناشر: احمد اکیڈمی ربوہ
طبع اول: مارچ 1983ء
مطبوعہ: لاہور آرٹ پریس 15 نیو انارکلی لاہور
صفحات: 117

اہم عناوین

سالکوں کے شہنشاہ' خالق کائنات تک پہنچانے کی خوشخبری' ہستی باری تعالیٰ پر دلائل' عرب کے بدو کا واقعہ' چرخہ کاتنے والی بڑھیا کی دلیل' حضرت امام شافعیؒ کا ایک دہریہ کو شہتوت کے درخت کی مثال سے جواب' حضرت امام ابو حنیفہؒ کا ایک ملحد کو ایک کشتی کی مثال سے جواب' امام احمد بن حنبلؒ کا انڈے کی بناوٹ سے استدلال' امریکی سائنسدانوں کی پیش کردہ مثال کہ لغت کی کتاب کسی چھاپہ خانہ کے اتفاقی دھماکے کے نتیجہ میں خود بخود نہیں چھپ جاتی تو زندگی کا آغاز محض کسی اتفاقی حادثہ کے نتیجہ میں کیونکر ہو سکتا ہے۔

سورہ اخلاص' توحید اسلامی کا چارٹر' دوسرے مذاہب کے باطل نظریات' صفات باری تعالیٰ کا اسلامی تصور' عرش کی اصطلاح اس کا مطلب' مغربی مفکرین کے اس پر اعتراضات' صفات باری غیر محدود ہیں' آنحضرت ﷺ کی راہ نمائی اور دعائیں' صفات الٰہیہ کی جلوہ گری دو رنگ میں (صفات تنزیہی اور صفات تشبیہی)

صفات الٰہیہ کا لطیف خلاصہ سورہ فاتحہ میں' ام الصفات کی تشریح حدیث قدسی میں اور عہد نبویؐ میں ان کا ظہور' ضرورت الہام اس کی حقانیت' نزول الہام روحانی تجربات و مشاہدات کی روشنی میں' منکرین الہام کو دعوت مقابلہ جیسے دلچسپ' معلومات افزا حوالوں سے یہ رسالہ مزین ہے۔

مذہب اور سائنس

نام کتاب: مذہب اور سائنس (حصہ اول)
مصنف: خلیفہ صلاح الدین احمد
سن اشاعت: نومبر 1940ء
مطبع: ضیاء الاسلام پریس قادیان
صفحات: 103

خلاصہ مضمون

مصنف کے اپنے الفاظ میں اس کتاب کا خلاصہ درج ذیل ہے فرماتے ہیں۔

"مذہب اور سائنس حصہ اول جس میں حضرت مسیح موعود امام آخرالزمان کی تعلیم کی روشنی میں دور حاضر کے سائنس دانوں اور فلاسفروں کے ہستی باری تعالیٰ عزاسمہ پر اعتراضات اور مذہب کے خلاف ان کے نظریوں کا عقلی دلائل اور سائنٹیفک مشاہدات و مظہرات سے جواب دیا گیا ہے۔ اور وجود باری تعالیٰ عزاسمہ کے متعلق قطعی اور یقینی ثبوت بہم پہنچائے گئے ہیں۔"

فہرست دیگر لٹریچر

خدا تعالیٰ کی ذات و صفات اور اس کی ہستی کے متعلق جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں بعض اور کتب کا بھی تذکرہ ملتا ہے ان میں سے بعض درج ذیل ہے

(1) ایک اعلیٰ ہستی
(2) ذات باری
(3) ہستی مطلق
(4) صفات باری (یہ چار کتب حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کی تصنیف ہیں)
(5) صفات اربعہ (مصنفہ سیٹھ خیرالدین صاحب)
(6) صبغۃ اللہ (مصنفہ حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب قادیانی)
(7) ثبوت باری تعالیٰ (مصنفہ صوفی غلام محمد صاحب)
(8) معرفت الٰہی کے وسائل (مصنفہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب)
(9) ذکر باری تعالیٰ (از محترم شیخ سمیع اللہ شاکر صاحب عرائض نویس لائلپور

سنو اب وقتِ توحیدِ اتم ہے ستم اب مائلِ ملکِ عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اٹھا دی فسبحان الذی اخزی الاعادی

قیام توحید کے لئے جماعت احمدیہ کی شاندار خدمات ذرائع اور نتائج

خلافت احمدیہ کی رہنمائی میں توحید حقیقی کے قیام کی جدوجہد کے مختلف مراحل

یوسف سہیل شوق صاحب

جماعت احمدیہ کا قیام اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص منشاء سے فرمایا۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا جماعت کے قیام کا مقصد توحید کا قیام ہے۔ حقیقی خدا جس کا چہرہ چھپا ہوا تھا۔ اس کو پھر سے دکھایا جائے۔ جماعت احمدیہ کے مقاصد کا مرکزی نکتہ دنیا میں توحید کا قیام ہے۔ جماعت کی ساری جدوجہد سارے کام ساری قربانیاں توحید کے قیام کے لئے ہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی تحریروں کے ذریعے اور اپنی مقبول دعاؤں کے ذریعے اس حقیقی اور پیارے خدا کا چہرہ دنیا کو دکھایا جو دنیا کی نظروں سے بظاہر پوشیدہ تھا۔ حضرت مسیح موعود نے قیام توحید کے لئے خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کا وہ بھرپور تذکرہ فرمایا جس کے پڑھنے سے توحید کا حقیقی مقام نظر آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔

"میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے۔ اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے۔ اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولت مند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے۔ سچا خدا۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان لانا۔ اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پاکر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں۔ اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔"

(اربعین روحانی خزائن جلد نمبر 17 ص 344)

حضرت مسیح موعود نے عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ ہر رنگ میں توحید کی اہمیت اور اس سے سچے تعلق کی راہیں بیان کیں جن سے آپ کا کلام بھرا پڑا ہے۔

آپ نے اپنی تحریرات میں بشارت دی کہ میری آمد کا مقصد دنیا میں توحید حقیقی کا قیام ہے جو لازماً پورا ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے۔ اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔"

(الوصیت روحانی خزائن جلد نمبر 20 ص 306)

حضرت مسیح موعود نے توحید کے تخم کی آبیاری کی جو آپ کی آخری سانس تک بڑھتا اور پھولتا رہا یہاں تک کہ آپ اسی خدائے واحد کے حضور حاضر ہو گئے۔

اس پودے کو مزید تناور کرنے اور کل عالم پر سایہ فگن کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت مسیح موعود کے بعد جماعت احمدیہ میں خلافت کا نظام جاری فرمایا۔ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ خلفاء نے قیام توحید کی اس مہم کو پوری شان سے آگے بڑھایا اور حضرت مسیح موعود کی بعثت کے مقصد کو پورا فرمایا۔

جماعت احمدیہ نے قیام توحید کے لئے جو شاندار مساعی کیں اس کو آج ایک سو گیارہ سال گزر چکے ہیں۔ یہ جدوجہد کئی رنگ اور کئی پہلو سے جاری ہے اور بفضل خدا' توحید حقیقی کے قیام کا مقصد احسن رنگ میں پورا ہو رہا ہے۔

قیام توحید کے لئے جماعت نے وہ تمام ذرائع اختیار کئے جو زمانے اور موقع و محل کی مناسبت سے ضروری تھے۔ ان کا ایک اجمالی خاکہ پیش خدمت ہے۔

کتب کی اشاعت

جماعت احمدیہ ایک علمی جماعت کا عالمی تشخص رکھتی ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اسیؔ سے زیادہ کتب لکھیں۔ جن میں سے کئی کتب ضخامت کے اعتبار سے سینکڑوں صفحات پر محیط ہیں۔ اس کے علاوہ اشتہارات کی اشاعت کا سلسلہ الگ سے جاری رہا۔ حضور کی وفات کے بعد ملفوظات کے نام سے حضور کے ارشادات 10 جلدوں میں مدون کئے گئے جو بعد ازاں نئی کمپوزنگ کے ذریعے پانچ جلدوں میں سمیٹ دیئے گئے۔ حضرت مسیح موعود کے بعد خلفائے احمدیت نے کتب کی اشاعت کا سلسلہ جاری رکھا۔ حضرت خلیفہ اول نے درجن بھر سے زائد کتب لکھیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنی زندگی میں قریباً اڑھائی صد کتب تالیف فرمائیں۔ حضور کی تحریرات و تقاریر کو اب انوار العلوم کے نام سے مدون کیا جا رہا ہے۔ خطبات کو کتابی شکل دینے کا سلسلہ اس کے علاوہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے خطبات نے کئی کتب کا روپ دھارا جس میں جلسہ سالانہ کی دعائیں' تعمیر بیت اللہ کے 23 مقاصد اور دیگر کئی مجموعے قابل ذکر ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے سے پہلے بھی کتب لکھیں جن میں مذہب کے نام پر خون بہت مشہور ہوئی۔ حضور کی خلافت کے بعد چونکہ حضور کا زیادہ قیام لندن میں رہا اس لئے آپ کے قلم سے انگریزی زبان میں کتب شائع ہوئیں۔ جن میں سب سے زیادہ مشہور و معروف کتاب Revelation ہے۔ اس ضخیم کتاب کے بارے میں حضرت خلیفہ رابع نے فرمایا کہ یہ حضور کی زندگی بھر کی کاوشوں کا نچوڑ ہے۔ اس کتاب نے دہریہ خیالات رکھنے والوں کا منہ بند کر کے خدا تعالیٰ کی توحید اور اس کے سچے مذہب کا بول بالا کیا ہے۔ فی الحقیقت قیام توحید تو سبھی کتب حضرت مسیح موعود اور خلفاء کا مرکزی نکتہ ہے لیکن یہ کتاب تو خالصتاً خدا کی توحید کو جدید سائنس کے حوالوں سے پرکھنے اور ثابت کرنے کی ایک تاریخی کوشش ہے۔ اس میں سائنسی حوالوں سے نظریہ ارتقاء کے غیر دینی تصور کی دھجیاں اڑا کر رکھ دی گئی ہیں۔ دین کو سائنس سے ثابت کرنے کی اس سے زیادہ ٹھوس اور اثر انگیز کوشش اور کوئی نہیں ہوئی۔

مباحثے

حضرت مسیح موعود کے دور میں ہندوستان دنیا کا وہ واحد ملک تھا جہاں دنیا بھر کے سب سے زیادہ مذاہب اکٹھے تھے۔ اس لحاظ سے ادیان باطلہ پر توحید کی برتری ثابت کرنے کے لئے ہندوستان ایک آئیڈیل میدان مقابلہ تھا۔ چنانچہ ادیان باطلہ پر توحید کی برتری ثابت کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود نے جہاں بہت سی کتب لکھیں وہاں مخالفین سے مباحثے اور مناظرے بھی کئے۔ یہ مناظرے بھی بعد ازاں کتابی صورت میں شائع ہو گئے۔ ان میں دہلی' لدھیانہ کا مباحثہ' جنگ مقدس وغیرہ مشہور و معروف مباحثے ہیں۔ یہاں پر ایک طرف عیسائیوں سے مقابلہ درپیش تھا جو انگریز حکومت کی شہ پر بہت منہ زور تھے اور دوسری طرف آریہ سماج سے مقابلہ درپیش تھا۔ آریہ سماج کے مقابلہ پر حضرت مسیح موعود کی کتاب سرمہ چشم آریہ کی قوت و طاقت کا اعتراف غیروں نے بھی کیا ہے۔

اخبارات و رسائل

جماعت احمدیہ نے کل عالم کو توحید پر اکٹھا کرنے کے لئے جو ذرائع اختیار کئے ان میں ایک اہم ذریعہ اخبارات و رسائل کی اشاعت ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں دو اخبارات الحکم اور البدر قادیان سے شائع ہونا شروع ہوئے۔ اس کے علاوہ عالمگیر شہرت کا حامل رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو اور انگریزی میں شائع ہونا شروع ہوا۔ ان جماعتی اخبارات و رسائل میں سے ریویو آف ریلیجنز آجکل لندن سے شائع ہو رہا ہے۔ جبکہ الحکم اور البدر کی جگہ روزنامہ الفضل نے لے لی ہے۔ یہ اخبار حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے 18 جون 1913ء کو بطور ہفت روزہ جاری فرمایا اس کے لئے سرمایہ مہیا کرنے کا فریضہ حضرت اماں جان' حضرت ام ناصر اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے انجام دیا۔ 14 مارچ 1914ء کو جب

عالم الغیب سے تعلق کے لئے دل کا تقویٰ ضروری ہے۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ)

حضرت صاحبزادہ صاحب خلیفۃ المسیح کے منصب جلیلہ پر فائز ہوئے تو آپ نے اپنا یہ ذاتی اخبار جماعت احمدیہ کو سونپ دیا۔ یہ اخبار 8 مارچ 1935ء سے روزنامہ کے طور پر شائع ہونا شروع ہو گیا۔ اس طرح سے دنیائے مذاہب کی تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا کہ کوئی روزنامہ اخبار صرف اور صرف کسی مذہب کی ترویج کے لئے وقف ہو۔ دنیا میں عیسائیوں، ہندوؤں، یہودیوں، مسلمانوں، بدھ مت والوں وغیرہ متعدد مذاہب کے بے شمار رسالے نکلتے ہیں مگر کسی مذہب کی کسی تنظیم کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ وہ محض دین کی خاطر کوئی روزنامہ جاری کر سکے۔ عموماً دینی رسائل سہ ماہی، ماہنامے یا زیادہ سے زیادہ ہفت روزے ہوتے ہیں۔ دنیا کی سنسنی خیز خبروں سے ہٹ کر اور سیاست کے خارزار سے بچ کر اپنا روزنامہ ہونے کا وجود قائم رکھنا اور صرف دینی اور مذہبی تعلیم کے لئے وقف ہونا، یہ الفضل ہی کا اعزاز ہے۔ یہ اخبار روزنامہ کے طور پر پہلے قادیان سے، تقسیم ملک کے بعد لاہور اور پھر ربوہ سے شائع ہو رہا ہے۔ اس کا ہفتہ وار ایڈیشن الفضل انٹرنیشنل لندن کے نام سے 1994ء سے شائع ہو رہا ہے۔ یہ دنیا کا واحد مذہبی روزنامہ ہے جو 170 ملکوں میں جہاں جہاں اردو دان احمدی موجود ہیں پڑھا جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ کی قیام توحید کی عالمگیر جدوجہد میں اس اخبار کا کردار نہایت اہم ہے۔

توحید کا یہ مظاہرہ یقیناً قابل غور ہے کہ دنیا بھر میں دین کے لئے وقف یہ واحد روزنامہ اخبار ہے۔ اس کے علاوہ بیسیوں مقامات سے جماعت کے مختلف رسائل متعدد زبانوں میں جاری ہیں۔

پریس

سیدنا حضرت مسیح موعود نے توحید کی برتری ثابت کرنے کے لئے اپنے دور کے تمام جدید ذرائع ابلاغ کو استعمال کیا یہ دور وہ تھا جس کے بارے میں قرآن کریم نے پہلے سے بشارت دے دی تھی کہ صحیفے پھیلا دیئے جائیں گے۔ اس کے لئے پریس کا قیام ناگزیر تھا چنانچہ قادیان میں ضیاء الاسلام پریس قائم کیا گیا۔ بعد میں یہی پریس ربوہ میں جاری ہوا۔ اس کے علاوہ نصرت آرٹ پریس نے انگریزی میں لٹریچر پیدا کرنے میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے لندن ہجرت فرمائی تو وہاں پر اسلام آباد میں رقیم پریس کا اجراء فرمایا۔ اس کے علاوہ قادیان میں ضیاء الاسلام پریس کو پھر سے مضبوط کیا گیا۔ افریقہ کے ممالک میں اس وقت جماعت احمدیہ کے جو پریس لگائے گئے ہیں ان کی شاندار کارکردگی کا یہ عالم ہے کہ افریقی حکومتوں کے اہلکار اپنے سرکاری پریسوں کو چھوڑ کر جماعت کے پریسوں سے کام کرواتے ہیں۔

ایم ٹی اے قیام توحید کا اہم ذریعہ

آج کے دور میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو یہ توفیق دی کہ اس نے ایم ٹی اے کے نام سے اپنا ٹیلی ویژن سٹیشن قائم کیا جس کا مرکز لندن میں ہے۔ توحید کے عالمی سطح پر قیام و استحکام میں جو اہم اور ناقابل فراموش کردار ایم ٹی اے نے ادا کیا اس سے انکار کی کسی کو تاب نہیں ہو سکتی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ہر جمعہ کو خلیفۃ المسیح کا خطبہ جمعہ ایم ٹی اے کی وساطت سے ساری دنیا کے کونے کونے میں پہنچ جاتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ خطبہ اردو میں ارشاد فرماتے ہیں اور آپ کے خطبہ کا عموماً سات آٹھ زبانوں میں رواں ترجمہ کیا جاتا ہے جو الگ الگ آڈیو فریکوئنسیوں پر نشر کیا جاتا ہے اس طرح سے دنیا بھر کے احمدی ایسی زبان میں خطبہ کا ترجمہ اسی وقت سن لیتے ہیں جس کو وہ جانتے ہیں۔ یہ زبانیں عربی، انگلش، جرمن، فرنچ، بنگالی، بوسنین اور ترکی ہیں۔

خطبہ جمعہ کے علاوہ ایم ٹی اے کا ایک اہم ترین اور تاریخی کام عالمی بیعت کی تقریب کو نشر کرنے کا اہتمام ہے۔ جو دنیا میں ایک عظیم روحانی انقلاب بپا کرنے کا سبب بنا ہوا ہے۔ یہ وہی عالمی توحید کا قیام ہے۔ جو آج ایم ٹی اے کے ذریعے دنیا کے کونے کونے میں قائم ہو رہی ہے۔ ایم ٹی اے کے ذریعے دنیا کے اہم ممالک میں جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور کے خطابات ٹیلی کاسٹ ہوتے ہیں جس سے دنیا بھر کے احمدی اپنے گھروں میں یا اپنی بیوت الذکر میں بیٹھے ان جلسہ ہائے سالانہ میں شرکت کر لیتے ہیں۔ درحقیقت اس سے دنیا میں توحید حقیقی کا ڈنکا بج رہا ہے۔

ایم ٹی اے کے ذریعے حضور ایدہ اللہ نے متعدد دیگر پروگرام بھی شروع فرمائے ہیں جن میں اردو کلاس سرفہرست ہے اس کے علاوہ لقاء مع العرب، انگریز، فرنچ، جرمن اور بنگالی دوستوں سے ملاقات کے پروگرام اور پھر مجالس عرفان کے پروگرام ہیں۔

حضور ایدہ اللہ کے پروگراموں کے ذریعے عالمی دعائیں عالمی جلسے، عالمی درس قرآن، عالمی مجالس عرفان، عالمی نکاح، اور عالمی دعائے مغفرت کے نظارے سامنے آ رہے ہیں جو عالمی توحید کے قیام کا اہم ترین ذریعہ ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف ممالک کی طرف سے ان کی زبانوں میں تیار شدہ پروگرام جن میں اردو کے پروگرام، بنگالی، جرمن اور انڈونیشین زبانوں میں پروگرام بھی نشر ہوتے ہیں۔

قرآن کے ذریعے توحید کا قیام

اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے قرآن کریم نازل فرمایا اور اس کے لئے وعدہ فرمایا کہ اس کا ایک ایک لفظ محفوظ رکھا جائے گا۔

جماعت احمدیہ نے قرآن کریم کے ذریعہ دنیا کو سچے خدا کا چہرہ دکھایا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود کی تمام کتب اشتہارات ملفوظات اور مکتوبات وغیرہ قرآن ہی کی خدمت پر مامور ہیں۔ آپ کی تحریرات پر مشتمل قرآن کے ترجمہ و تفسیر کی 8 جلدیں شائع ہو چکی ہیں قرآن کی تفاسیر کے ذریعے توحید کے قیام کا فریضہ جماعت احمدیہ کے خلفاء نے بخوبی انجام دیا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول ساری عمر درس قرآن دیتے رہے آپ کے درس کے نکات قرآن کی تفسیر کے طور پر آج حقائق الفرقان کے نام سے چھ جلدوں میں مدون کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے تفسیر کبیر کے نام سے دس ضخیم جلدوں میں لاجواب تصنیف فرمائی۔ جو علم کا ایک لامتناہی خزانہ ہے جس کا لفظ لفظ خدا کی توحید کو قرآن کے علوم کے ذریعے قائم کرنے کے لئے وقف ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے خطبات کے ذریعے قرآن کی تفسیر فرمائی اور آپ ہر سال قرآن کریم کی آخری تین سورتوں کا درس رمضان میں دیتے رہے۔ ان کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ ہر سال درس دے رہے ہیں اور 1994ء میں ایم ٹی اے کے قیام کے بعد آپ سارا رمضان روزانہ درس قرآن دیتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے تفسیر صغیر کے نام سے قرآن کا بے نظیر اردو ترجمہ بھی فرمایا جس میں حواشی کے ذریعے قرآنی مطالب کو واضح فرمایا۔ اب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے قرآن کریم کا ایک اور اردو ترجمہ کیا ہے جو 2000ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر شائع ہو چکا ہے۔ جماعت کے علماء میں سے حضرت میر محمد اسحاق صاحب نے قرآن کریم کا اردو ترجمہ اور حضرت مولوی شیر علی صاحب نے انگریزی ترجمہ کیا۔ انگریزی تراجم میں حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کا ترجمہ اور حضرت ملک غلام فرید صاحب کا انگریزی ترجمہ و تفسیر اپنوں اور غیروں سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔ خلافت رابعہ میں قرآن کریم کے تراجم کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ پہلے 1989ء میں صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر منتخب آیات قرآنی کا ترجمہ دنیا کی 120 زبانوں میں کیا گیا۔ اور اب پورے قرآن کریم کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنے کا کام جاری ہے۔ اب تک 53 زبانوں میں پورے قرآن کریم کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے اور باقی زبانوں پر کام تیز رفتاری سے جاری ہے اور امید ہے کہ چند سالوں میں تراجم کی تعداد 90 تک پہنچ جائے گی۔ یہ خدا کا کلام جہاں جہاں پہنچ رہا ہے بھولی بھٹکی اور منتشر انسانیت کو خدائے واحد و یگانہ کے در پر اکٹھا کر رہا ہے۔

مشن ہاؤسز اور بیوت الذکر کا قیام

عالمی توحید کے قیام کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ دنیا بھر میں توحید حقیقی کا ایک ہی صحیح مفہوم رائج کیا جائے۔ یہ نہ ہو کہ ایک ملک میں توحید کا ایک مطلب ہو اور دوسرے ملک میں توحید کے مطالب میں کچھ اور نظریات شامل ہوں اس کے لئے ضروری تھا کہ دنیا کے ممالک میں ہر جگہ ایسے اساتذہ اور تربیت یافتہ علماء موجود ہوں جو ہر قوم اور ہر رنگ و نسل کو ایک ہی قسم کی دینی تعلیم دیں اور توحید کا ایک ہی مطلب ساری دنیا میں رائج کیا جائے۔ چنانچہ عالمی توحید کے خیالات میں یکسانیت قائم رکھنے کے لئے دنیا کے ہر ملک میں جہاں احمدی جماعت قائم ہے مشن ہاؤسز قائم کئے گئے جہاں پر تربیت یافتہ احمدی علماء دنیا میں توحید حقیقی کے قیام کے لئے دن رات مصروف ہیں۔ اسی مقصد کے لئے دنیا کے ممالک شہروں اور قصبوں میں ہزارہا (بیوت الذکر) تعمیر کی گئی ہیں اور یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ یہ مشن ہاؤسز اور بیوت الذکر دینی تربیت و اصلاح اور دعوت الی اللہ کے فریضہ کے ذریعے توحید حقیقی کا گہرا نقش سعید فطرت روحوں کے دلوں پر بٹھا رہے ہیں۔

دنیا کے ہر گوشہ میں

علامہ نیاز فتح پوری لکھتے ہیں۔

"آج دنیا کا کوئی دور دراز گوشہ ایسا نہیں جہاں یہ مردان خدا (دین) کی صحیح تعلیم .... کی نشر و اشاعت میں مصروف ہوں...... اور جب قادیان و ربوہ میں صدائے اللہ اکبر بلند ہوتی ہے تو ٹھیک اسی وقت یورپ و افریقہ و ایشیا کے ان بعید و تاریک گوشوں سے بھی یہی آواز بلند ہوتی ہے۔ جہاں سینکڑوں غریب الدیار احمدی خدا کی راہ میں، یہ انہ قدم آگے بڑھائے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔"

(ملاحظات نیاز ص 45)

دعوت الی اللہ کی عالمی تحریک

توحید کے قیام کو جس ذریعے نے نمایاں پھل عطا کئے وہ دعوت الی اللہ کی عالمی تحریک ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دور خلافت کے آغاز سے ہی اپنے خطبات، تقاریر اور ارشادات میں دعوت الی اللہ پر غیر معمولی زور دینا شروع کیا۔

چند سال پہلے جب مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام بیت الفضل لندن ربوہ تشریف لائے تو ان کے اعزاز میں ایم ٹی اے کا ایک پروگرام کیا گیا۔ جس میں بعض افراد نے ان سے سوالات کئے۔ ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ میں وہ کیا کام کروں کہ حضور مجھ سے خوش ہو جائیں مکرم راشد صاحب نے فوراً جواب دیا کہ دعوت الی اللہ کریں۔

یہ واقعہ بیان کرنے کا مطلب دعوت الی اللہ پر حضور کی غیر معمولی توجہ کو ظاہر کرنا ہے۔ حضور نے متعدد خطبات اور تقاریر میں بار بار ذکر کر کے جماعت کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور وہ لوگ بھی دعوت الی اللہ کے میدان میں کود پڑے جنہوں نے سالہا سال سے ایک بیعت بھی نہ کرائی تھی۔ حضور ایدہ اللہ نے نہ صرف جماعت کو دعوت الی اللہ کی طرف راغب فرمایا بلکہ اپنے خطبات میں دعوت الی اللہ کے طریق بھی بیان فرمائے اور یوں باریکی سے باتیں سمجھائیں کہ گویا دن چڑھ گیا۔ حضور نے اس بات پر زور دیا کہ دعوت الی اللہ خدمت خلق کے بغیر نامکمل ہے۔ اور یہ کہہ دینا کہ آج چند آدمی ملے جن کو دعوت الی اللہ کی گئی اور پھر وہ اپنے راستے پر روانہ ہو گئے، یہ منظم دعوت الی اللہ نہیں ہے بلکہ مسلسل اور متواتر رابطے ضروری ہیں۔ اس میدان میں احمدی خواتین نے بھرپور کارہائے نمایاں ادا کئے اور دنیا کے متعدد ممالک میں احمدی خواتین نے دعوت الی اللہ کے میدان میں مردوں کو مات دے دی۔

دنیا بھر میں دعوت الی اللہ کیا ہے خدا کی توحید کو دلوں میں راسخ کرنا۔ دنیا کو اس کے خدا سے ملانا۔ سچے خدا کا حقیقی اور پیارا چہرہ دکھانا اور راہ حق سے بھٹکی ہوئی مخلوق کو سمجھا بجھا کر اپنے مولا کے قدموں میں لا بٹھانا۔ توحید کے قیام میں اس عالمی تحریک نے حیران کن معجزے دکھائے۔ افریقہ اور ہندوستان میں زبردست روحانی انقلاب برپا ہو گیا۔ جن ملکوں شہروں اور علاقوں میں سالہا سال سے ایک بھی بیعت نہ ہوئی تھی وہاں دعوت الی اللہ کی تحریک کے نتیجے میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں لوگ حلقۂ بگوش احمدیت ہو کر توحید حقیقی پر قائم ہو گئے۔ یورپ جس کے بارے میں خیال تھا کہ یہاں دعوت الی اللہ کامیاب نہیں ہو سکتی وہاں کی سعید روحیں ہزاروں ہزار کی تعداد میں توحید کے دامن سے وابستہ ہونے لگ گئیں۔ جرمنی نے اس میدان میں خاص کامیابیاں حاصل کیں۔ اب تو ہر ملک اور ہر شہر میں دعوت الی اللہ کا وہ چرچا ہے کہ احمدیوں کو دعوت الی اللہ کے سوا کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ بلاشبہ قیام توحید میں اس تحریک کو ہراول دستے کی اہمیت حاصل ہے۔

وقف زندگی

دنیا بھر میں توحید کے قیام کے لئے تربیت یافتہ علماء اور مربیان کی ضرورت ایک لازمہ تھی۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ہی وقف زندگی کی اولین تحریک کی گئی۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے وقت میں یہ تحریک بار بار دوہرائی گئی چنانچہ مخلصین احمدیت نے دنیا کمانے پر لات مار کر خدمت دین کے لئے اپنی زندگیاں پیش کر دیں۔ اور وقف زندگی ایک بھرپور تحریک بن کر جماعت احمدیہ کے نظام کا حصہ بن گئی۔ وقف زندگی کے کئی اور پہلو بھی جماعت میں جاری کئے گئے ان میں وقف عارضی کی سکیم بھی ہے جس کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے دور میں پوری شدت سے جاری کیا گیا اور چھ ہفتے سے تین ماہ تک کے عرصے کے لئے وقف عارضی کی تحریک کی گئی۔ یہ سلسلہ بھی جاری و ساری ہے۔

وقف زندگی کا ایک اور پہلو جماعت کے وہ مخلصین ہیں جو مختلف شہروں اور ملکوں میں رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کرتے ہیں اور اپنے کاموں سے واپس آکر خدمت دین کے کام میں جت جاتے ہیں اور روزانہ کئی کئی گھنٹے جماعتی کاموں میں گزارتے ہیں۔ حتیٰ کہ جماعت کا عالمی ٹیلی ویژن ایم ٹی اے لندن میں رضاکاروں ہی کے سر پر چل رہا ہے۔ ایم۔ٹی۔اے کے عملہ میں گنتی کے چند مستقل کارکنوں کے علاوہ باقی تمام کا تمام عملہ رضاکاروں پر مشتمل ہے۔

وقف زندگی کی تحریک میں ایک انقلابی دور کا آغاز وقف نو کی تحریک سے ہوا۔ 1987ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے تحریک فرمائی کہ جس گھر میں اولاد کی امید ہو اس گھر کے میاں بیوی باہمی فیصلہ سے اپنے ہونے والے بچے کو اس کی پیدائش سے قبل اللہ کی راہ میں پیش کر دیں۔ اس تحریک نے ایسے حیرت انگیز نتائج پیدا کئے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے جہاں پہلے محض چند سو واقفین زندگی ہوتے تھے وہاں اب اس سال 2000ء تک 20 ہزار سے زائد واقفین نو اللہ کی راہ میں پیش کئے جا چکے ہیں۔ یہ دراصل آئندہ آنے والی فتوحات کے تحت کروڑوں نئے احمدیوں کو سنبھالنے کی تیاری تھی جس کا انتظام اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے کئی برس پہلے سے کر دیا تھا جہاں پہلے محض چند سو واقفین مربیان سلسلہ توحید کا جھنڈا اٹھائے ملکوں ملکوں میں جاتے تھے اب ہر سال ہزاروں کی تعداد میں ایسے واقفین خدمت دین کے لئے نکل کھڑے ہوں گے۔

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

صدر لجنہ اماء اللہ شہر

ناصرات الاحمدیہ شہر ۔ راولپنڈی

جماعتی تنظیموں کے ذریعے

توحید کا قیام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جماعت میں کئی تنظیمیں قائم فرمائی جن میں شہروں اور جماعتوں میں نظام امارت و صدارت قائم فرمایا اور اس کے علاوہ تین ذیلی تنظیموں کا قیام عمل میں لائے جو انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ ہیں اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ انہی کی شاخیں ہیں۔

اگرچہ کہنے کو یہ مختلف تنظیمیں ہیں مگر دینی تربیت و اصلاح کے لئے سب کا لائحہ عمل بنیادی طور پر ایک ہے۔ سب اسی قرآن کے پڑھنے اور پڑھانے کے لئے کوشاں ہیں جو توحید حقیقی کا سرچشمہ ہے۔ تمام تنظیمیں عبادات کے اسی سلسلے کو تقویت دیتی ہیں جو توحید کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔

حضرت مسیح موعود کے اسفار

حضرت مسیح موعود نے قیام توحید کے مقدس فریضہ کی انجام دہی کے لئے ہندوستان کے مختلف شہروں کا سفر فرمایا۔ یہ وہ وقت تھا جب سفر کا آغاز یکوں سے قادیان سے ہوتا تھا۔ پھر ریل کے ذریعے اور دیگر ذرائع سے سفر کیا جاتا تھا۔ یہ سفر بہت تکلیف دہ اور مشکل ہوتے تھے۔ مگر حضرت مسیح موعود نے ہندوستان کی گرمی سردی کے شدید اور تلخ موسموں کے باوجود متعدد شہروں کے دورے فرمائے اور توحید حقیقی کے قیام کے لئے ہر ایک سفر ایک سنگ میل بن گیا۔ حضرت مسیح موعود نے بعثت سے قبل کشمیر جیسے علاقوں کا مشکل سفر کیا اور بعثت کے بعد آپ نے امرتسر، لدھیانہ، سیالکوٹ، لاہور، جہلم، دہلی اور ملتان وغیرہ کے سفر اختیار فرمائے۔ مسیح کے لفظ میں سیاحت کا مفہوم پوشیدہ ہے۔ آپ نے اپنے سفروں کا ایک ہی مقصد متعین رکھا۔ اللہ کا نام بلند ہو۔ اس کی توحید شہروں اور قصبوں میں پھیل جائے۔ خدا کے دین کا بول بالا ہو۔ چنانچہ آپ نے اپنے سفروں میں کئی جگہ شاندار لیکچر دیئے جن میں لیکچر لاہور، لیکچر سیالکوٹ وغیرہ کتابی صورت میں شائع ہوئے۔ اور یوں توحید حقیقی کا حسین اور دلکش چہرہ نکھر کر، صاف ستھرا ہو کر اور نمایاں ہو کر دنیا کے سامنے آگیا۔

خلفاء کے دورے

جماعت احمدیہ کے عالمی وجود کو جسد واحد میں تبدیل کرنے کے لئے اور دنیا کے ہر کونے میں احمدیت کا یکساں شعور پیدا کرنے کے لئے اور سب احمدیوں کا رخ ایک ہی سمت میں قائم رکھنے کے لئے خلفاء حضرت مسیح موعود کے عالمی دورے ایک خاص اور نمایاں اہمیت رکھتے ہیں۔ خلیفہ وقت اپنی نظر سے دنیا کے ہر کونے کے احمدی کو دیکھتے ہیں۔ اس کی عبادات اور قربانیوں کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ ذیلی تنظیموں اور نظام امارت کی کارکردگی کو بچشم خود ملاحظہ فرماتے اور اس میں مناسب اور ضروری اصلاحات کرتے ہیں اس طرح سے ساری دنیا کے احمدی ایک ہی اصول کو راہ نما بناتے ہیں ایک ہی راستے پر چلتے ہیں اور ایک ہی قبلہ کو سجدہ گاہ بناتے ہیں۔ ساری جماعت کو توحید کے عالمی نظام پر قائم رکھنے کے لئے خلفاء کے دورے ایک کلیدی اہمیت رکھتے ہیں۔

بیرونی ممالک کے ان دوروں کا آغاز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے زمانہ میں ہوا آپ نے دو غیر ملکی دورے کئے۔ پہلا دورہ 1924ء میں ہوا جبکہ آپ کو ویمبلے کانفرنس میں مضمون پڑھنے کی دعوت دی گئی تھی۔ اس دوران آپ نے مشرق وسطی کا بھی دورہ کیا اور شام، مصر وغیرہ گئے۔ یورپ میں آپ نے تاریخی بیت الفضل کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔ فرانس اور اٹلی بھی گئے اور اٹلی کے سربراہ مسولینی سے بھی ملاقات کی۔ آپ نے دوسرا دورہ 1955ء میں فرمایا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے متعدد دورے کئے اور یورپ، امریکہ، افریقہ میں پیغام حق پہنچایا اور سپین کی تاریخی بیت بشارت کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے دور خلافت میں تو بیرون ممالک کے دوروں کی گویا بہار آگئی۔ یورپ، امریکہ، کینیڈا، افریقہ مشرق بعید کے ممالک فجی، سنگاپور، آسٹریلیا اور پھر 2000ء کا اہم ترین اور یادگار دورہ انڈونیشیا آپ نے کیا۔ آپ کی خلافت کے دوروں کا آغاز بیت بشارت سپین کے افتتاح سے ہوا۔ اس ضمن میں ایک اور تاریخی سنگ میل کی حیثیت رکھنے والا دورہ قادیان تھا جب آپ نے صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان 1991ء میں شرکت کی۔ آپ نے تمام ممالک میں وسیع پیمانے پر احمدیوں سے ملاقات کی اور ان کو دین کے اصولوں سے آگاہ کرنے کے لئے مجالس سوال و جواب کا بھی انعقاد کیا۔ ان دوروں میں آپ نے بے شمار ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ میں بھی خطاب فرمایا اور یوں قیام توحید کے لئے ساری دنیا کے احمدیوں کی تربیت و اصلاح کا شاندار فریضہ نہایت کامیابی سے انجام دیا۔ خلفائے وقت کی اتباع میں نظام جماعت کے کارندے بھی کثرت سے دورے کرتے ہیں اور جماعت کی نگرانی کے فرائض انجام دیتے ہیں۔

لنگرخانہ حضرت مسیح موعود

دنیا کے کونے کونے میں توحید کے قیام کے لئے جو ایک اور نمایاں کارروائی جماعت احمدیہ کی کارکردگی کا لازمی حصہ ہے وہ لنگر خانہ حضرت مسیح موعود کے ذریعے مہمان نوازی ہے۔ ایک وقت تھا کہ قادیان میں آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی حضرت مسیح موعود کے گھر سے کی جاتی تھی۔ حضرت اماں جان کا مقدس وجود ہر مہمان کی خدمت کے لئے مستعد ہوتا تھا۔ پھر لنگر خانہ قائم ہوا کیونکہ مہمانوں کی تعداد سینکڑوں سے نکل کر ہزاروں میں داخل ہو گئی تھی۔ جلسہ سالانہ کے مواقع پر ہر آنے والے کو مفت کھانا اور رہائش مہیا کرنا لنگر خانہ حضرت مسیح موعود کی ایک منفرد خوبی ہے۔ آج دنیا کے ہر ملک میں مسیح موعود کا لنگر جاری ہے۔ ہر ملک کے جلسہ سالانہ کے موقع پر اور دیگر مواقع پر آنے والے مہمانوں کو حضرت مسیح موعود کے لنگر سے کھانا اور رہائش مہیا کی جاتی ہے۔ قادیان اور پھر ربوہ میں سال بھر میں ایک جلسہ ہوتا تھا۔ جس میں آنے والے مہمانوں کی تعداد ہزاروں میں ہوتی تھی۔ آج دنیا کے متعدد ممالک میں سالانہ جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ ایک ایک جلسہ کے مہمانوں کی تعداد ہزاروں میں ہوتی ہے۔ توحید حقیقی کے قیام کا یہ نظارہ کس قدر ایمان افروز ہے کہ ان سب کی مہمان نوازی کا انتظام احسن رنگ میں ہوتا ہے۔ گزشتہ دنوں کے ایک ارشاد میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے فرمایا تھا کہ آج دنیا بھر میں حضرت مسیح موعود کے مہمانوں کی تعداد 10 لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔ ان سب کی یکساں، پر محبت مہمان نوازی ہر ملک میں جماعت احمدیہ کی روایت اور توحید حقیقی کے قیام کا اہم حصہ ہے۔

مرکز سلسلہ ربوہ اور لندن میں یہ لنگر خانہ مستقل بنیادوں پر سارا سال جاری رہتا ہے۔ اور یہی پاکیزہ روایت اور کئی ممالک میں جاری ہے۔

ربوہ میں آنے والے مہمانوں کے لئے دارالضیافت کا وسیع اور حسین انتظام ایک عجوبہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے کبھی یہ نہیں سنا کہ سارا سال کوئی ایسی جگہ بھی ہے جہاں پر ہر آنے والے مہمان کو مفت کھانا ملتا ہو۔ چاہے وہ مہمان رات کو دو بجے آئے اس وقت بھی اس کو تازہ اور گرم کھانا پیش کیا جاتا ہے۔ ربوہ کے دارالضیافت میں تیزی سے توسیع کا سلسلہ جاری ہے۔ اور یہی حال دنیا بھر کی احمدی جماعتوں کے لنگر خانے کا ہے۔ دنیا میں قیام توحید کا یہ نظارہ روحوں کو روحانی لذت و مسرت سے بھر دیتا ہے۔

مالی قربانیاں۔ ہر احمدی کا اعزاز

جماعت احمدیہ کی ابتداء سے ہی افراد جماعت احمدیہ نے مالی قربانیاں کرنے کا غیر معمولی اعزاز حاصل کیا۔ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں آپ کے رفقاء نے مالی قربانیوں کا بے نظیر نمونہ پیش کیا۔ جماعت کی تعداد بڑھنے کے ساتھ مالی جہاد کا یہ سلسلہ ہندوستان سے نکل کر دنیا بھر کے ممالک میں پھیل گیا۔ آج مالی قربانی کرنا ہر احمدی کی پہچان بن چکا ہے۔ دنیا کے ہر کونے میں موجود احمدی مالی قربانی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر احمدی کی مالی قربانی عالمگیر سطح پر توحید حقیقی کے قیام کا ایک دلکش نظارہ پیش کرتی ہے۔ غریب احمدی اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کے چندے دیتا ہے اور امیر احمدی اپنے جمع جتھا اور کاروبار کی فکر سے بے پرواہ ہو کر لاکھوں دیتے ہیں۔ مقصد سب کا ایک ہے۔ دین کی خدمت کا رخ ایک ہے خدا تعالیٰ کا نام بلند ہو۔ اس کی توحید ملکوں ملکوں، قصبوں قصبوں میں پھیل جائے۔ دنیا کا کوئی کونہ ہو جماعت کو جب بھی مال کی ضرورت پڑی ہر احمدی تن من دھن کا نذرانہ لے کر پہنچ گیا۔ معمول کے چندوں، چندہ عام، حصہ آمد، چندہ جلسہ سالانہ، تحریک جدید اور وقف جدید اور ذیلی تنظیموں کے چندوں کے علاوہ امام وقت کی طرف سے وقتاً فوقتاً مالی تحریکات ہوتی رہتی ہیں اور احمدی

جان و مال و آبرو حاضر ہیں تیری راہ میں

کا نعرہ مستانہ بلند کرتے ہوئے اپنے مال لے کر امام جماعت کے قدموں میں ڈھیر کرتے رہتے ہیں۔ توحید حقیقی کے قیام کا یہ منظر ساری دنیا میں انوکھا ہے۔ دین کی خاطر مال پیش کرنے کی جو توفیق جماعت احمدیہ کو حاصل ہو رہی ہے اس کی کوئی مثال دنیا بھر میں کوئی جماعت یا کوئی تنظیم پیش نہیں کر سکتی۔ عورتوں نے اپنے زیورات دیئے اور بار بار دیئے۔ امراء نے اپنی جائیدادیں اور لاکھوں کے عطیات دیئے۔ اور خدا کے فضل و کرم سے دیتے چلے جا رہے ہیں۔ احمدیت کے مخالف جماعت کی مالی قربانی دیکھ کر حیرت زدہ ہیں۔

قیام توحید کی شاندار جدوجہد کے نتائج

جماعت احمدیہ کے مخلصین نے قیام توحید کی جو زبردست عالمگیر مہم شروع کر رکھی ہے اس کو اللہ کی رحمت سے ایسے شیریں پھل لگ رہے ہیں کہ عقل ان کا مطالعہ کر کے حیرت میں ڈوب جاتی ہے۔ اس سال 2000ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر دوسرے دن کے خطاب میں حضور ایدہ اللہ نے ان شاندار اور کامیاب نتائج کی جو ہلکی سی جھلک دکھلائی ہے اس کا مختصر سا تذکرہ ملاحظہ ہو۔

سب کا وہی سہارا رحمت ہے آشکارا
ہم کو وہی پیارا دلبر وہی ہمارا
اس بن نہیں گزارا غیر اس کے جھوٹ سارا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(درثمین)

ساری دنیا میں قیام توحید کے لئے دعا۔ "اے قادر خدا، اے اپنے بندوں کے راہنما جیسا تو نے اس زمانہ کو صناع جدیدہ کے ظہور و بروز کا زمانہ ٹھہرایا ہے ایسا ہی قرآن کریم کے حقائق و معارف ان غافل قوموں پر ظاہر کر اور اب اس زمانہ کو اپنی طرف اور اپنی کتاب کی طرف اور اپنی توحید کی طرف کھینچ لے۔ کفر اور شرک بہت بڑھ گیا اور (دین) کم ہو گیا۔ اب اے کریم مشرق و مغرب میں توحید کی ہوا چلا اور آسمان پر جذب کا ایک نشان ظاہر کر۔ اے رحیم! تیرے رحم کے ہم سخت محتاج ہیں۔ اے ہادی! تیری ہدایتوں کی ہمیں شدید حاجت ہے۔ مبارک وہ دن جس میں تیرے انوار ظاہر ہوں۔ مبارک ہے وہ گھڑی جس میں تیری فتح کا نقارہ بجے (۔) ہم نے تجھ پر توکل کیا اور سوائے تیرے کسی کو کوئی قوت و طاقت نہیں اور تو بہت بلند شان اور عظمت والا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 ص 213، 214 حاشیہ در حاشیہ)

ہر چیز میں توحید کا نقش ہے

قدیم سائنس کے ابتدائی مراکز بابل، مصر اور برصغیر تھے جن کی میراث یونان منتقل ہوئی اور پھر مسلمان سائنسدانوں کے ذریعہ سے وسطی دور کے یورپ میں پہنچی جس کے نتیجہ میں جدید سائنس کی بنیاد پڑی۔ یونانیوں نے ظاہری مشاہدہ سے بعض عام اصول (General Principles) وضع کئے تھے جو بالعموم سطحی تھے مثلاً یونانی فلاسفروں کا عقیدہ تھا کہ اجرام فلکی کروی شکل کے اس لئے ہیں کہ کرہ ایک مکمل شکل ہے۔ سیارے آسمان پر دائروں میں حرکت کرتے ہیں اس لئے کہ دائرہ مکمل ترین شکل ہے۔

(جدید طبیعات کا تعارف صفحہ 62 مرتبہ پروفیسر محمود انور صاحب ناشر مجلس ترقی ادب 2 کلب روڈ لاہور۔ طبع اول ستمبر 1965ء)

اس یونانی فلسفہ کے مقابل آیئے بصیرت کی آنکھ سے کائنات کا مطالعہ کریں۔ امام الزمان فرماتے ہیں:۔

"فطرت کے وسیع اوراق میں اس (خدا) کے اس قدر نشانات ہیں جو صاف بتلاتے ہیں۔ ایک ایک چیز کائنات میں اس نشان اور تختہ کی طرح ہے جو ہر سڑک اور گلی کے سر پر اس سڑک یا محلہ یا شہر کا نام معلوم کرنے کے لئے لگایا جاتا ہے خدا کی طرف رہنمائی کرتی ہے..... اور تثلیث سے کوئی مناسبت جبلت انسانی اور تمام اشیائے عالم کو نہیں۔ ایک قطرہ پانی کو دیکھو تو وہ گول نظر آتا ہے مثلث کی شکل میں نظر نہیں آتا۔ اس سے بھی صاف طور پر یہی پایا جاتا ہے کہ توحید کا نقش قدرت کی ہر ایک چیز میں رکھا ہوا ہے۔ خوب غور سے دیکھو کہ پانی کا قطرہ گول ہوتا ہے اور

کروی شکل میں توحید ہی ہوتی ہے"۔

اس لئے کہ وہ جہت نہیں چاہتی ہے۔ چنانچہ آگ کو دیکھو شکل بھی مخروطی ہے اور وہ بھی کرویت اپنے اندر رکھتی ہے اس سے بھی توحید کا نور چمکتا ہے۔ زمین کو لو اور انگریزوں ہی سے پوچھو کہ اس کی شکل کیسی ہے؟ کہیں گے گول۔

الغرض طبعی تحقیقاتیں جہاں تک چلی جائیں گی وہاں توحید ہی توحید نکلتی جائے گی"

(ملفوظات جلد اول طبع دوم صفحہ 40۔ ناشر نظارت اشاعت ربوہ)

نیز فرماتے ہیں:۔

"آسمان کے ستاروں کو دیکھو کہ اول سوائے نقطوں کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتے مگر جب انہیں نقطوں کو دوربینوں سے دیکھا جاوے تو کس قدر عجائبات معلوم ہوتے ہیں اور سابقہ معرفت اس کے آگے ہیچ نظر آتی ہے اور انسان کو

اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان کے بغیر انسان گناہ سے بچ نہیں سکتا۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

○ 170 ممالک میں احمدیت قائم ہو چکی ہے۔

○ صرف ایک سال میں بارہ نئے ممالک میں احمدیت کا پودا لگا دیا گیا۔

○ براعظم افریقہ کے تمام 54 ممالک میں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے۔

○ جماعت احمدیہ کی طرف سے 53 زبانوں میں ترجمہ قرآن شائع ہو چکا ہے۔ امید ہے کہ آئندہ تین سالوں میں یہ تعداد 90 تک پہنچ جائے گی۔

○ وکالت اشاعت لندن نے 526'91 کتب شائع کیں۔

○ مختلف جماعتوں نے اپنے طور پر 11 لاکھ 21 ہزار 209 کتب شائع کیں۔

○ اگلے سال کے اختتام سے پہلے دنیا کی 1/10 آبادی کو احمدی لٹریچر پہنچا دیا جائے گا۔ انشاء اللہ یاد رہے کہ اس وقت ساری دنیا کی آبادی 6۔ ارب ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ 60 کروڑ آبادی کو احمدی لٹریچر پہنچا دیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

○ نئے ملک جبوتی میں 50 ہزار بیعتیں ہوئیں۔

○ رقیم پریس نے 2 لاکھ 31 ہزار کتب و جرائد شائع کئے جبکہ افریقہ کے جماعتی پریسوں نے ایک لاکھ 82 ہزار 300 کتب و رسائل شائع کئے۔

○ وقف نو میں اس سال تک 20 ہزار 515 بچے شامل ہو چکے ہیں جن میں سے لڑکوں کی تعداد 14 ہزار 259 اور لڑکیوں کی تعداد چھ ہزار 255 ہے۔

○ ایم ٹی اے لندن کے مرکز میں 12 شعبے ہیں جن میں 151۔ رضاکار باری باری ٹرانسمشن کی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔

○ دنیا کے مختلف ٹی وی سٹیشنوں سے 515 جماعتی پروگرام ٹیلی کاسٹ ہوئے جن پر 1648 گھنٹے صرف ہوئے اس کے علاوہ ریڈیو سے 945 پروگرام نشر ہوئے دنیا بھر کے 8766 اخبارات میں جماعت احمدیہ کے بارے میں اچھے آرٹیکل شائع ہوئے۔

○ آئیوری کوسٹ میں 1129 نئے مقامات پر جماعت قائم ہوئی اور 826 (بیوت الذکر) کا اضافہ ہوا۔ اس ملک میں (بیوت الذکر) کی کل تعداد 2003 ہے۔

○ بورکینا فاسو میں 218 مقامات پر نئی جماعتیں قائم ہوئیں 220 (بیوت الذکر) کا اضافہ ہوا۔

○ بینن میں اس سال 8 لاکھ ایک ہزار بیعتیں ہوئیں۔ 79 نئی جماعتوں اور 110 بیوت الذکر کا اضافہ ہوا۔ 39 چیفس احمدی ہوئے جن میں دو اپنے علاقے کے بادشاہ ہیں۔

○ ٹوگو میں 12 لاکھ 4 ہزار بیعتیں ہوئی ہیں۔

○ سینیگال میں پونے پانچ لاکھ بیعتیں ہوئیں۔ 77 نئے مقامات پر جماعت قائم ہوئی۔

○ غانا میں 108 نئے مقامات پر جماعت قائم ہوئی۔

○ نائیجیریا میں ایک لاکھ سات ہزار سے زائد لوگ احمدی ہوئے۔

○ سیرالیون میں 60 نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ اس وقت سیرالیون میں 2878 (بیوت الذکر) ہیں۔ 80 کا اضافہ اس سال ہوا۔

○ کینیا میں 120 مقامات پر جماعت احمدیہ قائم ہوئی۔

○ ایتھوپیا میں جہاں گزشتہ سال 3 بیعتیں ہوئی تھیں اس سال 36 ہزار 830 بیعتیں ہوئیں۔

○ تنزانیہ میں 133 مقامات پر نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ ایک علاقے میں سوا دو لاکھ بیعتیں ہوئیں اور تین مختلف مقامات پر ایک ایک لاکھ بیعتیں ہوئیں۔

○ یورپ میں جرمنی اول رہا سال بھر میں 9 ہزار 140 افراد نے احمدیت قبول کی۔

○ انڈونیشیا میں 542 مقامات پر جماعتیں قائم ہیں۔ نئی بیوت الذکر کی تعداد 289 ہے۔

○ صرف افریقہ کے براعظم میں دو کروڑ ایک لاکھ 875 نئے افراد نے احمدیت قبول کی۔

○ ہندوستان میں دو کروڑ سے زائد افراد احمدیت میں شامل ہوئے۔

عالمی بیعت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے دور خلافت کی سب سے زیادہ کامیاب اور ایمانوں میں نئی تازگی اور نئی زندگی دوڑانے والی اور توحید کو مضبوطی سے قائم کر دینے والی تحریک عالمی بیعت کی تحریک ہے جو حیران کن طریق پر اپنے شیریں نتائج اور ثمرات ظاہر کر رہی ہے 1993ء میں پہلی بار عالمی بیعت ہوئی جس میں 2 لاکھ کے قریب نئے احمدی ہوئے۔

اس کے بعد حضور نے عجیب حیران کن اعلان فرمایا کہ ہر سال جس قدر احمدی بنا لو گے اللہ تعالیٰ ہر اگلے سال اس سے دوگنا احمدی دے دے گا۔ یہ اعلان خدائی تائید و نصرت کا ایک ایسا شاندار مظاہرہ تھا جس نے عالمی سطح پر توحید کے قیام میں ناقابل فراموش کردار ادا کیا ہے۔

1993ء میں 2 لاکھ' 1994ء میں چار لاکھ' 1995ء میں آٹھ لاکھ' 1996ء میں سولہ لاکھ' 1997ء میں 30 لاکھ 1998ء میں 50 لاکھ اور پھر 1999ء میں ایک کروڑ' اور 2000ء میں شاندار روحانی جست کے ذریعے 4 کروڑ افراد احمدی ہوئے۔ جس میں ہندوستان کی بیعتیں دو کروڑ سے زائد ہیں اور افریقہ و دیگر ممالک میں باقی دو کروڑ نئے احمدی ہوئے۔

حرف آخر

خدا کے فضل و رحم کے ساتھ عالمی توحید مسلسل مضبوطی سے قائم ہو رہی ہے۔ اور مزید قوت و استحکام پکڑ رہی ہے۔ جماعت احمدیہ کے زبردست تنظیمی نظام کا ہر کل پرزہ توحید کو قائم کر رہا ہے۔ خلیفۃ المسیح کے ذریعے توحید کا قیام عجیب معجزانہ انداز میں جاری ہے۔ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں حیران کن انداز میں پوری ہو رہی ہیں۔ کروڑوں احمدی اپنے امام کے پیچھے صفیں باندھے اس عظیم روحانی جہاد میں منزلوں پر منزلیں مارتے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اور ساری دنیا میں توحید کا بول بالا ہو رہا ہے۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا اسے ضرور ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

شرمندہ ہونا پڑتا ہے کہ میں نے ان کو نقطہ کیوں سمجھا؟ ایسے ہی شیطان اور فرشتے کے وجود کا حال ہے کہ اول ان کو نقطے کی طرح ماننا پڑتا ہے اور

پھر اس دوربین سے جو انبیاء لے کر آتے ہیں دیکھا جاوے تو ان کی اصل حقیقت معلوم ہوتی ہے"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 103-104)

خدا کے پرستاروں کے لئے
خوشیوں کے تین مقام

سیدنا محمود المصلح الموعود کے عہد ادارت کا رسالہ "تشحیذ الاذہان" قادیان' حضرت مسیح موعود کی بہت سی نایاب تحریرات' پر معارف ملفوظات اور غیر مطبوعہ اشعار کا حامل و پاسبان ہے۔ مثلاً رسالہ کے یکم ستمبر 1906ء کے پرچہ میں صفحہ 25 پر حضرت صاحب کا رقم فرمودہ ایک پرانا نوٹ سپرد اشاعت ہوا جو عرفان و ایقان کا ابدی شاہکار ہے۔ جس کا مکمل متن ہدیہ قارئین ہے۔

میں کیوں خوش ہوں؟ میرے دل میں تین خوشیاں ہیں جو میرے لئے دنیا اور آخرت میں بس ہیں۔

1۔ ایک یہ کہ میں نے اس سچے خدا کو پا لیا ہے جو درحقیقت خدا ہے جس کی طرف سجدہ کرتے ہوئے ہر ایک ذرہ ایسا ہی جھکتا ہے جیسا کہ ایک **عارف جھکتا ہے۔**

2۔ دوسری یہ کہ اس کی رضامندی.... میں نے اپنے شامل حال دیکھی ہے **اور اس کی رحمت سے بھری ہوئی محبت کا میں نے مشاہدہ کیا ہے۔**

3۔ تیسرے یہ کہ میں نے دیکھا اور تجربہ کیا ہے کہ وہ عالم الغیب ہے اور ایسا کامل رحیم ہے کہ ایک رحم اس کا تو عام ہے اور ایک خاص رحم اس کا ان لوگوں سے تعلق رکھتا ہے **جو اس میں کھوئے جاتے ہیں۔**

اور وہ قدیر ہے جس کی تکلیف کو راحت کے ساتھ بدلنا چاہے ایک دم میں بدل سکتا ہے۔

یہ تین صفتیں اس کے پرستاروں کے لئے بڑی خوشی کا مقام ہیں۔"

☆......☆......☆......☆

خدا موجود ہے

وہ پاک زندگی جو گناہ سے بچ کر ملتی ہے وہ ایک لعل تاباں ہے جو کسی کے پاس نہیں ہاں خدا تعالیٰ نے وہ لعل تاباں مجھے دیا ہے اور مجھے اس نے مامور کیا ہے کہ میں دنیا کو اس لعل تاباں کے حصول کی راہ بتا دوں۔ اس راہ پر چل کر میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص یقیناً یقیناً اس کو حاصل کرے گا اور وہ ذریعہ اور وہ راہ جس سے یہ ملتا ہے ایک ہی ہے جس کو خدا کی سچی معرفت کہتے ہیں۔ درحقیقت یہ مسئلہ بڑا مشکل اور نازک مسئلہ ہے کیونکہ ایک مشکل امر پر موقوف ہے۔ فلاسفر جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے آسمان اور زمین کو دیکھ کر اور دوسرے مصنوعات کی ترتیب ابلغ و محکم پر نظر کر کے صرف اتنا بتاتا ہے کہ کوئی صانع ہونا چاہئے مگر میں اس سے بلند تر مقام پر لے جاتا ہوں اور اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ خدا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم ص 16)

خدا ایک پیارا خزانہ ہے

خدا ایک پیارا خزانہ ہے۔ اس کی قدر کرو۔ کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلی اسباب پر گر گئی ہیں۔ اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی اور جیسے گدھ اور کتے مردار کھاتے ہیں انہوں نے مردار پر دانت مارے۔ وہ خدا سے بہت دور جا پڑے.... ان کے اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے ان کے تمام اندرونی اعضاء کاٹ دیئے ہیں۔ پس تم اس جذام سے ڈرو.... اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آ جائے کہ خدا ہی خدا ہے اور سب ہیچ ہے۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 ص 24)

صفات باری تعالیٰ پر غور کرنا اور کرتے رہنا ہمارے لئے بے انتہا ضروری ہے۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ)